

www.iqbalkalmati.blogspot.com
عمران سیریز
سپر لیبارٹری

سپر لیبارٹری

(Super Laboratory)

احمد شہیر

چند باتیں!

محترم قارئین۔

السلام علیکم!

عمران سیریز پڑھنے والوں کے لئے میرا نیا ناول "سپر لیبارٹری" کتاب گھر ڈاٹ کام پر آن لائن کر دیا گیا ہے۔ یہ ناول کتابی شکل میں ابھی شائع نہیں ہوا لیکن اگر کسی پبلشر نے کہا تو اسے کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا جائے گا۔ اس ناول میں اسرائیل کی ایک نئی اور فعال ایجنسی "بلیک ٹائیگرز" سامنے آئی ہے جس نے پاکیشیا کے سائنس دان پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر لیا تھا۔ اس کے بعد بلیک ٹائیگرز ایجنسی کے ایجنٹ نے انتہائی آسانی کے ساتھ پاکیشیا کی سپیشل لیبارٹری سے پروفیسر کاشان باقری کا فارمولا بھی چوری کر لیا تھا کہ سرداور کو بھی پتہ نہ چل سکا۔ وہ یہی سمجھتے رہے تھے پروفیسر کاشان باقری اپنا فارمولا لے کر کسی اور ملک چلے گئے ہیں۔ عمران کو بھی معلوم نہیں تھا کہ کس ملک کے ایجنٹ نے سپیشل لیبارٹری سے فارمولا چوری کیا ہے۔ کیا عمران معلوم کر سکا کہ پروفیسر کاشان باقری کہاں ہیں اور سپیشل لیبارٹری سے فارمولا کس ملک کی ایجنسی نے چوری کیا ہے۔ یہ تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ امید ہے کہ آپ کو یہ دلچسپ، ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ناول بے حد پسند آئے گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ ناول پڑھنے کے بعد اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے رہنمائی کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ سے اگلے ناول میں ملاقات ہوگی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

احمد شہیر

ahmad.shaheer2002@gmail.com

☆..........☆..........☆

درمیانے سائز کے سٹنگ روم میں ایک نوجوان صوفے پر نیم دراز ایک میگزین کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس کے دائیں طرف پڑی میز پر اس کا سیل فون پڑا ہوا تھا۔ وہ نوجوان لمبے قد اور قدرے بھاری لیکن ورزشی جسم کا تھا۔ اس کی رنگت بلیک تھی۔ اس کی پیشانی کشادہ اور چمکدار تھی۔ اس کی آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں کی طرح تیز چمک تھی۔ اس کے سر کے بال بے حد چھوٹے تھے۔ اس نے بلیو کلر کی جینز اور وائٹ کلر کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

اس سیاہ فام نوجوان کا نام میکس تھا۔ وہ اسرائیلی تھا اور وہ اسرائیل کی ایجنسی بلیک ٹائیگرز کا سپر ایجنٹ تھا۔ بلیک ٹائیگرز اسرائیل کی نئی اور فعال ایجنسی تھی۔ اس ایجنسی نے یکے بعد دیگرے کارنامے انجام دیئے تھے کہ یہ ایجنسی اسرائیل کی دیگر ایجنسیوں سے ٹاپ لسٹ پر آ گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حکومتی مشینری کرنل ڈیوڈ کی ایجنسی جی پی فائیو کی بجائے بلیک ٹائیگرز کو ترجیح دیتی تھی۔

میکس کے کارناموں کی ایک طویل فہرست تھی۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ انتہائی تیز طرار، ذہین اور پھرتیلا ایجنٹ ہے۔ وہ جس ملک میں بھی کسی مشن پر بھی گیا ہے تو وہ کبھی ناکام واپس نہیں لوٹا۔ اس کا کام کرنے کا اپنا ایک انداز تھا اور وہ کسی کی مداخلت بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بلیک ٹائیگرز کا چیف کسی اہم مشن پر بھیجنے کے لئے اسے ہی ترجیح دیتا تھا۔

میکس ان دنوں چھٹیوں پر تھا۔ چند روز پہلے ہی وہ ایک مشن سے واپس آیا تھا تو اس کے چیف نے اسے چند دن ریسٹ کرنے کی غرض سے چھٹیاں دے دی تھیں اس لئے وہ زیادہ تر اپنے فلیٹ پر ہی رہتا تھا۔

میکس نے اپنا الگ سے ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا جو سیکشن سیون کے نام سے تھا اور یہ ہیڈ کوارٹر بلیک کالونی کی ایک رہائش گاہ میں تھا۔ میکس اپنے سیکشن کا انچارج بھی تھا۔ اسی لمحے میز پر پڑے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میکس نے بے اختیار چونک کر سیل فون کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے میگزین کا صفحہ موڑ کر اور اسے بند کر کے میز پر رکھا اور پھر اپنا سیل فون اٹھا کر سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ سکرین پر کرنل راسکر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا جو بلیک ٹائیگرز کا چیف تھا۔ میکس نے لیس کا بٹن پریس کر کے سیل فون اپنے دائیں کان سے لگا لیا۔

''میکس بول رہا ہوں چیف''...... میکس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فوراً میرے آفس پہنچو۔ اٹ از ایمرجنسی''...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو میکس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ سیل فون کو گھورتے ہوئے سوچنے لگا کہ اس وقت کیا ایمرجنسی پڑ گئی ہے کہ چیف نے اسے فوراً اپنے آفس میں طلب کر لیا ہے۔ میکس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مشن درپیش آ گیا ہو اس لئے چیف نے اسے اس مشن پر بھیجنے کے لئے کال کیا ہو۔ چنانچہ وہ صوفے سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میکس اپنی کار اسرائیل کے دارالحکومت یروشلم کی ایک فراخ سڑک پر دوڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد میکس نے فلک بوس عمارتوں کے سامنے سے کار گزارتے ہوئے ایک بہت بڑی عمارت کے گیٹ پر

روک دی۔ یہ عمارت بلیک ٹائیگرز کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ہیڈ کوارٹر کا گیٹ بند تھا اس لئے میکس نے مخصوص انداز میں ہارن بجا دیا اور پھر گیٹ کے کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔ بلیک ٹائیگرز نے ہیڈ کوارٹر کو محفوظ بنانے کے لئے وہاں جدید سائنسی نظام قائم کیا ہوا تھا۔ میکس جانتا تھا کہ خفیہ کیمرے کے ذریعے پہلے اس کے چہرے کی سکیننگ ہو گی اور جب ماسٹر کمپیوٹر اسے اوکے کر دے گا تو گیٹ کھل جائے گا۔ پھر چند ہی لمحوں کے بعد گیٹ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا تو میکس نے اپنی کار آگے بڑھائی اور کھلے ہوئے کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر ایک خالی جگہ پر کار روک دی۔ وہاں پہلے ہی جدید ماڈل کی دو کاریں موجود تھیں۔ وہاں مسلح افراد موجود تھے۔ میکس نے کار سے باہر نکل کر کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ایک گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ کراس کر کے وہ لفٹس کی طرف بڑھ گیا۔ یہ دو لفٹس تھیں۔ میکس نے ایک لفٹ کے دروازے کے قریب پہنچ کر دیوار پر لگے پینل پر ایک بٹن پریس کیا اور پھر وہ لفٹ کے اندر پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ لفٹ کے اندر پہنچا تو لفٹ ایک جھٹکے سے اوپر اٹھ گئی۔ چند ہی لمحوں کے بعد وہ عمارت کی دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ لفٹ سے نکل کر میکس ایک راہداری کے آخری کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری میں چند افراد موجود تھے لیکن میکس نے ان سے کوئی بات نہیں کی اور آخری کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ وہ جیسے ہی دروازے پر رکا تو اسی لمحے دروازہ کھل کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گیا۔ پھر میکس کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ میکانکی انداز میں بند ہو گیا۔

یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا۔ اس کمرے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ریڈ کور والی ایک فائل پڑی ہوئی تھی۔ ادھیڑ عمر جسمانی طور پر جنگلی بھینسے کی طرح نہ صرف پلا ہوا تھا بلکہ اس کا چہرہ بھی قدرتی طور پر بہت بڑا اور پتھر کی طرح سخت تھا۔ اس کا سر درمیان سے گنجا تھا۔ صرف سائیڈوں پر برف کی طرح سفید بال جھالروں کی صورت میں موجود تھے۔ اس کی بھنویں گھنی اور چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ اس نے آنکھوں پر چھوٹے شیشوں والا چشمہ لگایا ہوا تھا۔ ادھیڑ عمر براؤن کلر کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ اس کے سامنے میز پر سرخ اور سفید رنگ کے دو ٹیلی فون رکھے ہوئے تھے۔ دائیں ہاتھ والی دیوار پر انٹر کام بھی لگا ہوا تھا۔

اس ادھیڑ عمر آدمی کا نام کرنل راسکر تھا۔ اسے آرمی سے ریٹائر ہوئے ایک سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔ ایک سال پہلے اس نے اسرائیلی صدر کی مشاورت سے ایک نئی سیکرٹ ایجنسی بلیک ٹائیگرز کی بنیاد رکھی تھی جس کے سیکرٹ ایجنٹ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہر ملک میں بلیک ٹائیگرز کا ایک سیکشن کام کر رہا تھا اور ہر سیکشن کا انچارج اس کا ماتحت تھا۔ چونکہ کرنل راسکر کے اسرائیلی صدر کے ساتھ گہرے تعلقات تھے اس لئے اسرائیلی صدر نے کرنل راسکر کو بہت سے اختیارات دیئے ہوئے تھے۔

"بیٹھو"...... کرنل راسکر نے میکس سے مخاطب ہو کر کہا تو میکس "تھینک یو" کہتا ہوا میز کے آگے موجود چھ کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چیف۔ خیریت تو ہے نا۔ آپ نے مجھے ایمرجنسی طور پر بلایا ہے۔ کیا کوئی مشن مل گیا ہے"...... میکس نے میز کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پہلے یہ فائل پڑھ لو''..... کرنل راسکر نے ریڈ کور والی فائل میکس کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا تو میکس نے فائل اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ فائل میں دو پیج تھے۔ پہلے پیج پر ایک بوڑھے آدمی کا فوٹو گراف لگا ہوا تھا جو شکل سے سائنس دان معلوم ہوتا تھا دوسرے پیج پر تحریر لکھی ہوئی تھی۔ میکس نے ایک نظر فوٹو گراف پر ڈالی اور پھر دوسرے پیج پر لکھی تحریر پڑھنے لگا۔ اس فائل میں فوٹو گراف والے آدمی کے بارے میں درج تھا۔ میکس نے فائل پڑھنے میں صرف دو منٹ ہی لگائے۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

''کیا تم مشن کی نوعیت سمجھ گئے ہو میکس''..... کرنل راسکر نے پوچھا۔

''یس چیف۔ دو دن کے بعد ایکریمیا میں ایک سائنس سیمینار منعقد ہو رہا ہے اور اس سیمینار کے مہمان خصوصی پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر کاشان باقری ہے۔ میں نے پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پر پہنچانا ہے''..... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یور آر رائٹ''..... کرنل راسکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس مشن کے لئے میرا ہی انتخاب کیوں کیا گیا ہے چیف۔ یہ تو عام سا مشن ہے اور اس مشن کے لئے آپ کسی اور ایجنٹ کو بھی بھیج سکتے تھے کیونکہ آپ تو جانتے ہیں کہ میں کسی کو اغوا کرنے والے مشن پر کام نہیں کرتا''..... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ یہ مشن تمہارے مزاج کے خلاف ہے۔ میں کسی دوسرے سیکرٹ ایجنٹ کے ذریعے بھی یہ مشن مکمل کروا سکتا تھا لیکن میں ایسا نہیں کیا کیونکہ میں جانتا ہوں جس تیزی، پھرتی اور ذہانت سے تم یہ مشن مکمل کر سکتے ہو کوئی دوسرا یہ مشن مکمل نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں یہ بھی بتاتا ہوں کہ اسرائیلی صدر نے یہ مشن جی پی فائیو کو دینے کی بجائے ہماری ایجنسی کو کیوں دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری ایجنسی آج تک کسی مشن میں ناکام نہیں ہوئی جبکہ جی پی فائیو ہر بار پاکیشیا کے مقابلے میں ناکام ہوئی ہے اسی لئے اسرائیلی صدر نے یہ مشن ہماری ایجنسی کو سونپا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کی ایک لیبارٹری میں ان دنوں ایک ویپن پر کام ہو رہا ہے جسے سپیشل لیزر ویپن کہا جا رہا ہے۔ سپیشل لیزر ویپن کے تجربے کے بعد کافرستان کا دفاع پاکیشیا کے مقابلے میں کمزور پڑ جائے گا اس لئے کافرستان کے صدر نے ہمارے ملک کے صدر سے درخواست کی ہے کہ ہم اس سلسلے میں کام کریں اور پاکیشیا کو سپیشل لیزر ویپن کی تیاری میں روکیں۔ سپیشل لیزر ویپن کی تیاری اور تجربے سے کافرستان کے ساتھ ساتھ ہمارا دفاع بھی کمزور پڑ جائے اس لئے پہلے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہم پاکیشیا میں وہ لیبارٹری جس میں سپیشل میزائل تیار ہو رہا ہے تلاش کر کے تباہ کر دیں گے لیکن بعد میں اسرائیلی پریذیڈنٹ نے اپنا فیصلہ تبدیل کر لیا۔ انہوں نے نیا حکم جاری کیا کہ ہم پاکیشیا سے سپیشل لیزر ویپن کا فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ سپیشل لیزر ویپن ہمارے سائنسدان تیار کر سکیں اور ہمارا دفاع مضبوط ہو جائے۔ ہم سپیشل لیبارٹری میں داخل ہونے کی پلاننگ کر رہے تھے کہ اس دوران ہمیں یہ اطلاع ملی کہ پروفیسر کاشان باقری ایکریمیا میں ایک سائنس سیمینار میں شرکت کر رہے ہیں تو پلان کو چینج کرتے ہوئے پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر کے اسرائیل کی مین لیبارٹری میں پہنچانے اور اس کی جگہ اپنا ایجنٹ بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کارٹر پاکیشیا کی مین لیبارٹری میں پہنچ کر سپیشل میزائل کا فارمولا حاصل

کر کے واپس اسرائیل آ جائے گا۔ ہم پروفیسر کاشان باقری سے سپیشل فارمولے کے بارے میں معلوم کر کے کارٹر کو بتا دیں گے کہ اس نے فارمولا کہاں چھپا کر رکھا ہے اس طرح اسے فارمولا حاصل کرنے میں آسانی رہے گی۔ ہمیں پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کرنے کا اس سے بہترین موقع نہیں ملے گا۔ دوسری بات یہ کہ ہم یہ مشن پاکیشیا میں بھی مکمل کر سکتے ہیں لیکن ہم پاکیشیا کے اندر کام نہیں کرنا چاہتے۔ پروفیسر کاشان باقری کی حفاظت پر متعدد سیکورٹی گارڈز متعین ہیں جو چوبیس گھنٹے اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اگر ہم نے پاکیشیا میں جا کر یہ مشن مکمل کرنے کی کوشش کی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے مشن کی بھنک پڑ سکتی ہے پھر وہ ہماری ایجنسی کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائے گی اس لئے ہم نے پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے کا پلان ڈراپ کر دیا۔ تم چونکہ بہترین ماسٹر پلانر ہو اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم یقیناً ایسا پلان بناؤ گے جس میں ایک فیصد بھی جھول نہیں ہو گا۔ تم جیسے ہی پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر کے لے جاؤ گے تو اس کی جگہ ہمارا ایجنٹ کارٹر سنبھال لے گا۔ کارٹر کی پلاسٹک سرجری ہو چکی ہے اور اس کے دماغ میں ایک آلہ بھی فٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ پروفیسر کاشان باقری کا ہمشکل بن گیا ہے اس لئے اسے کوئی بھی نہیں پہچان سکے گا کہ وہ اصلی پروفیسر کاشان باقری ہے یا نقلی۔ اس طرح وہ اپنا مشن آسانی مکمل کر لے گا“......

کرنل راسکر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو میکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اوکے باس۔ آپ بے فکر ہو جائیں میں پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دوں گا“...... میکس نے کہا تو کرنل راسکر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”وش یو گڈ لک۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر اعتماد ہے“...... کرنل راسکر نے مسکراتے ہوئے کہا تو میکس نے فائل کو موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالی اور پھر اٹھ کر اس نے کرنل راسکر کو سلام کیا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا تو دروازہ میکانکی انداز میں کھل گیا۔ میکس باہر نکل کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا لفٹس کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لفٹ اسے لئے نچلی منزل کی طرف لے جا رہی تھی۔



عمران نے اپنی سپورٹس کار پروفیسر کاشان باقری کی کوٹھی کے مین گیٹ پر روکی اور پھر مخصوص انداز میں ہارن بجانے لگا۔ عمران اپنے فلیٹ سے دانش منزل کی طرف جا رہا تھا تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ پروفیسر کاشان باقری سے بھی ملاقات کرتا جائے کیونکہ پروفیسر کاشان باقری گزشتہ رات ہی ایکریمیا سے پاکیشیا واپس آئے تھے۔ انہیں ایکریمیا میں ایک سائنس سیمینار میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا تھا جس میں دنیا بھر سے نامور سائنسدانوں نے شرکت کی تھی۔ عمران کے پروفیسر کاشان باقری سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ عمران کی ان سے ملاقات سرداور کے گھر پر ہوئی تھی جب عمران کسی کام سے سرداور سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر گیا تھا تو پروفیسر کاشان باقری بھی وہاں موجود تھے۔ پروفیسر کاشان باقری کا کوئی بیٹا نہ تھا وہ عمران کو اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے۔ ان کی صرف ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام حمیرا تھا۔ حمیرا گریٹ لینڈ میں پڑھتی تھی اور وہ میڈیکل کی طالبہ تھی۔ پروفیسر کاشان باقری کی بیوی کو فوت ہوئے گیارہ سال ہو چکے تھے۔

انہوں نے دوسری شادی نہ کی تھی اور اپنے چند ملازموں کے ساتھ سرکاری رہائش گاہ میں رہتے تھے۔

عمران نے جب تیسری بار ہارن بجایا تو مین گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک سیکورٹی گارڈ کی شکل نظر آئی۔ اس نے عمران کو دیکھ کر ذیلی کھڑکی بند کی اور پھر مین گیٹ کھول کر وہ عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران اس سیکورٹی گارڈ کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ اس سیکورٹی گارڈ کو جانتا تھا۔ اس کا نام افضال تھا اور وہ سن رائز ہوٹل میں ملازمت کرتا تھا لیکن اسے پروفیسر کاشان باقری کی کوٹھی پر دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔ پروفیسر کاشان باقری کی کوٹھی پر پہلے سیکورٹی گارڈ کرامت ڈیوٹی دیتا تھا۔ سیکورٹی گارڈ کرامت کو پروفیسر کاشان باقری کے پاس ڈیوٹی دیتے ہوئے چار سال ہو گئے تھے۔ اس لئے عمران اس نئے سیکورٹی گارڈ کو دیکھ کر چونکا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ حکومت نے پروفیسر کاشان باقری کی سیکورٹی بڑھا دی ہو کیونکہ پروفیسر کاشان باقری پاکیشیا کے مشہور سائنسدان تھے اور وہ میزائل سازی پر اتھارٹی رکھتے تھے۔ انہوں نے پاکیشیا کے مفاد کے لئے بہت کام کیا تھا جس کی وجہ سے عالمی سطح پر بھی ان کا بہت نام تھا۔

''جی صاحب۔ آپ کو کس سے ملنا ہے''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے عمران کے قریب آکر پوچھا۔

''کیا تم یہاں نئے آئے ہو''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں صاحب۔ مجھے اس کوٹھی پر ڈیوٹی دیتے ہوئے آج چوتھا دن ہے''..... سیکورٹی گارڈ نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر بے اختیار چونک پڑا۔

''تم سے پہلے جو سیکورٹی گارڈ یہاں تعینات تھا وہ کہاں چلا گیا ہے''..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آپ کرامت کی بات کر رہے ہیں''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کی ماں بیمار ہے اس لئے وہ ایک ماہ کی چھٹی پر اپنے گاؤں گیا ہوا ہے''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا پروفیسر کاشان باقری صاحب کوٹھی پر موجود ہیں''..... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ پروفیسر کاشان باقری موجود ہیں''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان سے جا کر کہو کہ علی عمران ان سے ملنے آیا ہے''..... عمران نے کہا۔

''سوری جناب۔ پروفیسر صاحب آپ سے نہیں مل سکتے''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا مطلب۔ وہ مجھ سے کیوں نہیں مل سکتے۔ کیا پروفیسر صاحب چلہ کاٹ رہے ہیں''..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی نہیں صاحب۔ وہ چلہ نہیں کاٹ رہے۔ دراصل ان کی طبیعت خراب ہے اور وہ آرام کر رہے ہیں''..... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''اوہ۔ کیا ہو گیا ہے انہیں''..... عمران نے یکلخت چونکتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے معلوم نہیں ہے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ انہوں نے مجھے صرف اتنا کہا ہے کہ جو بھی ان سے ملنے آئے تو میں ان سے معذرت کرلوں۔ اس لئے میں آپ سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔ آپ جا سکتے ہیں''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

''سنو''..... عمران نے سیکورٹی گارڈ کو آواز دی تو سیکورٹی گارڈ افضال رکا اور مڑ کر واپس عمران کے قریب آ گیا۔ عمران بھی کار سے باہر نکل آیا۔

''جی صاحب۔ فرمایئے''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے پوچھا۔

''میں پروفیسر صاحب سے ضروری کام سے ملنے آیا ہوں۔ تم جا کر انہیں میرا نام تو بتا دو۔ اگر وہ ملنے سے انکار کر دیں تو میں واپس چلا جاؤں گا''..... عمران نے کہا۔

''سوری جناب۔ میں آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پروفیسر صاحب کی طبیعت خراب ہے اور انہوں نے مجھے سختی سے منع کیا ہوا ہے کہ کوئی بھی ان سے ملنے آئے تو انہیں واپس بھیج دیا جائے اس لئے میں مجبور ہوں۔ آپ جا سکتے ہیں''..... سیکورٹی گارڈ افضال نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''تم پروفیسر صاحب کو ایک مرتبہ جا کر بتاؤ تو سہی''..... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں۔ آپ کیوں میری نوکری خطرے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ جائیں اور اپنا کام کریں۔ کیوں میرا دماغ خراب کر رہے ہیں۔ آپ کو ایک مرتبہ بتا دیا ہے کہ پروفیسر صاحب کی طبیعت خراب ہے اور وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتے لیکن آپ ضد کئے ہوئے ہیں''..... سیکورٹی گارڈ نے اس مرتبہ قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

''تمہاری نوکری کہیں نہیں جاتی۔ اگر پروفیسر صاحب نے تمہیں نوکری سے نکال بھی دیا تو میں تمہیں نوکری دلوا دوں گا اور اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں خود ہی پروفیسر کاشان باقری سے ملنے اندر چلا جاؤں گا''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب تو سیکورٹی گارڈ افضال کی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گیا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ یہیں ٹھہریں۔ میں پروفیسر صاحب سے بات کرتا ہوں''..... چند لمحے سوچنے کے بعد سیکورٹی گارڈ نے کہا اور پھر وہ مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور گیٹ سے اندر داخل ہونے کے بعد اس نے اندر سے گیٹ بند کر دیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اس نے گیٹ کھلا چھوڑ دیا تو عمران زبردستی اندر آ جائے گا۔ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ سیکورٹی گارڈ کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور سیکورٹی گارڈ کی شکل نظر آئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر کاشان باقری نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔

''سوری صاحب۔ پروفیسر صاحب نے آپ سے ملنے سے انکار کر دیا ہے''..... سیکورٹی گارڈ نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا تم نے انہیں میرا نام بتایا تھا"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں صاحب۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ آپ سے پھر کسی دن مل لیں گے"..... سیکورٹی گارڈ افضال نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ذیلی کھڑکی بند کر دی۔ عمران اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ حالانکہ عمران جب بھی پروفیسر کاشان باقری سے ملنے کے لئے آیا تھا تو پروفیسر کاشان باقری نے کبھی بھی اس سے ملنے سے انکار نہیں کیا تھا۔ عمران چند لمحے گیٹ کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ کچھ سوچ کر گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی پر دستک دی تو چند لمحوں کے بعد اسی سیکورٹی گارڈ افضال نے کھڑکی کھولی۔ اس نے جب عمران کو دیکھا تو اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"اب کیا مسئلہ ہے آپ کو جناب۔ آپ یہاں سے جاتے کیوں نہیں ہیں"..... سیکورٹی گارڈ نے اس بار قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ارے ارے غصے کیوں کر رہے ہو۔ میں تو تم یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم پروفیسر کاشان باقری سے میری ملاقات کرا دو تو میں تمہیں بڑی مالیت کا نوٹ بھی دے سکتا ہوں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ بھی نکال لیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ آپ مجھے رشوت دینا چاہتے ہیں۔ سوری۔ میں رشوت نہیں لیتا کیونکہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں اور مجھے جہنم میں جانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ میں اب دوبارہ پروفیسر صاحب کے پاس گیا تو وہ سخت ناراض ہوں گے۔ اب آپ یہاں سے جائیں ورنہ میں ابھی پولیس کو فون کر کے آپ کو رشوت دینے کے الزام میں گرفتار کرا دوں گا"..... سیکورٹی گارڈ افضال نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے یہ رشوت نہیں تمہارے لئے انعام ہوگا اگر تم میری ملاقات پروفیسر کاشان باقری سے کرا دو گے"..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا لیکن سیکورٹی گارڈ افضال نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور انتہائی غصیلے انداز میں اس نے مین گیٹ کی ذیلی کھڑکی بند کر دی تو عمران بے اختیار مسکرانے لگا۔ اس نے یہ پہلا شخص دیکھا تھا جس نے بڑی مالیت کا نوٹ نہ صرف لینے سے انکار کر دیا تھا بلکہ اسے رشوت قرار دیا تھا۔

عمران چند لمحے وہیں کھڑا رہا پھر وہ اپنی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عمران کے ذہن میں یہ بات بار بار کھٹک رہی تھی کہ پروفیسر کاشان باقری نے اس سے ملنے سے کیوں انکار کر دیا تھا حالانکہ عمران جب بھی ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر آتا تھا تو وہ فوراً ہی اسے بلا لیتے تھے اور خوش دلی کے ساتھ ملتے تھے۔ یہی کچھ سوچتے ہوئے عمران تھوڑی دیر کے بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ وہ جب آپریشن روم میں داخل ہوا تو حسب معمول اس کا استقبال بلیک زیرو نے ہی کیا تھا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنے لئے اور بلیک زیرو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

"عمران صاحب۔ آج آپ نے کافی دنوں کے بعد دانش منزل کا چکر لگایا ہے"..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کی وجہ سلیمان ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''پتہ نہیں جناب آغا سلیمان پاشا صاحب کو کیا ہوتا جا رہا ہے کہ وہ ہر دوسرے دن مونگ کی دال پکا لیتا ہے جس کی وجہ سے میرے دماغ سے دانش منزل کا نام ہی مٹتا جا رہا ہے اس لئے میں دانش منزل کا چکر نہیں لگا پا رہا تھا مگر آج جیسے ہی میرے ذہن کے پردے پر دانش منزل کا نام ابھرا تو میں فوراً ہی یہاں آ گیا تاکہ تھوڑی سی دانش لے کر اپنی دانش بحال کر سکوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تو آپ سلیمان کو منع کر دیں کہ وہ مونگ کی دال نہ پکایا کرے۔ ویسے بہرحال آپ کی دانش کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ میں چائے بنا کر لاتا ہوں جس سے آپ کی دانش نہ صرف بحال ہو جائے گی بلکہ فریش بھی ہو جائے گی''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ آواز پروفیسر کاشان باقری یا ان کے ملازم کریم بخش کی نہیں تھی۔ عمران کریم بخش کی آواز اچھی طرح پہچانتا تھا کیونکہ ہمیشہ کریم بخش ہی فون اٹھاتا تھا۔ کریم بخش ایک ادھیڑ عمر انسان تھا اور دس سال سے پروفیسر کاشان باقری کے پاس ملازم تھا۔

''ہیلو۔ میں پروفیسر کاشان باقری کا دوست اعظم بات کر رہا ہوں۔ کیا پروفیسر کاشان باقری سے بات ہو سکتی ہے''...... عمران نے آواز بدل کر کہا۔

''سوری اعظم صاحب۔ پروفیسر کاشان باقری کی طبیعت ناساز ہے اس لئے وہ آپ سے بات نہیں کر سکتے''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو ایک چھوٹی سی ٹرے اٹھائے آپریشن روم میں داخل ہوا جس پر دو چائے کے کپ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ خود لے کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے چائے کی طرف توجہ نہ دی بلکہ اس نے ایک بار پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور سرداور کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ سرداور کے پروفیسر کاشان باقری کے ساتھ فیملی تعلقات تھے اس لئے عمران نے سوچا کہ یقیناً سرداور کو پروفیسر کاشان باقری کے بارے میں معلوم ہوگا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے جو وہ کسی سے مل ہی نہیں رہے۔

''ہیلو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں حقیر فقیر پر تقصیر بندہ ناداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

”وعلیکم السلام عمران بیٹے ۔کیسے ہو۔ میں ابھی تمہارے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کیونکہ تم سے بات ہوئے کافی دن ہو گئے ہیں“ ...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”عاشق لوگ کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔آپ نے میرے بارے میں سوچا اور میں نے آپ کو فون کر دیا“ ...... عمران زبان رواں ہو گئی۔

”عمران ۔میں اس وقت بہت بزی ہوں ۔اگر تم نے کام کی بات نہ کی تو میں رسیور رکھ دوں گا۔پلیز“ ...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”اوہ۔ایسا نہ کیجئے گا ورنہ مجھے مفت کا بل بھرنا پڑ جائے گا“ ...... عمران نے کہا۔

”اچھا بتاؤ ۔تم نے کس لئے فون کیا ہے۔میں بہت بزی ہوں اور میں نے ابھی ایک میٹنگ میں شرکت کرنی ہے“ ...... دوسری طرف سے سرداور کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سرداور۔میں نے آپ سے یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا پروفیسر کاشان باقری ایکریمیا سے واپس آ گئے ہیں“ ...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔پروفیسر کاشان باقری کو تو ایکریمیا سے واپس آئے تین دن ہو گئے ہیں لیکن میری ان سے بات نہیں ہو سکی۔تم کیوں پوچھ رہے ہو۔خیریت تو ہے نا“ ...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں خیریت ہے۔میں تھوڑی دیر پہلے پروفیسر کاشان باقری کی کوٹھی پر گیا تھا۔وہاں کوئی نیا سیکورٹی گارڈ موجود تھا جسے انہوں نے سختی سے منع کیا ہوا ہے کہ کسی بھی ملاقاتی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔یہاں تک کہ پروفیسر کاشان باقری نے مجھ سے بھی ملاقات سے انکار کر دیا تھا۔میں نے آپ سے اس لئے معلوم کیا ہے کہ شاید آپ کو پتہ ہو گا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے“ ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔پروفیسر کاشان باقری نے ایکریمیا سے واپس آنے کے بعد مجھے فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دے دی تھی اور بتایا تھا کہ ان کی طبیعت ناساز ہے اور انہوں نے دو دن کی چھٹی لے لی تھی۔ہو سکتا ہے وہ کافی تھکے ہوئے ہوں اس لئے وہ کسی بھی نہ ملنا چاہ رہے ہوں اس لئے انہوں نے تم سے ملنے سے انکار کر دیا ہو گا ورنہ تم جانتے ہو کہ وہ تم سے ملنے سے کبھی بھی انکار نہیں کرتے“ ...... سرداور نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ٹھیک ہے۔اتنا ہی معلوم کرنا تھا۔اللہ حافظ“ ...... عمران نے کہا اور پھر فون بند کر دیا۔اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

”عمران صاحب۔یہ پروفیسر کاشان باقری کا کیا قصہ ہے“ ...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے مختصر طور پر اسے بتا دیا۔بلیک زیرو کے چہرے پر بھی حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یہ پروفیسر کاشان باقری وہی سائنسدان ہیں نا جنہوں نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران نے چائے کا کپ اٹھایا اور چائے سپ کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو بھی خاموش بیٹھا چائے سپ کرنے کے ساتھ ساتھ عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ کیا سوچ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے طویل خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ اب تمہاری شادی کرا ہی دوں۔ میری خیر ہے کم سے کم تم تو کنوارے نہ رہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گا جب تک آپ شادی نہیں کر لیتے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''میں تو آج ہی شادی کے لئے تیار ہوں مگر صفدر کو خطبہ نکاح ہی یاد نہیں ہو رہا جس دن وہ خطبہ نکاح یاد کر لے گا اس دن میری شادی ہو جائے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے چائے کا کپ میز پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کسی مولوی کا بندوبست کر سکتا ہوں اس طرح آپ کو صفدر کا خطبہ نکاح کرنے کا شکوہ نہیں رہے گا اور آپ کا جولیا سے نکاح بھی پڑھوا دیا جائے گا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''لیکن میں صرف صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے کا انتظار کروں گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر نہ ہی صفدر سے خطبہ نکاح یاد ہو گا اور نہ ہی آپ کی جولیا سے شادی ہو گی''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جو اللہ کو منظور''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔



کرنل راسکر اپنے ہیڈکوارٹر میں بنے ہوئے اپنے ایک مخصوص آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک کرسی پر میکس بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل راسکر کے سامنے ٹیبل پر ایک ریڈ کلر کی فائل موجود تھی اور وہ بڑے انہماک سے وہ فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اس فائل میں میکس نے پاکیشیائی سائنسدان پروفیسر کاشان باقری کے اغوا سے لے کر ہیڈکوارٹر تک پہنچانے کی رپورٹ لکھی تھی۔ اسے میکس پر فخر محسوس ہو رہا تھا جس نے کم وقت میں پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر کے ہیڈکوارٹر میں پہنچا دیا تھا جبکہ اس کے دوسرے ایجنٹ کارٹر نے کاشان باقری کی جگہ سنبھال لی تھی اور وہ پاکیشیا بھی پہنچ گیا تھا۔ کرنل راسکر نے کارٹر کی پہلے ہی سرجری کرا دی تھی اس لئے کسی کو بھی شک نہیں پڑا تھا۔

کرنل راسکر نے کارٹر کے جسم میں ایک کمپیوٹرائزڈ چپ سکس ون پیوست کرا دی تھی تاکہ کارٹر کی کمپیوٹرائزڈ نگرانی ہوتی رہے۔ اس چپ کے بارے میں کارٹر کو بھی پتہ نہیں تھا۔ اگر کارٹر کو چیک بھی کر لیا جائے تو کمپیوٹرائزڈ چپ سکس ون کی وجہ سے کارٹر کو فوراً آف کیا

جا سکتا تھا۔ کرنل راسکر کو یقین تھا کہ کارٹر کو کسی بھی طرح چیک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کارٹر قد وقامت میں بھی پروفیسر کاشان باقری جیسا تھا۔

کرنل راسکر نے کارٹر کو پاکیشیا بھیجنے سے پہلے ہی اس کی حفاظت کے لئے بھاری معاوضے پر ایک مقامی گروپ کو ہائر کر لیا تھا۔ اس گروپ کا نام تھامسن گروپ تھا جس کا چیف تھامسن تھا۔ تھامسن کا پاکیشیا میں ایک کلب تھا جس کا نام تھامسن کلب تھا اور کارٹر کی حفاظت کے لئے اس کے آدمیوں نے پروفیسر کاشان باقری کی کوٹھی کا کنٹرول سنبھال لیا تھا اس لئے کرنل راسکر مطمئن تھا۔ اب صرف پروفیسر کاشان باقری سے سپیشل لیبارٹری میں موجود فارمولے کے بارے میں معلوم کرنا تھا کہ وہ فارمولا کہاں رکھا ہوا ہے۔ جیسے ہی کارٹر فارمولا لے کر واپس اسرائیل آئے گا تو اس فارمولے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر تک فائل پڑھنے کے بعد کرنل راسکر نے فائل بند کر کے ایک سائیڈ پر رکھ دی اور میکس کی طرف دیکھنے لگا۔

''میکس۔ میں تمہاری کارکردگی سے بے حد خوش ہوں۔ تم نے جس پلاننگ کے تحت پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچایا ہے یہ کام تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا تھا''...... کرنل راسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو باس''...... میکس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اب ہمیں پروفیسر کاشان باقری سے سپیشل لیزر وپین کے فارمولے کے بارے میں معلوم کرنا ہے۔ جیسے ہی فارمولا ہمیں مل گیا تو ہمارا مشن ختم ہو جائے گا اور فارمولے کے بارے میں پروفیسر کاشان باقری سے معلوم کرنا تمہارا کام ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ آسانی کے ساتھ فارمولے کے بارے میں نہیں بتائے گا۔ اسے تم ہپناٹائز کر کے فارمولے کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو''...... کرنل راسکر نے کہا۔

''او کے باس۔ میں اس سے معلوم کر لوں گا''...... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ٹیلی فون کی بیل بج اٹھی تو کرنل راسکر نے بے اختیار چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل راسکر بول رہا ہوں''...... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ پروفیسر کاشان باقری کو ہوش آ گیا ہے''...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... کرنل راسکر نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آؤ۔ پروفیسر کاشان باقری کو ہوش آ گیا ہے''...... کرنل راسکر نے میکس سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو میکس بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کرنل راسکر اور میکس دونوں آفس سے نکل کر تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے ڈارک روم کی طرف بڑھ گئے جہاں پروفیسر کاشان باقری کو رکھا گیا تھا۔ ڈارک روم میں دو مسلح افراد موجود تھے۔ کرنل راسکر کمرے میں داخل ہوا تو ان دونوں افراد نے اسے سلام کیا۔ کرنل راسکر نے ان کے سلام کو نظر انداز کر دیا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے پروفیسر کاشان باقری کی طرف دیکھنے لگا۔ پروفیسر کاشان باقری ادھیڑ عمر تھے۔ ان کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی۔ سر گنجا تھا البتہ سائیڈوں میں بال جھالروں کی صورت میں موجود

تھے۔ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ان کے سامنے دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ایک کرسی پر کرنل راسکر بیٹھ گیا جبکہ دوسری کرسی پر میکس بیٹھ گیا۔

''تم لوگ کون ہو اور میں کہاں موجود ہوں۔میں تو ایک ہوٹل کے روم میں موجود تھا''...... پروفیسر کاشان باقری نے کرنل راسکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر کاشان باقری۔تم اس وقت نہ ایکریمیا میں ہیں اور نہ ہی پاکیشیا میں۔تم اس وقت ایسی جگہ پر موجود ہیں جس کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہیں ہے''...... کرنل راسکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو پروفیسر کاشان باقری بے اختیار چونک پڑے۔ان کے ماتھے پر لاتعداد شکنیں ابھر آئیں۔

''اب میں سمجھ گیا ہوں۔تم لوگوں کا تعلق یقیناً کسی مجرم تنظیم سے ہے اور تم لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا ہے لیکن یاد رکھو جیسے ہی میرے اغوا کی خبر انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس کو ہو گی تو وہ میری تلاش شروع کر دیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تم تک پہنچ جائیں''...... پروفیسر کاشان باقری نے کہا تو کرنل راسکر نے قہقہہ لگایا۔

''تم ٹھیک سمجھے ہو پروفیسر کاشان باقری۔میں نے تمہیں تمہارے ہوٹل سے اغوا کرایا ہے اور تم اس وقت ایسی جگہ موجود ہو جس کے بارے میں تمہیں کچھ معلوم نہیں ہے اور تمہیں اس بارے میں بھی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمہارے اغوا کی خبر انٹیلی جنس یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہو جائے گی۔میں نے اس کا پہلے ہی انتظام کر لیا تھا''...... کرنل راسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔کیا تم نے میری جگہ میرا ڈپلیکیٹ بھیج دیا ہے''...... پروفیسر کاشان باقری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔کافی ذہین انسان ہو''...... کرنل راسکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا چاہتے ہو تم مجھ سے''...... پروفیسر کاشان باقری نے کہا۔

''صرف یہ بتا دو کہ تم نے پاکیشیا کی سپیشل لیبارٹری میں سپیشل لیزر ویپن کا فارمولا کہاں رکھا ہے''...... کرنل راسکر نے کہا تو پروفیسر کاشان باقری نے بے اختیار ٹھٹک کر کرنل راسکر کی طرف دیکھا۔میکس غور سے پروفیسر کاشان باقری کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''کیا مطلب۔یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔تمہیں سپیشل لیزر ویپن کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے''...... پروفیسر کاشان باقری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔حالانکہ وہ جانتے تھے کہ سپیشل لیزر ویپن انتہائی خفیہ طریقے سے تیار کیا جا رہا تھا۔اس کے بارے میں سرداور، پرائم منسٹر اور ان کے چند ساتھی سائنسدانوں کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں تھا۔

''یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے پروفیسر۔میں نے تم سے جو پوچھا ہے اسی کے بارے میں بتاؤ''...... کرنل راسکر نے سخت لہجے میں کہا۔

''اگر میں تمہیں فارمولے کے بارے میں نہ بتاؤں تو تم کیا کر لو گے۔کیا تم مجھے مار ڈالو گے''...... پروفیسر کاشان باقری نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب ان کے چہرے پر پریشانی کی بجائے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ہمارے پاس دوسرا آپشن بھی موجود ہے''...... کرنل راسکر نے اس مرتبہ زہریلی مسکراہٹ سے کہا تو پروفیسر کاشان باقری بے اختیار چونک پڑے۔

''دوسرا آپشن۔ کیا مطلب۔ کیسا آپشن''...... پروفیسر کاشان باقری نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تمہاری اکلوتی بیٹی حمیرا گریٹ لینڈ کی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ اگر تم مجھے سپیشل لیزر ویپن کے فارمولے کے بارے میں نہیں بتاؤ گے تو تمہاری بیٹی حمیرا اغوا کر کے یہاں لائی جائے گی اور تمہارے سامنے ہی اسے گولیاں ماری جائیں گی۔ یہ میرا سیکنڈ آپشن ہے۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم فارمولے کے بارے میں بتاتے ہو یا اپنی بیٹی کو مروانا چاہتے ہو''...... کرنل راسکر نے سفاکانہ لہجے میں کہا تو پروفیسر کاشان باقری کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔ تم میری بیٹی کو کچھ نہیں کہو گے۔ میں تمہیں فارمولے کے بارے میں بتاتا ہوں''...... پروفیسر کاشان باقری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ''...... کرنل راسکر نے زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ میکس بھی مسکرا رہا تھا۔

''لیکن پہلے تم تصدیق کرو کہ میری بیٹی گریٹ لینڈ میں خیریت سے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم مجھ سے ڈبل گیم کر رہے ہو''...... پروفیسر کاشان باقری نے کہا۔

''کیا تم اپنی بیٹی سے بات کرنا چاہتے ہو''...... کرنل راسکر نے پوچھا۔

''ہاں۔ تاکہ میں مجھے یقین آجائے کہ وہ خیریت سے ہے''...... پروفیسر کاشان باقری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مارٹن''...... کرنل راسکر نے اپنے عقب میں کھڑے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کارڈلیس فون لے آؤ''...... کرنل راسکر نے کہا تو وہ مسلح آدمی کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون تھا۔ اس نے وہ فون کرنل راسکر کو دیا اور خود اس کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

''یہ لو پروفیسر۔ اپنی بیٹی سے بات کر لو''...... کرنل راسکر نے کارڈلیس فون پروفیسر کاشان باقری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو پروفیسر کاشان باقری نے اس سے کارڈلیس فون لیا اور نمبر ملانے لگا۔ آخر میں اس نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا تو چند لمحوں کے بعد دوسری طرف کال جانے لگی۔ چونکہ کارڈلیس فون کے لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے کال بیل کی آواز ان سب کو سنائی دے رہی تھی۔

''ہیلو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''حمیرا۔ میں بول رہا ہوں تمہارا پاپا''...... پروفیسر کاشان باقری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پاپا آپ۔ کیسے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے میں نے آپ سے بات کرنے کے لئے کوٹھی میں فون کیا تھا تو ملازم نے بتایا تھا کہ آپ کی طبیعت خراب ہے اور آپ آرام کر رہے ہیں۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ آپ ٹھیک تو ہیں نا پاپا"...... دوسری طرف موجود پروفیسر کاشان باقری کی بیٹی نے بے چین لہجے میں پوچھا۔ کرنل راسکر اور میکس غور سے پروفیسر کاشان باقری کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ہاں۔ مجھے ملازم نے تمہارے فون کے بارے میں بتایا تھا۔ میں چونکہ آرام کر رہا تھا اس لئے تم سے میری بات نہیں ہو پائی تھی۔ میرے سر میں ہلکا سا درد تھا لیکن اب میں ٹھیک ہوں۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم سناؤ پڑھائی کیسی جا رہی ہے تمہاری"...... پروفیسر کاشان باقری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میری پڑھائی بہت اچھی جا رہی ہے اور میرے ڈاکٹر بننے میں صرف ایک سال کا عرصہ رہ گیا ہے"...... حمیرا نے کہا۔

"اوکے۔ میرے کچھ مہمان آ گئے ہیں میں پھر تم سے بات کرتا ہوں"...... پروفیسر کاشان باقری نے کہا۔

"اوکے پاپا۔ گڈ بائی"...... حمیرا کی آواز سنائی دی تو پروفیسر کاشان باقری نے بھی گڈ بائی کہا اور فون آف کر کے کرنل راسکر کی طرف بڑھا دیا تو کرنل راسکر نے فون لے کر مارٹن کو دے دیا۔ پروفیسر کاشان باقری کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"اب تو تمہیں تسلی ہو گئی ہے"...... کرنل راسکر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے یہ تو بتایا نہیں کہ فارمولا حاصل کرنے کے بعد تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے"...... پروفیسر کاشان باقری نے پوچھا۔

"پروفیسر کاشان باقری۔ تم بے فکر ہو جاؤ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ تم ہماری لیبارٹری میں رہو گے اور تم سپیشل لیزر ویپن پر کام جاری رکھو گے۔ فرق صرف یہ ہو گا کہ اب یہ ویپن پاکیشیا کے لئے نہیں بلکہ اسرائیل کے دفاع کے لئے بنایا جائے گا"...... کرنل راسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو پروفیسر کاشان باقری بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ تو کیا میں اسرائیل میں موجود ہوں"...... پروفیسر کاشان باقری نے کہا تو کرنل راسکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پروفیسر۔ اب وقت ضائع مت کرو اور مجھے سپیشل لیزر ویپن کے فارمولے کے بارے میں بتا دو"...... کرنل راسکر نے کہا تو پروفیسر کاشان باقری نے فارمولے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ ان کی آواز میں کرب اور مایوسی شامل تھی۔

☆......☆......☆

صبح کے سات بج رہے تھے۔ عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد سرسری انداز میں اخبارات پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ناشتہ کرنے کے بعد اخبارات کی شہ سرخیاں سرسری انداز میں ضرور دیکھتا تھا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے بے اختیار چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا پھر اس نے اخبار تہہ کر کے میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"بندہ ناداں، ہیچ مدان، علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں۔ یہ صبح صبح کس کی انگلی میں

کھلی ہوئی ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے اور انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''داور بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ صبح سات بجے سرداور کے فون کرنے کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے کیونکہ ان کے لہجے میں بھی اداسی تھی۔

''داور۔ یعنی آپ بغیر سر کے بول رہے ہیں۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ بغیر سر کے بولا جائے۔ ایسا تو صرف ہارر فلموں میں ہوتا ہے جب کوئی سر کٹا انسان بول رہا ہوتا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ میں سنجیدہ ہوں۔ پلیز تم بھی سنجیدہ ہو جاؤ۔ بہت اہم مسئلہ ہو گیا ہے''...... سرداور کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''خیریت تو ہے۔ آپ کی آواز سے یوں لگ رہا ہے جیسے آنٹی آپ کو چھوڑ کر میکے چلی گئی ہیں اور آپ ان کی جدائی کے غم میں نڈھال ہو گئے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ فضول باتیں مت کرو۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے ملک کے مایہ ناز پروفیسر کاشان باقری ان دنوں سپیشل لیزر ویپن پر کام کر رہے تھے۔ یہ ایسا ویپن ہے جس سے ہمارا دفاعی سسٹم بے حد مضبوط ہو جائے گا لیکن ابھی معلوم ہوا ہے کہ کل رات پروفیسر کاشان باقری سپیشل لیزر ویپن کا فارمولا لے کر غائب ہو گئے ہیں اور ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکے''...... سرداور نے کہا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے کام کی بات نہ کی تو عمران فضول باتوں میں وقت ضائع کرتا رہے گا۔ سرداور کی بات سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ یہ کیسے ہوا ہے۔ پروفیسر کاشان باقری فارمولا لے کر کیوں غائب ہو گئے ہیں حالانکہ وہ تو خود اس فارمولے پر کام کر رہے تھے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی تو سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ اپنی ہی ایجاد کا فارمولا لے کر کہاں چلے گئے ہیں۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر بھی موجود نہیں ہیں۔ ملازموں سے بھی پوچھا ہے لیکن ان سب نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران بھی سپیشل لیزر ویپن کی نوعیت کے بارے میں جانتا تھا اس لئے اس کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''آپ کا کیا خیال ہے وہ کہاں جا سکتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران بیٹا۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا۔ دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ پروفیسر کاشان باقری نے کسی اور ملک سے ڈیل کر لی ہے اور وہ فارمولا لے کر راتوں رات پاکیشیا سے نکل گئے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ شاید پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر لیا گیا ہو اور ان کی جگہ کوئی اور لیبارٹری میں گھس کر وہاں سے فارمولا لے گیا ہے۔ گو میں نے سپیشل لیبارٹری کی فوٹیج بھی چیک کی ہے جس کے مطابق پروفیسر کاشان باقری لیبارٹری میں موجود تھے اور انہوں نے اپنے ذاتی سیف سے فارمولے والی فائل نکالی تھی اور وہ باہر چلے گئے تھے۔ اگر سپیشل لیزر ویپن کا فارمولا کسی دشمن ملک خاص طور پر کافرستان یا اسرائیل کے ہاتھ لگ گیا تو ہمارا ملک اہم دفاعی ویپن

سے محروم ہو جائے گا"..... سرداور نے کہا تو عمران ایک مرتبہ پھر بے اختیار چونک پڑا۔

"جس دن سے پروفیسر کاشان باقری امریکہ میں سائنس کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس پاکیشیا آئے تھے کیا آپ کی ان سے ملاقات ہوئی تھی"..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ انہوں نے فون کر کے مجھے اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔ رات وہ لیبارٹری میں آئے تھے تو میں اس وقت ایک ضروری میٹنگ میں بزی تھا جب میں میٹنگ سے واپس آیا تو تب تک پروفیسر کاشان باقری لیبارٹری سے جا چکے تھے"..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں وہ فوٹیج دیکھنا چاہتا ہوں اس لئے میں آپ کے پاس آ رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"ہاں آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"..... سرداور نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ڈریس چینج کر کے ڈریسنگ روم سے نکلا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ سلیمان مارکیٹ سودا سلف لینے گیا ہوا تھا اور فلیٹ کی دوسری چابی اس کے پاس تھی اس لئے عمران نے دروازہ لاک کیا اور سیڑھیاں پھلانگتا ہوا گیراج میں آ گیا جہاں اس کی سپورٹس کار موجود تھی۔ وہ کار میں سوار ہوا اور سپیشل لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد عمران پاکیشیا کی سپیشل لیبارٹری میں سرداور کے آفس میں پہنچ گیا۔ سرداور اسی کے منتظر تھے۔ ان کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ رسمی سلام دعا کے بعد سرداور، عمران کو لئے کنٹرول روم میں آ گئے جہاں ایک سائیڈ پر دیوار کے ساتھ میز پر چار کمپیوٹر پڑے ہوئے تھے اور ہر کمپیوٹر کے سامنے ایک ایک نوجوان آدمی موجود تھا۔ چاروں مانیٹروں کی سکرینوں پر سپیشل لیبارٹری کے مختلف حصے دکھائی دے رہے تھے۔ جبکہ کمرے کے دوسرے کونے میں چھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ سرداور نے دو کرسیاں اٹھائیں اور ایک نوجوان کے قریب رکھ دیں۔ پھر عمران اور سرداور ایک، ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

"سرفراز۔ پروفیسر کاشان باقری والی فوٹیج دکھاؤ"..... سرداور نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے سر"..... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا پھر اس نے کی بورڈ کے مختلف بٹن پریس کئے تو مانیٹر سکرین پر ایک موری چلنے لگی جس میں پروفیسر کاشان باقری اور چند اور سائنس دان دکھائی دے رہے تھے۔ عمران غور سے پروفیسر کاشان باقری کو دیکھ رہا تھا۔ پروفیسر کاشان باقری نے براؤن کلر کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ کسی سائنس دان سے کوئی بات کئے بغیر اپنی مخصوص کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں دو اور سائنس دان موجود تھے جنہوں نے پروفیسر کاشان باقری کو سلام کیا تو پروفیسر کاشان باقری نے ان کے سلام کا جواب صرف سر ہلا کر دیا تھا۔ پھر وہ سائنس اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے جبکہ پروفیسر کاشان باقری ایک طرف بڑھ گئے جہاں قطاروں کی صورت میں کئی سیف پڑے ہوئے تھے۔ پروفیسر کاشان باقری نے ایک سیف کو کھولا اور سیف میں موجود فائلوں کو

دیکھنے لگے۔ پھر انہوں نے ایک براؤن کلر کی کور والی فائل اٹھا کر چیک کی اور اسے موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔ پروفیسر کاشان باقری نے فائل اس انداز میں اپنے کوٹ کی جیب میں رکھی تھی کہ کمرے میں موجود دوسرے سائنس دانوں کو معلوم ہی نہیں ہو سکا تھا۔ پھر پروفیسر کاشان باقری چند لمحے وہاں موجود رہے اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔

"پروفیسر کاشان باقری کے چہرے کو کلوز کرنا"..... عمران نے کمپیوٹر آپریٹر سرفراز سے کہا تو اس نے کی بورڈ کے مختلف بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے تو یکلخت مانیٹر سکرین پر پروفیسر کاشان باقری کا چہرہ کلوز ہو گیا۔ عمران غور سے پروفیسر کاشان باقری کا چہرہ دیکھنے لگا۔ سرداور خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"او کے۔ آیئے سرداور۔ آپ کے آفس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں"..... عمران نے سرفراز سے کہا تو سرداور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اور سرداور دونوں آفس میں آ گئے۔ سرداور نے انٹرکام پر چائے کا آرڈر بھی دے دیا۔

"تو مووی دیکھنے کے بعد تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے عمران بیٹے"..... سرداور نے عمران سے کہا۔

"لیبارٹری میں آنے والا پروفیسر کاشان باقری نقلی تھا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سرداور بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو"..... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ پروفیسر کاشان باقری کے دائیں کان کی لو پر ایک کٹ کا نشان ہے۔ گو پروفیسر کاشان باقری کی کنپٹی پر بالوں کی وجہ سے کٹ کا نشان واضح طور پر دکھائی نہیں دیتا تھا لیکن میں چونکہ ایک مرتبہ ان کے دائیں کان کی لو پر کٹ کا نشان دیکھ چکا ہوں اس لئے میں نے سب سے پہلے نقلی پروفیسر کاشان باقری کے بھیس میں آنے والے کے دائیں کان کو غور سے دیکھا تھا۔ اس کے دائیں کان کی لو پر کوئی کٹ کا نشان نہیں تھا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سرداور حیرت اور تحسین بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر آ گیا۔ ٹرے پر دو پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔ نوجوان نے ایک پیالی سرداور اور دوسری پیالی عمران کے سامنے میز پر رکھی اور واپس چلا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا خیال درست ثابت ہوا ہے کہ کاشان باقری کو اغوا کر لیا گیا ہے اور ان کے بھیس میں کسی کو ان کی رہائش گاہ پر بھیج دیا گیا اور وہ سپیشل لیبارٹری سے سپیشل لیزر روہین کا فارمولا لے کر غائب ہو گیا ہے۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ بہت ہی برا۔ اگر سپیشل لیزر روہین کا فارمولا ہمارے کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگ گیا تو پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا"..... سرداور نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھائی اور چسکیاں لینے لگا۔ اس کے چہرے پر بھی گہرے تفکرات کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور سرداور گہری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"کیا فارمولے کی کاپی کی گئی تھی"..... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ فارمولے کی کاپی کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی تھی کیونکہ لیبارٹری کے انتظامات فول پروف ہیں اور کوئی مکھی بھی اندر داخل نہیں ہوسکتی''..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ نے سرسلطان کو نقلی پروفیسر کاشان باقری کے لیبارٹری میں آنے اور فارمولا لے جانے کے بارے میں بتا دیا ہے''..... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ سرسلطان کسی سرکاری کام کے سلسلے میں ملک سے باہر ہیں اس لئے میں نے انہیں اطلاع دینا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ ڈسٹرب ہوجاتے لیکن یہ بے حد اہم معاملہ ہے اور میرا خیال ہے کہ تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے بات کرنی چاہئے تاکہ وہ پروفیسر کاشان باقری، ان کے بھیس میں آنے والے کو ٹریس کرنے اور فارمولے کی واپسی کے لئے اقدامات کرسکیں۔ یہ فارمولا ہمیں ہر صورت واپس چاہئے''..... سرداور نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں سرداور۔ آپ بے فکر ہوجائیں۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو رپورٹ کردوں گا۔ پھر یہ ان پر منحصر ہوگا کہ وہ اس سلسلے میں کیا اقدامات کرتے ہیں''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ تمہاری بات مان جائیں گے یا پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرنی پڑے گی''..... سرداور نے پوچھا۔

''اگر وہ نہیں مانیں گے تو میں منوالوں گا۔ یہ میرا کام ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر جو گارڈز تعینات ہیں وہ ابھی بھی وہیں موجود ہیں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پھر اس نے چائے کی پیالی میز پر رکھی اور سرداور سے اجازت لے کر وہ سپیشل لیبارٹری سے باہر نکل آیا۔ اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ عمران کے خیال کے مطابق پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر تعینات سیکورٹی گارڈ افضال ہی بتا سکتا تھا کہ اسے کس نے وہاں تعینات کرایا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ سیکورٹی گارڈ افضال اب پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر تعینات نہیں ہوگا اس لئے پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر جانا فضول تھا البتہ اسے تلاش کرکے اس سے معلوم کیا جاسکتا تھا کہ اسے کس نے پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر تعینات کرایا تھا۔ عمران نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے سپیشل سیٹلائٹ سیل فون نکالا اور ٹائیگر کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ آخر میں اس نے کال لیس کا بٹن پریس کرکے سیٹ کان سے لگالیا۔ دوسری طرف بیل جارہی تھی۔

''السلام علیکم باس''..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام۔ کہاں ہو اس وقت''..... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

''باس۔ اپنے فلیٹ پر ہوں''..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر۔ پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کرلیا گیا تھا اور ان کی جگہ ان کے ڈپلیکیٹ کو کوٹھی میں بھیج دیا گیا تھا جو سپیشل لیبارٹری سے پروفیسر کاشان باقری کی نئی ایجاد کا فارمولا لے کر غائب ہوگیا ہے۔ میں تمہیں ایک سیکورٹی گارڈ کا حلیہ بتارہا ہوں۔ اس کے بارے میں

معلوم کرو کہ اسے کس نے پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر تعینات کرایا تھا۔ اس سیکورٹی گارڈ کا نام افضال ہے اور یہ پہلے سن رائز ہوٹل میں ملازمت کرتا تھا“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے سیکورٹی گارڈ افضال کا حلیہ بتا دیا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں تھوڑی دیر تک اس کے بارے میں معلوم کر کے آپ کو بتاتا ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں تمہاری کال کا ویٹ کر رہا ہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اس کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس نے کار کا رخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا اور اس کی سپیڈ میں اضافہ کرتا چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

عمران کی ہدایت ملتے ہی ٹائیگر تیار ہو کر اپنے رہائشی فلیٹ سے نکل کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پارکنگ میں آیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں سوار ہوا اور رہائشی پلازے سے کار کو نکال کر اس نے غالب روڈ کی طرف موڑی اور پھر اس کی کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ سیکورٹی گارڈز ایجنسی کی طرف جا رہا تھا۔ اس سیکورٹی گارڈز ایجنسی میں اس کا ایک دوست وقاص کام کرتا تھا۔ وقاص سیکورٹی گارڈز ایجنسی میں چیف سیکورٹی آفیسر تھا۔ ٹائیگر اس سے پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر تعینات ہونے والے سیکورٹی گارڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا کہ اسے وہاں کس نے تعینات کرایا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس نے اپنی کار سیکورٹی گارڈ ایجنسی کی بلڈنگ کے مین گیٹ کی طرف موڑی اور پھر کار کو پارکنگ میں لے گیا۔ کار پارک کرنے کے بعد وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا مین ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین ہال میں ایک طرف کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک نوجوان موجود تھا جس نے بلیو کلر کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور وہ ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک رجسٹر، کمپیوٹر اور ایک وائٹ کلر کا فون سیٹ پڑا ہوا تھا۔ اس نے جب ٹائیگر کو دیکھا تو اس نے فائل بند کر کے ایک سائیڈ پر رکھ دی۔

”میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“..... کاؤنٹر مین نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے وقاص صاحب سے ملنا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا نام“..... کاؤنٹر مین نے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”رضوان احمد“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر مین نے یکے بعد دیگرے تین نمبرز پریس کر دیئے۔

”سر۔ آپ سے رضوان احمد ملنے آئے ہیں۔ یس سر۔ اوکے سر“..... کاؤنٹر مین نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد ایک لڑکے کو آواز دی تو وہ لڑکا تیزی سے وہاں آ گیا۔

”انہیں وقاص صاحب کے کمرے تک چھوڑ آؤ“..... کاؤنٹر مین نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ آیئے جناب“..... لڑکے نے پہلے کاؤنٹر مین اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور دائیں ہاتھ پر بنی ہوئی

راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ لڑکا ٹائیگر کو مختلف راہداریوں سے گزارنے کے بعد ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ دروازے پر وقاص حسن چیف سیکورٹی گارڈز کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

''جناب۔ یہ ہے وقاص صاحب کا کمرہ''...... لڑکے نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں ایک جہازی سائز ٹیبل کے پیچھے ایک نوجوان جس نے بلیو کلر کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی بیٹھا ہوا تھا مگر ٹائیگر کو دیکھتے ہی وہ اس کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے ملے۔

''بیٹھو''...... رسمی کلمات کی ادائیگی کے بعد وقاص حسن نے کہا تو ٹائیگر ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ وقاص حسن اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا پیئو گے''...... وقاص حسن نے پوچھا۔

''ایپل جوس منگوا لو''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وقاص حسن نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ایپل جوس لانے کا آرڈر دے کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''سناؤ۔ آج کیسے راستہ بھول کر ادھر آ گئے ہو''...... وقاص حسن نے کہا۔

''میں تمہارے پاس بہت ضروری کام سے آیا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وقاص حسن بے اختیار چونک پڑا۔

''ضروری کام۔ ہاں بتاؤ کیا ضروری کام ہے۔ کیا میری ایجنسی میں کسی کی نوکری لگوانی ہے تم نے''...... وقاص حسن نے کہا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں دو ایپل جوس سے بھرے گلاس پڑے ہوئے تھے۔ نوجوان نے ایک گلاس ٹائیگر اور دوسرا گلاس وقاص حسن کے سامنے میز پر رکھا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

''ایک سیکورٹی گارڈ جس کا نام افضال ہے سے ملنا ہے''...... ٹائیگر نے ایپل جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر سپ لے کر گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

''خیریت تو ہے تم اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو''...... وقاص حسن نے ایپل جوس کا سپ لے کر گلاس میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

''تم جانتے ہو گے کہ وہ پہلے سن رائز ہوٹل میں ملازمت کرتا تھا پھر اس نے وہاں سے ملازمت ختم کر کے تمہاری سیکورٹی ایجنسی میں نوکری کر لی ہے۔ وہ جس وقت سن رائز ہوٹل میں ملازمت کرتا تھا تو اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کی کہیں جاب لگوانا چاہتا ہے میں اس کی اس سلسلے میں مدد کروں۔ اب میں نے اس کے بیٹے کے لئے جاب تلاش کر لی ہے لیکن میرے پاس افضال کا نہ ہی ایڈریس ہے اور نہ ہی فون نمبر۔ مجھے یہ معلوم تھا کہ وہ تمہاری ایجنسی میں ملازمت کرتا ہے اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے اس کا ایڈریس لے کر اس کے گھر جاؤں''...... ٹائیگر نے بات بناتے ہوئے کہا تو وقاص حسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں ابھی اس کا ایڈریس چیک کر کے بتاتا ہوں"...... وقاص حسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پہلے اس نے ایپل جوس کا سپ لیا اور گلاس واپس میز پر رکھنے کے بعد وہ اپنے کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے اور پھر سکرین کی طرف غور سے دیکھنے کے بعد اس نے میز کی دراز کھول کر ایک رف بک نکالی اور اس پر ایڈریس اور نمبر لکھنے کے بعد کاغذ کو رف بک سے علیحدہ کیا اور وہ کاغذ ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"میں نے اس کا ایڈریس اور فون نمبر لکھ دیا ہے"...... وقاص حسن نے کہا تو ٹائیگر نے کاغذ لے کر سرسری نظر سے دیکھا اور اسے پھر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"کیا وہ اس وقت گھر پر ہو گا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ اس وقت ڈیوٹی پر ہی ہو گا۔ اس کی کل ہی ڈیوٹی چینج ہوئی ہے۔ چند روز پہلے جبران ہوٹل کے مالک ایاز جبران نے اس کی ڈیوٹی اپنے ہوٹل کے لئے لگوائی تھی۔ اس کی ڈیوٹی کل ہی ختم ہوئی ہے آج سے اس کی ڈیوٹی فہد ٹریڈرز پر ہے۔ تم چاہو تو تم اس سے فہد ٹریڈرز کے آفس میں مل سکتے ہو"...... وقاص حسن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وقاص حسن نے غیر دانستہ طور پر خود ہی اسے بتا دیا تھا کہ افضال کو جبران کلب کے مالک ایاز جبران نے اپنے کلب کے لئے تعینات کرایا تھا۔ چند لمحوں کے بعد ٹائیگر نے ایپل جوس پی لیا اور اس نے گلاس میز پر رکھ دیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ پھر ملاقات ہو گی"...... ٹائیگر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا پھر اس نے وقاص حسن سے مصافحہ کیا اور اس کے آفس سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار سیکورٹی گارڈ ایجنسی کی عمارت سے باہر نکالی اور پھر وہ جبران ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ جبران ہوٹل کے مالک ایاز جبران کے بارے میں وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ اس کے کئی جرائم پیشہ لوگوں سے تعلقات ہیں۔ ٹائیگر کی ایاز جبران سے کبھی ملاقات تو نہیں ہوئی تھی البتہ اس نے اسے دیکھا ہوا ضرور تھا۔ ٹائیگر نے کار میں ہی اپنے چہرے پر ماسک میک اپ کر لیا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد ٹائیگر جبران ہوٹل میں پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی تو اسی لمحے ایک لڑکا تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اس کی کار کے پاس آ گیا۔ اس نے ایک کارڈ کار ٹائیگر کے حوالے کیا اور پھر وہ پارکنگ میں آنے والی دوسری کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے کارڈ اپنی جیب میں رکھا اور پھر وہ ہوٹل کے ہال کی طرف بڑھ گیا۔ ہال کے ایک کونے میں کاؤنٹر بنا ہوا تھا جبکہ دوسرے کونے میں سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان سیڑھیوں کے قریب ہی لفٹس بھی موجود تھیں۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک سٹول پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی کمپیوٹر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ چونکہ دن کا ایک بج رہا تھا اس لئے ہوٹل میں گہما گہمی نہ ہونے کے برابر تھی۔

"فرمایئے سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"...... ٹائیگر جیسے ہی کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو اس لڑکی نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"مجھے ایاز جبران صاحب سے ملنا ہے۔ کیا وہ اس وقت آفس میں موجود ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی ان سے ملاقات کا وقت طے ہے"...... لڑکی نے پوچھا۔

''نہیں''.....ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ ان سے کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں''.....لڑکی نے کہا۔

''میں دراصل ان سے جاب کے سلسلے میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں بے روزگار ہوں اور کسی جاب کی تلاش میں ہوں۔ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ اس ہوٹل میں کچھ ویکنسیاں خالی ہیں اس لئے میں اپنی قسمت آزمائی کرنے آیا ہوں۔ میرے پاس ایاز جبران صاحب کے دوست کی سفارش بھی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ ایاز جبران صاحب مجھے نوکری پر رکھ لیں گے''.....ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو لڑکی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''ویسے آپ بہت دیر سے آئے ہیں کیونکہ درخواست جمع کرانے کی لاسٹ ڈیٹ گزر چکی ہے اور دو دن کے بعد انٹرویوز ہیں۔ بہر حال میں ایاز صاحب سے بات کر لیتی ہوں''.....لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

''سر۔ کوئی صاحب جاب کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ جی میں پوچھتی ہوں۔ آپ کا نام کیا ہے''.....لڑکی نے بات کرتے کرتے ٹائیگر سے پوچھا۔

''رضوان احمد''.....ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ان کا نام رضوان احمد ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس آپ کے کسی دوست کی سفارش بھی ہے۔ اوکے سر۔ رائٹ سر''.....لڑکی نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

''آپ ان کے کمرے میں چلے جائیں۔ ان کا کمرہ تیسری منزل پر راہداری کے آخر میں ہے۔ یہ کارڈ بھی لے لیں اور ان کے کمرے کے باہر جو سیکورٹی گارڈ موجود ہے آپ یہ کارڈ اسے دے دیجئے گا''.....لڑکی نے کہا تو ٹائیگر نے اس سے کارڈ لے لیا۔

''شکریہ''.....ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ لفٹس کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ ایک لفٹ کے ذریعے ہوٹل کی تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ پھر وہ راہداری کے آخری کونے والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے کے باہر سٹول پر ایک سیکورٹی گارڈ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے جب ٹائیگر کو دیکھا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر نے اس کے قریب پہنچ کر وہ کارڈ اس کے حوالے کیا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے کمرے میں جانے کا اشارہ کر دیا۔ کمرے کے دروازے پر ایک نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر ایاز جبران لکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ جہازی سائز ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک درمیانے قد اور چھریرے بدن کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا البتہ سر کے سائیڈوں میں بال جھالروں کی صورت میں موجود تھے۔ اس نے براؤن کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک موجود تھی۔ وہ ایاز جبران تھا۔ اسلحے کا سمگلر۔

''میرا نام رضوان احمد ہے''.....ٹائیگر نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو''......ادھیڑ عمر نے ٹائیگر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر شکریہ ادا کرتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ ادھیڑ عمر بڑے غور سے ٹائیگر کا جائزہ لے رہا تھا اور ٹائیگر بھی کمرے کا جائزہ لے چکا تھا۔ وہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔

''تم میرے کس دوست کی سفارش لائے ہو۔ کیا نام ہے اس کا''......ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

''تم یہ بتاؤ کہ تم نے کس کے کہنے پر پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر سیکورٹی گارڈ تعینات کرایا تھا''......ٹائیگر نے اپنے مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر ایاز جبران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اپنا ہاتھ میز کی دراز کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب سے گیس پسٹل نکال کر اس کا رخ ایاز جبران کی طرف کر دیا۔ ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ وہ خطرے کا الارم بجانا چاہتا تھا تاکہ سیکورٹی گارڈ اس کے کمرے میں پہنچ جائیں اس لئے ٹائیگر نے گیس پسٹل کا بٹن پریس کر دیا تو گیس پسٹل سے بے ہوش کر دینے والی گیس نکلی اور دوسرے ہی لمحے ایاز جبران بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اپنا سانس روک لیا تھا اور چند لمحوں کے بعد اس نے سانس لیا تو بے ہوش کر دینے والی گیس تحلیل ہو چکی تھی۔ ٹائیگر نے گیس پسٹل جیب میں رکھا اور اٹھ کر ایاز جبران کی طرف آیا۔ اس نے میز کی دراز کھول کر ایک ریموٹ نکالا اور اس کا رخ دروازے کی طرف کر کے ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ آٹومیٹک انداز میں لاک ہو گیا۔ پھر اس نے ایاز جبران کی ٹائی اتاری اور اسے پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایاز جبران کے دونوں بازو ریوالونگ چیئر کے ساتھ باندھ دیئے۔ پھر اس نے ایاز جبران کا ناک اور منہ بند کر دیا تو چند ہی لمحوں کے بعد اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ ٹائیگر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ایاز جبران کو ہوش آ گیا اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی مگر بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا صرف کسمسا کر رہ گیا۔ مگر جب اس کا شعور مکمل طور پر بیدار ہو گیا تو وہ خود کو بندھا ہوا دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ تم نے مجھے کیوں باندھا ہوا ہے۔ کیا چاہتے ہو مجھ سے''......ایاز جبران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صرف اتنا بتا دو کہ تم نے کس کے کہنے پر پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر سیکورٹی گارڈ تعینات کرایا تھا تو میں خاموشی سے یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اور اگر تم نے مجھے نہ بتایا تو میں تمہیں گولی مارنے پر مجبور ہو جاؤں گا''......ٹائیگر نے کہا اور اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک مشین پسٹل نکال لیا۔

''نجانے تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کسی پروفیسر کاشان باقری کو نہیں جانتا۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے''......ایاز جبران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم بتانے پر تیار نہیں ہو''......ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''دیکھو۔ نجانے تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں کسی پروفیسر کاشان باقری کو نہیں جانتا۔ میری بات کا یقین کرو''......ایاز جبران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے سیکورٹی گارڈ افضال کو پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر کیوں تعینات کرایا تھا''......ٹائیگر نے غور سے اس کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں"...... ایاز جبران نے کہا۔

"او کے۔ تمہاری مرضی۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ تم میرے ہاتھوں نہ مرو لیکن خیر۔ میں تمہیں ایک موقع اور دیتا ہوں۔ میں دس تک گنوں گا۔ اگر تم نے نہ بتایا تو میں گولی چلا دوں گا۔ ایک، دو"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس نے مشین پسٹل کی نال ایاز جبران کے سر کے ساتھ لگانے کے بعد گنتی شروع کر دی۔ ایاز جبران کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے ملے تاثرات ابھر آئے تھے اور وہ اس پر کپکی طاری ہو گئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر اس نے ٹائیگر کے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو ٹائیگر اپنی بات پر عملدر آمد کرنے سے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کرے گا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں"...... ٹائیگر ابھی آٹھ تک ہی پہنچا تھا کہ ایاز جبران نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے گنتی روک دی۔

"ہاں بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تھامسن کلب کے مالک اور جنرل مینجر تھامسن نے مجھے کہا تھا کہ میں سیکورٹی گارڈز ایجنسی سے ایک سیکورٹی گارڈ چند دنوں کے لئے فوری طور پر ہائر کر کے اس کے کلب میں بھیج دوں۔ میرے پوچھنے پر اس نے صرف یہی بتایا تھا کہ اسے چند دنوں کے لئے ایک سیکورٹی گارڈ کی ضرورت ہے۔ تھامسن میرا دوست ہے اس لئے میں نے فوری طور پر سیکورٹی گارڈز ایجنسی سے ایک گارڈ ہائر کر کے تھامسن کلب میں بھیج دیا۔ میں یہ نہیں جانتا کہ اس نے سیکورٹی گارڈ کو کس کی رہائش گاہ پر تعینات کرایا تھا"...... ایاز جبران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر تھامسن کلب کے مالک اور جنرل مینجر تھامسن کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ تھامسن بظاہر تو کلب چلاتا تھا لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس کے تعلقات انڈر ورلڈ سے بھی ہیں اور وہ غیر قانونی طریقے سے پاکیشیا میں شراب سپلائی کرنے کے کاروبار سے بھی منسلک ہے۔

"کیا تم یہ کنفرم کرا سکتے ہو کہ تم نے سیکورٹی گارڈ کو تھامسن کے پاس بھیجا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ کرا سکتا ہوں لیکن تم کون ہو اور یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو"...... ایاز جبران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھامسن کلب کا نمبر بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔ اس نے مشین پسٹل میز پر رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر ایاز جبران کی طرف دیکھنے لگا۔ ایاز جبران پہلے تو حیرت بھری نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے تھامسن کلب کا نمبر بتا دیا۔

"میں تمہاری بات تھامسن سے کراتا ہوں لیکن یہ یاد رکھنا۔ اگر تم نے تھامسن کو ذرا سا بھی اشارہ دینے کی کوشش کی تو تمہاری لاش گٹر میں ملے گی"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"ن۔ ن۔ نہیں۔ میں اسے کوئی اشارہ نہیں کروں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں"...... ایاز جبران نے ہکلاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے تھامسن کلب کے نمبر ملانے کے بعد لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو چند لمحوں کے بعد دوسری طرف بیل جانے کی آواز سنائی دینے لگی۔ ٹائیگر

نے رسیور ایاز جبران کے کان سے لگا دیا۔

”ہیلو۔ تھامسن کلب“...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں ایاز جبران بول رہا ہوں تھامسن کا دوست۔ تھامسن سے میری بات کراؤ“...... ایاز جبران نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”او کے۔ ویٹ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ تھامسن بول رہا ہوں“...... چند لمحوں کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”ایاز جبران بول رہا ہوں تھامسن“...... ایاز جبران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ تم۔ بولو۔ خیریت تو ہے“...... دوسری طرف سے تھامسن کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں نے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا کہ جو سیکورٹی گارڈ تم نے ہائر کرایا تھا کیا تم نے اسے مستقل اپنے کلب میں رکھ لیا ہے“...... ایاز جبران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نے اسے واپس سیکورٹی گارڈ ایجنسی میں بھیج دیا تھا تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... تھامسن نے کہا۔

”دراصل میرے ہوٹل کا ایک گارڈ ڈیوٹی چھوڑ کر چلا گیا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ میں اسی گارڈ کو اپنے ہوٹل میں رکھ لوں۔ ٹھیک ہے۔ میں سیکورٹی گارڈز ایجنسی سے دوبارہ رابطہ کرتا ہوں۔ گڈ بائی“...... ایاز جبران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”میں نے تمہاری بات پر عمل کر دیا ہے اب تو مجھے چھوڑ دو“...... ایاز جبران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں لیکن یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ اگر تم نے میرے جانے کے بعد تھامسن کو فون کر کے خبردار کیا تو میں تمہارا عبرتناک حشر کروں گا“...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا اپنا مشین پسٹل اٹھا کر کوٹ کی اندرونی جیب میں منتقل کیا اور اس نے یکلخت ایاز جبران کے سر پر زور سے مکا رسید کر دیا۔ ایاز جبران کے حلق سے چیخ تک نہ نکل سکی اور وہ بے ہوشی کی وادی میں چلا گیا۔ ٹائیگر نے اس کی نبض چیک کی تو اس کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے۔ اب وہ کم سے کم چار گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس کا رخ دروازے کی طرف کر کے ایک بٹن پریس کیا تو دروازے کا آٹومیٹک لاک کھل گیا۔ ٹائیگر نے ریموٹ کنٹرول کا ایک اور بٹن پریس کیا اور پھر اسے میز کی دراز میں رکھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کا جو دوسرا بٹن پریس کیا تھا وہ بھی آٹومیٹک لاک کا تھا اس لئے جب ٹائیگر ایاز جبران کے آفس سے باہر نکل آیا تو دروازہ ایک مرتبہ پھر آٹومیٹک انداز میں لاک ہو گیا۔ اب کوئی بھی دروازہ کھول کر اندر نہ جا سکتا تھا جب تک کہ اسے باہر سے کھولا نہ جاتا یا اندر سے نہ کھولا جاتا۔

ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا ہوٹل کی پارکنگ میں آ گیا۔ اس نے کار ہوٹل کی پارکنگ سے نکالی اور تھامسن کلب کی طرف کار دوڑانے لگا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے کوٹ کی جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر بک سے عمران کا نمبر نکال کر کال لیس کا

بٹن پریس کر دیا تو چند لمحوں کے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی پھر لیس ہو گئی۔

''ہیلو''..... عمران کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ میں ٹائیگر بات کر رہا ہوں''..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے تم سے کتنی مرتبہ کہا ہے کہ ٹائیگر بولا نہیں کرتے بلکہ غرایا کرتے ہیں اس لئے تم بھی غرایا کرو''..... عمران کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر کس نے سیکورٹی گارڈ وانفضال کو تعینات کرایا تھا''..... ٹائیگر نے جلدی سے کہا اور پھر تفصیل بھی بتا دی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے فوری طور پر عمران کو رپورٹ نہ دی تو عمران نان سٹاپ بولنا شروع کر دے گا۔

''ویری گڈ۔ اب تم تھامسن کو اغوا کر کے رانا ہاؤس میں پہنچا دو''..... عمران نے کہا۔

''او کے باس۔ میں تھامسن کو لے کر رانا ہاؤس آ رہا ہوں''..... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے عمران نے اللہ حافظ کہہ کر کال منقطع کر دی۔ ٹائیگر نے سیل فون اپنی جیب میں منتقل کیا اور پھر اس نے کار کی سپیڈ میں اضافہ کر دیا۔

☆.....☆.....☆

عمران اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں پہنچا تھا۔ اس نے رانا ہاؤس میں جوزف کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ ٹائیگر تھامسن کلب کے مالک اور جنرل منیجر تھامسن کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچ رہا ہے۔ اس لئے جیسے ہی ٹائیگر تھامسن کو لے کر وہاں پہنچے تو وہ اسے اطلاع کر دے۔

بلیک زیرو اس وقت اس کے لئے کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھا۔ تھرماس میں جتنی بھی چائے موجود تھی عمران وہ ساری پی چکا تھا اس لئے اب بلیک زیرو اس کے لئے مزید چائے بنا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد بلیک زیرو دو کپ اٹھائے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ لئے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ کیا سوچ رہے ہیں''..... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جولیا کے بارے میں سوچ رہا ہوں''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''جولیا کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ کیا مطلب۔ آپ جولیا کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں''..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''طاہر۔ تم جانتے ہو کہ ہماری عمریں بڑھتی جا رہی ہیں اور جولیا کے سر کے بالوں میں چاندی بھی اترتی آ رہی ہے تو میں سوچ رہا ہوں کہ جولیا کے ہاتھ پیلے کرا ہی دوں لیکن دو مسئلے آڑے آ جاتے ہیں۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ صفدر کے خطبہ نکاح یاد نہیں کیا۔ نہ وہ خطبہ نکاح یاد کرے گا اور نہ ہی جولیا کے ہاتھ پیلے ہوں گے۔ دوسرا مسئلہ رقیب روسفید تنویر کا ہے جو کسی بھی صورت اپنی بہن کے ہاتھ پیلے نہیں ہونے

دے گا۔ اب تم ہی ان مسائل کا حل بتاؤ“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ عمران نے چائے کا کپ اٹھایا اور چائے سپ کرنے لگا۔

”مسائل تو واقعی گھمبیر ہیں لیکن میرے پاس ان دونوں مسائل کے حل موجود ہیں“..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”واقعی۔ اچھا بتاؤ۔ کیا حل ہیں“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے کہا کہ تنویر کی موجودگی میں آپ جولیا سے شادی نہیں کر سکتے تو اس کا حل یہ ہے کہ میں تنویر کو کسی مشن پر بھیج دیتا ہوں اور آپ جولیا سے شادی کر لیں۔ باقی دوسرا مسئلہ صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے کا ہے تو اس کا بھی حل آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں نکاح خواں کا بندوبست کر سکتا ہوں جو آپ کا نکاح پڑھا دے گا“..... بلیک زیرو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران حیرت بھری نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھنے لگا۔

”طاہر تم نے تو میری شادی کا مسئلہ ہی حل کر دیا ہے ٹھیک ہے میں اس بارے میں سوچتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جلد سوچ لیں اور مجھے نکاح کرنے کی تاریخ بتا دیں تاکہ میں تنویر کو کسی کام سے کہیں اور بھیج دوں اور نکاح خواں سے بھی بات کر لوں“..... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”طاہر تم تو سنجیدہ ہو گئے ہو“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ سنجیدہ نہیں ہیں یا آپ شادی کرنے سے بھاگ رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے نہیں۔ میں کیوں بھاگوں گا۔ میں شادی کروں گا اور ضرور کروں گا لیکن فی الحال مجھے نقلی پروفیسر کاشان باقری کو ٹریس کرنا ہے اس لئے اپنی شادی کے بارے میں بعد میں سوچوں گا ابھی بہت عمر پڑی ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس مرتبہ بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”نقلی پروفیسر کاشان باقری۔ کیا مطلب۔ کیا پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کر لیا گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اس نے مختصر طور پر نقلی پروفیسر وہاب کے بارے میں بتا دیا۔

”ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ یہ تو سیکورٹی گارڈ کے ٹریس ہونے پر ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر اس کی ڈیوٹی لگوائی تھی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹائیگر اس سیکورٹی گارڈ کو تلاش کر رہا ہے اور امید ہے کہ ہم جلد ہی اصل معاملے تک پہنچ جائیں گے“..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس موجود ہیں۔ میں جوزف بول رہا ہوں'' ...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''میں عمران بول رہا ہوں'' ...... عمران نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ٹائیگر ایک نوجوان کو لے آیا ہے اور ہم نے اسے راڈز والی کرسی میں جکڑ دیا ہے'' ...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ اسے ہوش نہیں آنا چاہئے۔ میں آ رہا ہوں'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں رانا ہاؤس جا رہا ہوں۔ ٹائیگر، تھامسن کو لے آیا ہے'' ...... عمران نے کہا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکل کر پورچ میں آ گیا جہاں اس کی سپورٹس کار موجود تھی۔ عمران نے اپنی کار دانش منزل کی عمارت سے نکالی اور پھر اسے سڑک پر لے آیا اور رانا ہاؤس کی طرف بڑھنے لگا۔ دانش منزل سے رانا ہاؤس تک کا فاصلہ تقریباً بیس منٹ کے فاصلے پر محیط تھا اس لئے عمران جلد ہی رانا ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چند لمحوں کے بعد رانا ہاؤس کا گیٹ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ جب گیٹ مکمل کھل گیا تو عمران نے کار آگے بڑھائی اور پورچ میں جا کر روک دی۔ اس دوران گیٹ میکانکی انداز میں بند ہو گیا تھا۔ پورچ میں ٹائیگر کی کار بھی موجود تھی۔ اسی لمحے پورچ کا دروازہ کھلا اور ٹائیگر، جوزف اور جوانا باہر نکل آئے۔ ان تینوں نے عمران کو سلام کیا۔

''آؤ'' ...... عمران نے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں عمران کے پیچھے چلتے ہوئے ڈارک روم کی طرف بڑھ گئے۔

ڈارک روم میں ایک ورزشی جسم کا مالک نوجوان راڈز والی کرسی میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کا سر دائیں طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ اس نے براؤن کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس نوجوان کے سامنے ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جبکہ چار کرسیاں دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی تھیں۔ عمران کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا اس کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ ٹائیگر عمران کے قریب ہی کھڑا ہو گیا۔

''ٹائیگر۔ اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ اس کا انٹرویو کر لوں'' ...... عمران نے کہا تو ٹائیگر، تھامسن کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے اس نوجوان کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ پانچویں تھپڑ پر ہی تھامسن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہو گئے اور وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے لاشعوری طور پر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ پھر اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ راڈز والی کرسی سے جکڑا ہونے کی وجہ سے نہ اٹھ سکا اور کسمسا کر رہ گیا۔ جب اس کا شعور مکمل طور پر بیدار ہو گیا تو وہ بے اختیار چونک کر اپنے سامنے بیٹھے عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کون ہو تم'' ...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر جب اس کی نظر ٹائیگر پر پڑی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ جب ٹائیگر اسے اغوا کرنے تھامسن ہوٹل میں گیا تھا تو وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

''اوہ۔ اوہ ٹائیگر۔ تم۔ تم مجھے اغوا کر کے یہاں کیوں لے آئے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم نے انڈر ورلڈ میں کام کرنا چھوڑ دیا ہے اور تم میرے گروپ میں کام کرنا چاہتے ہو۔ کیا وہ سب جھوٹ تھا''..... اس نوجوان نے جو تھامسن کلب کا مالک اور جنرل منیجر تھا ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ تمہیں ٹریپ کرنے کے لئے مجھے ایسا کہنا پڑا تھا کیونکہ اگر میں ایسا نہ کہتا تو تم کبھی بھی مجھ سے نہ ملتے''..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ مجھے یہاں کیوں لائے ہو''..... تھامسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہیں باس ہی بتائیں گے''..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ نوجوان چونک کر ایک مرتبہ پھر عمران کو دیکھنے لگا۔

''کیا تمہارا نام تھامسن ہے''..... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میرا نام تھامسن ہے مگر تم کون ہو اور مجھے اغوا کرانے کا تمہارا مقصد کیا ہے''..... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر کاشان باقری کہاں ہیں اور ان کی جگہ جو نقلی پروفیسر پاکیشیا کی جنرل لیبارٹری سے فارمولا لے گیا ہے وہ کون تھا اور وہ فارمولا کہاں لے گیا ہے''..... عمران نے کہا تو تھامسن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے چہرے کو نارمل کر لیا۔ تھامسن، عمران کو جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ ٹائیگر، عمران کا شاگرد ہے۔

''کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون پروفیسر کاشان باقری، کیسا فارمولا۔ میں سمجھا نہیں''..... تھامسن نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ ڈھیٹ آدمی ہے اس لئے یہ آسانی سے نہیں بتائے گا۔ آپ اسے میرے حوالے کر دیں۔ میں چند منٹوں میں ہی اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا''..... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹائیگر۔ میں نے تم سے کہا ہے کہ تم مداخلت کرو۔ خاموش رہو''..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

''سوری باس''..... ٹائیگر نے کہا۔

''دیکھو تھامسن۔ میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم مجھے سب کچھ بتا دو ورنہ مجھے تمہاری زبان کھلوانے کے لئے دوسرا طریقہ بھی اختیار کرنا پڑے گا۔ بولو۔ جواب دو''..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں''..... تھامسن نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ عمران کا ہاتھ گھوما اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ تھامسن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کا بھرپور تھپڑ تھامسن کے چہرے پر پڑا تھا۔

''بولو۔ بتاتے ہو یا نہیں''..... عمران نے کہا۔ تھامسن خونخوار نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

''تمہیں یہ تھپڑ مہنگا پڑے گا عمران''..... تھامسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کتنا مہنگا پڑے گا۔ بولو''..... عمران کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے ایک اور تھپڑ اس کے چہرے پر جڑ دیا۔

''یاد رکھو۔ تم مجھ پر جتنا تشدد کر سکتے ہو کر لو لیکن میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ میرا منہ کھلوانا آسان نہیں ہے اور یہ بھی سن لو کہ میرے ساتھی میری گمشدگی پر مجھے تلاش کر رہے ہوں گے اور وہ یہاں پہنچ جائیں گے پھر تمہیں کوئی بھی نہیں بچا سکے گا''..... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو چیلنج کر رہا ہو۔

عمران چند لمحے تھامسن کو غور سے دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی پیشانی پر ابھرنے والی موٹی سی رگ پر مار دیا۔ تھامسن کے حلق سے یکے بعد دیگرے کئی کربناک چیخیں نکلیں اور وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح تڑپنے لگا۔ وہ اپنا سر دائیں بائیں مار رہا تھا۔ وہ شدید کرب و اذیت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ حالانکہ وہ ورزشی جسم کا مالک تھا اور اس میں قوت برداشت بھی خاصی تھی لیکن عمران نے اس کی پیشانی کی جس رگ کو دبایا تھا اس نے تھامسن کے دماغ میں ہلچل مچا دی تھی اور شدید اذیت میں مبتلا کر دیا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ تھامسن یہ درد برداشت نہیں کر سکے گا اور فوراً اگل پڑے گا۔ تھامسن خود پر قابو رکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔ یہ کیا کر دیا ہے تم نے۔ مم۔ مم۔ میں مر جاؤں گا''..... تھامسن نے رک رک کر درد سے کراہتے ہوئے کہا اور پھر اس کا سر دائیں طرف ڈھلک گیا۔ وہ درد کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گیا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے ایک مرتبہ پھر چیخنا شروع کر دیا۔

''مائی گاڈ۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ میرے سر میں شدید درد کیوں ہو رہا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ میں مر جاؤں گا''..... تھامسن نے اس مرتبہ ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو جلدی بتاؤ''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ مم۔ مم۔ میں مرنا نہیں چاہتا''..... تھامسن نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا اور ایک مرتبہ پھر بے ہوش ہو گیا۔ عمران، ٹائیگر، جوانا اور جوزف خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ چند لمحے بے ہوش رہنے کے بعد تھامسن پھر ہوش میں آ گیا اور کرب و اذیت سے چیخنے چلانے لگا۔

''پپ۔ پپ۔ پانی دو۔ پانی''..... تھامسن نے بمشکل رک رک کر کہا لیکن عمران نے دوسری ضرب لگا دی اور اس مرتبہ تھامسن کا پورا جسم اس طرح کانپنے لگ گیا جیسے اس کو رعشہ ہو گیا ہو۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ کر حلقوں سے باہر نکل آئیں اور اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا۔ اس نے اس طرح سانس لینا شروع کر دیا جیسے اس کی یہ آخری سانسیں ہوں۔

''جوزف۔ اسے پانی پلاؤ''..... عمران نے جوزف سے کہا۔

''او کے باس''..... جوزف نے جواب دیا اور پھر وہ مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ چند لمحوں کے بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی ایک بوتل تھی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹا کر بوتل تھامسن کے منہ سے لگا دی۔ تھامسن اس طرح پانی پینے لگا جیسے وہ صدیوں سے پیاسا ہو۔ وہ غٹاغٹ پانی پیتا جا رہا تھا اور جب بوتل میں موجود آدھے سے زیادہ پانی تھامسن کے حلق سے نیچے اتر گیا تو جوزف نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے وہ اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ تھامسن اب بے اختیار لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

''تھامسن۔ تم میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ یہ تمہارے پاس آخری چانس ہے۔ اگر تم مزید پانچ منٹ اس درد میں مبتلا رہے تو تمہارا دماغ پھٹ جائے گا اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب یہ تم پر ہی منحصر ہے کہ تم مرنا چاہتے ہو یا زندہ رہنا چاہتے ہو''..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ یہ انتہائی ہولناک عذاب ہے۔ بتاتا ہوں''..... تھامسن نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''بتاؤ''..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''چند روز پہلے اسرائیلی تنظیم بلیک ٹائیگرز کے چیف کرنل راسکر نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اس کا ایجنٹ کارٹر پاکیشیا میں ایک مشن پر آ رہا ہے اور وہ پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر رہے گا اس لئے میں اپنے ساتھیوں کو کارٹر کی حفاظت پر مامور کر دوں اور وہاں جتنے بھی سیکورٹی گارڈز موجود ہیں ان کی جگہ دوسرے سیکورٹی گارڈز تعینات کرا دوں۔ چونکہ اس نے مجھے بھاری معاوضہ دیا تھا اس لئے میں نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی اور پروفیسر کاشان باقری کی رہائش گاہ پر موجود سیکورٹی گارڈ کی جگہ ایک ایک اور سیکورٹی گارڈ تعینات کرا دیا۔ اب تو میں نے تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔ اب تو مجھے اس درد سے نجات دلا دو۔ فار گاڈ سیک۔ میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔ مم۔ مم۔ میں مر جاؤں گا''..... تھامسن نے جلدی جلدی بتاتے ہوئے کہا۔ اسرائیل کی تنظیم بلیک ٹائیگرز کا سن کر عمران کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں نمودار ہو گئیں۔ اسے بلیک ٹائیگرز تنظیم کے متعلق اتنا معلوم تھا کہ اسرائیل میں ایک نئی ایجنسی بلیک ٹائیگرز وجود میں آئی ہے جو اسرائیل کے مفادات کے لئے کام کرتی تھی اور جس نے مختلف ممالک میں اپنے ایجنٹوں کو پھیلا دیا تھا جو بطور فارن ایجنٹ کام کرتے تھے۔

''کارٹر کس حلیے میں تھا''..... عمران نے پوچھا۔

''اس نے پروفیسر کاشان باقری کا حلیہ بدلا ہوا تھا''..... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک اذیت کے تاثرات موجود تھے۔

''کیا تم نے پروفیسر کاشان باقری کو دیکھا ہوا ہے''..... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے ان کی تصویر ایک نیوز پیپر میں دیکھی تھی۔ درد سے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے نجات دلاؤ اس درد سے''..... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر کاشان باقری کہاں ہیں''..... عمران نے کہا۔

''مم۔مم۔مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔میں سچ کہہ رہا ہوں''.....تھامسن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ تھامسن سچ کہہ رہا ہے۔کیونکہ اگر وہ جھوٹ بولتا تو اس کی آنکھوں کے زاویئے بدل جاتے۔

''کرنل راسکر نے تمہیں کتنا معاوضہ دیا تھا''.....عمران نے پوچھا۔

''بیس لاکھ ڈالرز''.....تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''.....عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو تھامسن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''تت۔تت۔تم کہاں جا رہے ہو۔مم۔مم۔مجھے تو اس درد سے نجات دلاؤ۔تم نے وعدہ کیا تھا۔فار گاڈ سیک۔مجھے نجات دلاؤ اس درد سے''.....تھامسن نے تیزی سے کہا کیونکہ درد کی شدت سے اس کی حالت بگڑتی جا رہی تھی اور اگر وہ مزید اسی حالت میں رہتا تو عمران جانتا تھا کہ اس کے دماغ کی رگ پھٹ جائے گی اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔

''میں تمہیں اس درد سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا رہا ہوں تھامسن''.....عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو تھامسن کے چہرے پر موجود اذیت کے تاثرات کے ساتھ خوف اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات بھی شامل ہو گئے۔

''کک۔کک۔کیا مطلب''.....تھامسن نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ عمران نے اس کی پیشانی پر ابھری ہوئی رگ پر انگلی ماری تو دوسرے ہی لمحے تھامسن کے حلق سے دردناک چیخیں نکلنے لگیں اور اپنا سر ادھر ادھر مارنے لگا۔راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود اس کا جسم زور زور سے جھٹکے کھا رہا تھا۔چند لمحے تڑپنے کے بعد اس کا جسم آہستہ آہستہ ساکت پڑتا چلا گیا اور پھر مکمل طور پر ساکت ہو گیا اور اس کی گردن دائیں طرف ڈھلک گئی۔اس کی کھلی ہوئی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں لیکن ان کھلی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

''جوزف۔تھامسن کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو''.....عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ٹائیگر بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا تھا۔عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''باس۔اب میرے لئے کیا حکم ہے''.....ٹائیگر نے پوچھا۔

''تم اپنے فلیٹ پر جاؤ۔ضرورت پڑی تو میں تمہیں کال کر لوں گا''.....عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر عمران کو سلام کر کے وہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔تھوڑی دیر کے بعد ٹائیگر کی کار رانا ہاؤس سے باہر نکل گئی اور گیٹ آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا تو عمران بھی اپنی سپورٹس کار میں سوار ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنے لئے کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا معلوم ہوا ہے''.....بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے مختصر طور پر بتا دیا۔پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے

نمبر پریس کرنے لگا۔ جبکہ بلیک زیرو کچن میں چائے بنانے چلا گیا۔

"جولیا بول رہی ہوں" ...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم چیف" ...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم صفدر، کیپٹن شکیل، صالحہ اور تنویر کو کال کر کے بتا دو کہ آج رات کی فلائٹ سے تم سب نے عمران کے ساتھ اسرائیل ایک مشن پر روانہ ہونا ہے۔ مشن کی تفصیل تمہیں عمران بتا دے گا۔ میں نے تین ٹیمیں بنا دی ہیں۔ تمہارے ساتھ عمران ہوگا جبکہ صفدر، صالحہ کی دوسری ٹیم اور کیپٹن شکیل اور تنویر کی تیسری ٹیم ہوگی۔ تینوں ٹیموں کا لیڈر عمران ہوگا" ...... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ لیکن چیف۔ اگر آپ مجھے مشن کے متعلق تھوڑا سا بتا دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی کیونکہ عمران مجھے مشن کے متعلق بہت مشکل سے بتائے گا" ...... جولیا نے کہا۔

"جولیا۔ تم سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اور عمران فری لانسر ایجنٹ ہے۔ اگر وہ تمہیں مشن کے متعلق نہ بتائے تو بے شک اسے گولی مار دینا۔ اٹ از مائی آرڈر" ...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی۔ اسی لمحے بلیک زیرو آپریشن روم میں دو پیالیاں اٹھائے داخل ہوا۔ ان پیالیوں سے بھاپ اڑ رہی تھی۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اپنے سامنے رکھ کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ کوئی خاص بات جو آپ مسکرا رہے ہیں" ...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے جولیا سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

"بے چاری جولیا ٹھیک ہی کہتی ہے۔ آپ واقعی انہیں بہت تنگ کرتے ہیں۔ جولیا ہر مشن کی تحریری رپورٹ میں آپ کی شکایات ضرور درج کرتی ہے" ...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا واحد لڑکی ہے جسے اپنے ہونے والے شوہر سے ابھی سے شکایات ہیں۔ شادی کے بعد پتہ نہیں کیا ہوگا" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا پھر اس نے پیالی اٹھائی اور چائے سپ کرنے لگا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں طاہر صاحب۔ کیا صاحب یہاں موجود ہیں" ...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میں عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ کوئی خاص بات" ...... عمران نے پوچھا۔

"صاحب۔ یروشلم سے وائٹ کلب کے وائٹ نامی آدمی کا فون تھا۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے" ...... دوسری طرف

سے سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"وائٹ کلب کا وائٹ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں بات کر لیتا ہوں"..... عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ٹیلی فون کے لاؤڈر کا بٹن چونکہ ہر وقت پریسڈ رہتا تھا اس لئے بلیک زیرو نے بھی سلیمان کی بات سن لی تھی۔

"عمران صاحب۔ یہ وائٹ کون ہے"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وائٹ آدمی کا نام ہے۔ اس کا یروشلم میں ایک کلب ہے اور یہ معلومات فروخت کرنے کا بھی کام کرتا ہے۔ میں نے کئی مرتبہ اس سے معلومات خریدی ہیں"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں کے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

"وائٹ کلب"..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے عمران بول رہا ہوں۔ وائٹ سے بات کراؤ"..... عمران نے کہا۔

"اوکے سر۔ ہولڈ آن پلیز"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی پھیل گئی۔

"ہیلو۔ وائٹ بول رہا ہوں"..... چند لمحوں کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"تم وائٹ ہو گئے یا تمہارا نام ابھی تک وائٹ ہے کیونکہ جب میں نے تمہیں دیکھا تھا تو تم اس وقت بلیک تھے"..... عمران نے کہا۔

"کون ہو تم۔ تمہاری آواز جانی پہچانی محسوس ہو رہی ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ تم عمران بول رہے ہو۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے تمہارے فلیٹ فون کیا تھا لیکن تم موجود نہیں تھے"..... دوسری طرف سے اس مرتبہ چونکتے ہوئے کہا گیا۔

"خیریت تو ہے تم نے آج فون کیا ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ میں نے تمہیں اہم اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے"..... وائٹ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پریسڈ تھا اس لئے بلیک زیرو بھی وائٹ کی بات سن کر چونک پڑا تھا۔

"اطلاع۔ کیسی اطلاع"..... عمران نے کہا۔

"عمران۔ کیا تمہارے ملک کا سائنس دان پروفیسر کاشان باقری کو اغوا کیا گیا ہے اور اس کی نئی ایجاد کا فارمولا بھی اڑا لیا گیا ہے"..... وائٹ نے پوچھا۔

"ہاں۔ مگر تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا ہے"..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ اسرائیل کی تمام سیکرٹ ایجنسیوں میں میرے آدمی موجود ہیں اور میں معلومات فروخت کرنے کا کاروبار بھی کرتا ہوں اس لئے مجھے جب تمہارے ملک کے سائنس دان اور فارمولے کے بارے میں معلوم ہوا تو میں نے سوچا کہ تمہیں اپنے ملک کے سائنس دان اور فارمولے کے بارے میں علم نہیں ہوگا اس لئے میں نے تمہیں معلومات فروخت کرنے کا سوچا۔ چونکہ میرے پاس

تمہارا نمبر موجود تھا اس لئے میں نے تمہیں فون کر دیا۔ اب تم بتاؤ کہ کیا تمہیں معلومات چاہئیں"...... وائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس کس قسم کی معلومات ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے پاس یہ معلومات ہیں کہ پروفیسر کاشان باقری اور ان کے فارمولے کو اسرائیل کی کس لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے"...... وائٹ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا تمہارے پاس حتمی معلومات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران۔ کیا آج تک میں نے تمہیں جتنی بھی معلومات دی ہیں کیا وہ جھوٹی ثابت ہوئی ہیں"...... وائٹ نے کہا۔

"اوکے۔ بتاؤ تم ان معلومات کا کتنا معاوضہ لو گے"...... عمران نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالرز"...... وائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"پروفیسر کاشان باقری اور ان کا فارمولا اسرائیل کی خفیہ لیبارٹری جسے سپر لیبارٹری کہا جاتا ہے پہنچایا گیا ہے۔ سپر لیبارٹری اسرائیل کی سب سے بڑی لیبارٹری ہے جہاں اسرائیل کے علاوہ دیگر ممالک کے سائنس دان بھی کام کر رہے ہیں۔ یہ لیبارٹری اسرائیل کے شہر رامات گن کے گھنے جنگلات میں انتہائی خفیہ مقام پر بنائی گئی ہے جس کا کنٹرول بلیک ٹائیگرز ایجنسی کو دے دیا گیا ہے"...... وائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ پروفیسر کاشان باقری کو زندہ رکھا گیا ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میری معلومات کے مطابق انہیں زندہ رکھا گیا ہے اور وہ سپر لیبارٹری میں اپنے فارمولے پر کام کریں گے"...... وائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپر لیبارٹری کے بارے میں کچھ بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"مثلاً کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... وائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے سپر لیبارٹری کا محل وقوع بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"لیبارٹری زمین دوز بنائی گئی ہے اور جہاں بنائی گئی ہے وہ بظاہر ایک عمارت ہے اور وہاں پر بظاہر اسلحہ بنایا جاتا ہے لیکن درحقیقت وہاں سائنس دان کام کرتے ہیں"...... وائٹ نے کہا۔

"اوکے۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دو میں تھوڑی دیر تک پیسے ٹرانسفر کر دیتا ہوں"...... عمران نے کہا تو وائٹ نے اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ہاں۔ سپر لیبارٹری کا تو بیٹھے بٹھائے ہی معلوم ہو گیا ہے۔ اب ہمیں ادھر ادھر بھاگ دوڑ بھی نہیں کرنی پڑے گی اور ہم اپنے

ٹارگٹ پر کام کریں گے"..... عمران نے کہا۔

"یہ تو مین مسئلہ تھا جو حل ہو گیا ہے"..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم وائٹ کے اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالرز ٹرانسفر کرا دو۔ میں اسرائیل جانے کی تیاری کرتا ہوں"..... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر آپریشن روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

☆.....☆.....☆

کرنل راسکر نے اپنی کار بلیک ٹائیگرز کے گیٹ پر روکی تو چند ہی لمحوں کے بعد گیٹ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ بلیک ٹائیگرز کے ہیڈ کوارٹر میں سائنسی سسٹم موجود تھا اس لئے جب کرنل راسکر کی کار گیٹ پر رکی تھی تو پہلے اس کی کار کی اور پھر اس کی ماسٹر کمپیوٹر کے ذریعے سکیننگ ہوئی اور جب ماسٹر کمپیوٹر نے انہیں او کے کر دیا تو چند لمحوں کے بعد گیٹ کھل گیا تھا۔ کرنل راسکر نے کار ہیڈ کوارٹر کی پارکنگ میں روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ ہیڈ کوارٹر میں بلیک ٹائیگرز کے کئی ایجنٹ، سیکورٹی گارڈز اور دوسرے ملازم موجود تھے جو کرنل راسکر کو دیکھتے ہی الرٹ ہو گئے تھے اور کرنل راسکر کو سلام کر رہے تھے لیکن کرنل راسکر ان کے سلام کو نظر انداز کرتا ہوا اپنے آفس میں آ گیا۔

کرنل راسکر نے پروفیسر کاشان باقری سے جنرل لیبارٹری میں داخل ہونے کی تمام معلومات حاصل کر کے پاکیشیا میں موجود اپنے ایجنٹ کارٹر کو بتا دی تھیں اور گزشتہ رات کارٹر پاکیشیا کی جنرل لیبارٹری سے پروفیسر کاشان باقری کی نئی ایجاد سپیشل لیزر ویپن کا فارمولا لے آیا تھا اور اس نے جنرل لیبارٹری میں داخل ہونے اور واپس آنے تک کی رپورٹ لکھ کر کرنل راسکر کو دے دی تھی۔ فارمولا بھی اسی رپورٹ کے ساتھ اٹیچ تھا۔ کرنل راسکر نے ابھی تک وہ رپورٹ نہیں پڑھی تھی البتہ وہ بے حد خوش تھا کہ اس کی ایجنسی کا سیکرٹ ایجنٹ پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

کرنل راسکر جہازی سائز ٹیبل کے پیچھے موجود ریوالونگ چیئر پر بیٹھا اور اس نے میز پر پڑی ہوئی سرخ کور والی فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ اس دوران اس نے اپنی سیکرٹری ماریہ کو چائے کا آرڈر کر دیا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں چائے سرد ہو گئی تھی۔ کرنل راسکر چائے سپ کرنے کے ساتھ ساتھ فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات کے ساتھ ساتھ مسکراہٹ بھی ابھری ہوئی تھی۔ چائے پینے کے بعد اس نے کپ میز پر رکھ دیا اور ایک مرتبہ پھر انہماک سے فائل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک فائل پڑھنے کے بعد اس نے فارمولا دیکھا اور پھر فائل بند کر کے ٹیبل پر رکھ دی۔

"ویری گڈ کارٹر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس دیوار سے لاکھ بار سر ٹکرائے نہ ہی پروفیسر کاشان باقری کے بارے میں معلوم کر سکے گی اور نہ ہی فارمولے کے بارے میں اسے پتہ چل سکے گا کہ فارمولا کہاں ہے۔ ہاہاہا"..... کرنل راسکر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آخر میں قہقہہ لگایا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے بے اختیار چونک کر فون کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے

ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... اس نے مختصر ساکہا۔

”چیف۔ پاکیشیا سے تھامسن کے اسسٹنٹ ٹروگر کی کال ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری نے کہا تو کرنل راسکر بے اختیار چونک پڑا۔

”ٹروگر۔ اچھا کراؤ بات“..... کرنل راسکر نے کہا تو رسیور پر خاموشی چھا گئی۔

”ہیلو۔ میں ٹروگر بول رہا ہوں باس تھامسن کا اسسٹنٹ“..... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”بولو ٹروگر۔ تم نے کیوں کال کی ہے۔ تھامسن کہاں ہے“..... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”کرنل صاحب۔ باس تھامسن کو اغوا کر لیا گیا ہے“..... ٹروگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ تھامسن کو کس نے اور کیوں اغوا کیا ہے“..... کرنل راسکر نے تیز لہجے میں کہا۔

”کرنل صاحب۔ باس تھامسن کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کے شاگرد ٹائیگر نے اغوا کیا ہے۔ میں نے فوٹیج دیکھی ہے۔ میں نے باس کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن ان کا کوئی پتہ نہیں چل سکا“..... ٹروگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”اوہ۔ اب تک تھامسن ہلاک بھی ہو چکا ہو گا لیکن کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ٹائیگر نے تھامسن کو کیوں اغوا کیا ہے“..... کرنل راسکر نے کہا۔

”نہیں کرنل صاحب۔ فوٹیج میں یہ صرف یہ دکھائی دیا ہے کہ ٹائیگر، باس تھامسن کے کمرے میں داخل ہو رہا ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کیا ہے۔ پھر ٹائیگر اور باس تھامسن کرسیوں پر بیٹھ کر رسمی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ٹائیگر نے اپنی جیب سے گیس پسٹل نکال کر باس تھامسن پر گیس فائر کی اور باس اسی وقت بے ہوش ہو گئے۔ پھر ٹائیگر، باس تھامسن کو اٹھا کر ان کے خفیہ دروازے سے لے کر چلا گیا“..... ٹروگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ تھامسن، ٹائیگر کے سامنے زبان کھول بھی سکتا ہے۔ بہرحال تم ہوشیار رہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نظر رکھو۔ اگر کوئی کام کی بات معلوم ہو تو مجھے فوراً بتانا میں تمہیں اس کا بھاری معاوضہ دوں گا“..... کرنل راسکر نے کہا۔

”ٹھیک ہے کرنل صاحب“..... دوسری طرف سے ٹروگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں۔

”یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ تھامسن پر جب تشدد ہو گا تو وہ اپنی زبان کھول دے گا۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہماری ایجنسی

کے بارے میں معلوم ہو جائے گا اور وہ فوراً ہی اسرائیل کا رخ کرے گی"..... کرنل راسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"پی اے ٹو پریذیڈنٹ"..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل راسکر۔ چیف آف بلیک ٹائیگرز"..... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"لیس سر۔ حکم سر"..... پی اے نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے میری بات کراؤ"..... کرنل راسکر نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں آپ کی بات پریذیڈنٹ صاحب سے کراتا ہوں"..... پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو"..... چند لمحوں کے بعد اسرائیلی صدر کی بارعب آواز سنائی دی۔

"پریذیڈنٹ صاحب۔ میں کرنل راسکر بول رہا ہوں چیف آف بلیک ٹائیگرز"..... کرنل راسکر نے کہا۔

"میرا خیال ہے آپ نے فارمولا حاصل کرنے کی خبر دینے کے لئے فون کیا ہے"..... اسرائیلی صدر نے کہا۔

"لیس سر۔ آپ نے درست اندازہ لگایا ہے۔ فارمولا اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ نہ صرف فارمولا بلکہ پروفیسر کاشان باقری بھی ہمارے پاس ہے اور وہ اپنے فارمولے پر کام کرے گا"..... کرنل راسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ گو آپ نے شاندار کارنامہ انجام دیا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے فارمولے اور سائنس دان کے بارے میں کسی نہ کسی طرح کھوج لگائے گی اور وہ فارمولے کے حصول اور اپنے سائنس دان کی بازیابی کے لئے اسرائیل ضرور آئے گی اس لئے آپ یہ فارمولا اور پروفیسر کاشان باقری کو سپر لیبارٹری میں پہنچا دیں اور آپ خود اپنی نگرانی میں کام کرائیں اور یہاں اپنے ایجنٹوں کو تعینات کرا دیں۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں آئے تو کسی کو زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بے حد تنگ آ گیا ہوں"..... اسرائیلی صدر نے کہا تو کرنل راسکر کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریف اچھی نہیں لگی تھی۔

"لیس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ میں آج ہی فارمولا اور پروفیسر کاشان باقری کو سپر لیبارٹری میں لے جاتا ہوں اور اپنی نگرانی میں ہی فارمولے پر کام کراؤں گا"..... کرنل راسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہ سپیشل لیزر ویپن تیار ہو جائے۔ اس سے ہماری دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ وش یو گڈ لک"..... اسرائیلی صدر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو کرنل راسکر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"لیس چیف"..... دوسری طرف سے اس کی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"میکس کو فون کر کے کہو کہ وہ فوراً میرے پاس آفس پہنچ جائے"..... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے اپنا سر ریوالونگ چیئر کی پشت سے لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ عمران کو تھامسن کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا تھا حالانکہ تھامسن نے اسے جو رپورٹ دی تھی اس کے مطابق اس کا کوئی بھی آدمی سامنے نہیں آیا تھا اور اس نے پروفیسر کاشان باقری کی سیکورٹی پر جو گارڈز مامور کرایا تھا وہ بھی اس نے تھرڈ پارٹی کے ذریعے منگوایا تھا۔ وہ انہی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ اس لمحے کمرے میں ٹوں ٹوں کی آواز گونج اٹھی تو کرنل راسکر نے بے اختیار چونک کر دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین کی طرف دیکھا تو سکرین میں اسے میکس دکھائی دیا جو اس کے آفس کے دروازے پر موجود تھا۔ کرنل راسکر نے میز کے کنارے پر لگا ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا اور میکس اندر آفس میں داخل ہو گیا تو دروازہ اسی طرح آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا۔

"آؤ میکس۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو"..... کرنل راسکر نے کہا تو میکس میز کے آگے پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چیف۔ خیریت تو ہے آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں"..... میکس نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے پاکیشیا میں کارٹر کی حفاظت پر جس گروپ کو مامور کیا تھا اس کے چیف کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کے شاگرد ٹائیگر نے اغوا کر لیا ہے"..... کرنل راسکر نے کہا۔

"تو آپ اس لئے پریشان ہیں کہ تھامسن ہمارے بارے میں بتا دے گا کہ فارمولا اور پروفیسر کاشان باقری ہمارے پاس ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فارمولے اور پروفیسر کاشان باقری کی واپسی کے لئے اسرائیل کا رخ کرے گی"..... میکس نے کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں پوری دنیا میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ جس مشن پر روانہ ہوتی ہے وہ مشن ہر حال میں مکمل کرتی ہے اور ان کا یہ ریکارڈ ہے کہ وہ آج تک کسی مشن میں ناکام نہیں ہوئے۔ عمران نے اسرائیل کو بھی بہت نقصان پہنچایا ہے۔ آج تک اسرائیل کی کوئی سیکرٹ ایجنسی اسے گرفتار نہیں کر سکی۔ اگر وہ اس مرتبہ اسرائیل آیا اور ہماری ایجنسی نے اسے گرفتار کر لیا تو یہ کریڈیٹ ہماری ایجنسی کو جائے گا۔ پریذیڈنٹ صاحب کا حکم ہے کہ میں فارمولا اور پروفیسر کاشان باقری کو سپر لیبارٹری میں پہنچا دوں اور اپنی نگرانی میں فارمولے پر کام کراؤں اس لئے جانے سے پہلے میں بلیک ٹائیگرز کی کمان تمہارے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ میرے بعد تم ہی اس کے قائم مقام چیف ہو گے اس کے لئے میں آرڈر جاری کر دوں گا"..... کرنل راسکر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"او کے چیف۔ آپ کو عمران کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ اسرائیل میں آیا تو وہ کسی صورت زندہ واپس نہیں جا سکے گا۔ آپ مجھے اس کا فوٹو گراف دے دیں"..... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر نے میز کی دراز کھول کر ایک فائل نکال کر میکس کی طرف بڑھا دی۔

''اس فائل میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کے بارے میں پوری تفصیل درج ہے''..... کرنل راسکر نے کہا تو میکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے باس۔ میں فائل کا مطالعہ کرلوں گا''..... میکس نے کہا۔

''او کے۔ میں تمہارے قائم مقام چیف کے آرڈر کر دیتا ہوں لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی صورت بچنا نہیں چاہئے''..... کرنل راسکر نے کہا۔

''آپ میری صلاحیتوں سے واقف ہیں اس لئے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے''..... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اسے کرنل راسکر کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔ پھر اس نے کرنل راسکر کو سلام کیا اور اٹھ کر اس کے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا جبکہ کرنل راسکر نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

☆.....☆.....☆

اسرائیل کے دارالحکومت یروشلم میں انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر جہاز کے لینڈ کرنے کے کچھ دیر بعد سیڑھیاں اس کے ساتھ لگیں اور مسافر نیچے اترنے لگے۔ سیڑھیوں سے جولیا اور عمران بھی اتر رہے تھے۔ ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی عمران اور جولیا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ اس وقت ایکریمین بوڑھوں کے میک اپ میں تھے۔ عمران نے ایک لاٹھی پکڑی ہوئی تھی جس کے سہارے وہ چل رہا تھا۔

تینوں ٹیموں نے جس میں عمران، جولیا، صفدر، صالحہ، کیپٹن شکیل اور تنویر شامل تھے علیحدہ علیحدہ گروپ کی صورت میں ایک ہی جہاز میں سفر کیا تھا۔ انہوں نے مختلف ناموں سے الگ الگ سیٹیں بک کرائی تھیں۔ عمران نے پاکیشیا سے روانہ ہوتے وقت اسرائیل میں موجود اپنے فارن ایجنٹ کارلوس کو فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع کر دی تھی اس لئے کارلوس نے ان کے لئے رہائش کا بندوبست کر دیا تھا۔ اب عمران، جولیا کے ساتھ اسی رہائش گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ کارلوس نے جیکسن کالونی میں ایک کوٹھی لی ہوئی تھی جو شہر سے کافی دور تھی۔

کیونکہ عمران نے اسرائیل میں فارن ایجنٹ کارلوس سے بلیک ٹائیگرز کے متعلق معلومات حاصل کر لی تھیں۔ کارلوس کے مطابق بلیک ٹائیگرز کے چیف کرنل راسکر کو یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے فارمولے کے حصول کے لئے اسرائیل ضرور آئے گی اس لئے اس نے فعال ایجنٹ میکس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو ٹریس کرنے اور انہیں ہلاک کرنے کی ڈیوٹی لگادی تھی۔ عمران اور جولیا نے اس لئے ایکریمین بوڑھوں کا میک اپ کیا تھا۔ تینوں ٹیمیں پہلے ایکریمیا گئی تھیں اور ایکریمیا سے ہی وہ اسرائیل کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتے ہوئے عمران غائرانہ نظروں سے اردگرد کا جائزہ بھی لیتا جا رہا تھا۔ ٹیکسی سٹینڈ پر متعدد ٹیکسیاں نمبر وائز کھڑی تھیں پھر عمران اور جولیا دونوں سب سے پہلی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ ڈرائیور ٹیکسی میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔

''کہاں چلنا ہے صاحب''..... ڈرائیور نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

''کیوں بیگم۔ کہاں چلنا ہے''..... عمران نے بوڑھی آواز میں جولیا سے پوچھا تو جولیا غصے سے عمران کو گھورنے لگی۔

''کیوں۔ کیا تم بھول گئے ہو کہ ہم اپنے بیٹے جیکسن کے پاس جا رہے ہیں''..... جولیا نے کہا۔

''سس۔سوری۔ بب۔ بیگم۔ تم جانتی ہو کہ اس عمر میں مجھے الزائمر ہو گیا ہے اس لئے میں بھول گیا تھا کہ ہم اپنے بیٹے جیکسن کے پاس جا رہے ہیں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

''صاحب۔ کہاں چلنا ہے''..... اسی لمحے ڈرائیور نے بیک ویو مرر میں عمران کو دیکھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر پوچھا۔

''ڈرائیور بھائی۔ سٹار پارک کی طرف چلو''..... عمران نے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی اسٹارٹ کی اور پھر آگے بڑھا دی۔

''صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ اپنی بیوی سے بہت ڈرتے ہیں''..... ڈرائیور نے بیک ویو مرر میں عمران کو پھر دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کی طرف دیکھا۔

''ڈرنا ہی پڑتا ہے ڈرائیور بھائی۔ اگر ہم بیویوں سے نہ ڈریں تو یہ ہمیں کچا ہی کھا جائیں''..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور کی ہنسی چھوٹ گئی جبکہ جولیا نے پہلے غصیلی نظروں سے عمران کو گھور کر دیکھا اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

''کیا تم شادی شدہ ہو''..... عمران نے چند لمحوں کے بعد ڈرائیور سے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ میری ابھی شادی نہیں ہوئی''..... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر شکر کرو ورنہ اب تک بیگم کے سینڈل کھا کھا کر گنجے ہو چکے ہوتے''..... عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا تو ڈرائیور قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''مگر صاحب۔ آپ تو گنجے نہیں ہوئے''..... ڈرائیور نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو اس بار عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ڈرائیور کے جواب نے عمران کو لاجواب کر دیا۔

''دراصل میری بیگم جب بھی مجھے سینڈل مارتی تھی تو میں جھک جاتا تھا اور سینڈل میرے سر کے اوپر سے گزر جاتا ہے''..... عمران نے کہا تو ڈرائیور بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم خاموش ہو کر بیٹھ نہیں سکتے''..... جولیا نے غصیلے لہجے میں پہلے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بب۔ بب۔ بیٹھا تو ہوں۔ بب۔ بب۔ بیگم۔ اگر تم کہو تو میں کھڑا ہو جاتا ہوں مگر میں ٹیکسی میں کھڑا نہیں ہو سکوں گا''..... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا نے پھر عمران کو گھور کر دیکھا اور عمران نے گھبراتے ہوئے دائیں ہاتھ کی انگلی منہ پر رکھ لی اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

''صاحب۔ آپ تو واقعی اپنی بیگم سے بہت ڈرتے ہیں''..... ڈرائیور نے ایک مرتبہ پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ڈرائیور۔ تم خاموش ہو کر نہیں بیٹھ سکتے''..... جولیا نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور خاموش ہو کر ٹیکسی ڈرائیو کرنے لگا۔

آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد ڈرائیور نے کار سٹار پارک کے قریب روک دی۔ عمران نے کرایہ ادا کیا اور پھر جولیا کے ساتھ اتر کر فٹ پاتھ پر پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دور آنے کے بعد عمران نے ایک اور ٹیکسی ہائر کی اور پھر اس میں بیٹھ کر جیکسن کالونی کی طرف بڑھ گئے۔ چونکہ عمران کئی بار اسرائیل آ چکا تھا اس لئے وہ راستوں سے واقف تھا۔ عمران احتیاطاً ٹیکسیاں بدل کر سفر کر رہا تھا اور اس نے باقی ساتھیوں کو بھی یہی ہدایت کی تھی کہ وہ بھی ٹیکسیاں بدل بدل کر جیکسن کالونی میں کارلوس کی رہائش گاہ پر پہنچیں تاکہ بلیک ٹائیگرز کے سیکرٹ ایجنٹ کہیں موجود ہوں تو وہ انہیں ٹریس نہ کر سکیں۔

مسلسل سفر کرنے کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی جیکسن کالونی کے گیٹ پر روک دی اور عمران، جولیا کے ساتھ نیچے اتر آیا۔ اس نے کرایہ ادا کیا اور آگے بڑھنے لگے۔ جب ٹیکسی ڈرائیور وہاں سے چلا گیا تو تب وہ جیکسن کالونی میں داخل ہو گئے اور کوٹھی نمبر چار سو پندرہ کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئے۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ڈور بیل بجا دی تو چند لمحوں کے بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان کی شکل نظر آئی۔

"جی فرمایئے"...... نوجوان نے عمران اور جولیا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹے۔ دروازہ کھولو۔ ہم پیدل چل چل کر بہت تھک گئے ہیں اور اب آرام کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے بوڑھی آواز میں کھانستے ہوئے کہا

"کوڈ پلیز"...... نوجوان نے کہا۔

"کوٹ۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ اب میں سمجھا یعنی میں کوٹ اتار دوں۔ ارے سردی بہت ہے اور اگر میں نے کوٹ اتار کر تمہیں دے دیا تو میں سردی سے ٹھٹھر ٹھٹھر کر مر جاؤں گا۔ ناں بابا ناں۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میں نے کوٹ نہیں کوڈ کہا ہے"...... نوجوان نے خشک لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ کوڈ۔ پرنس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو نوجوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے گیٹ کھول دیا اور عمران، جولیا کے ساتھ مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ نوجوان انہیں لئے سٹنگ روم میں آ گیا۔ سٹنگ روم میں صوفے پڑے ہوئے تھے۔ عمران دھپ سے ایک صوفے پر گر گیا جبکہ جولیا سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"بیگم۔ آج تو میں پیدل چل چل کر بہت تھک گیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"بکواس بند کرو اور یہ تم نے کیا بیگم بیگم کی رٹ لگا رکھی ہے۔ میں تمہاری بیگم نہیں ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ لیکن بہت جلد میری بیگم بننے والی تو ہو نا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا گھور کر عمران کو دیکھنے لگی اور عمران گھبرا گیا۔ جو نوجوان انہیں سٹنگ روم میں لے آیا تھا وہ ابھی تک وہاں موجود تھا اور اس کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''کارلوس کہاں ہے''..... عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔

''کارلوس صاحب تھوڑی دیر پہلے باہر گئے ہیں۔ وہ جاتے ہوئے آپ کے بارے میں بتا گئے تھے''..... نوجوان نے جواب دیا۔

''اچھا سنو۔ میرے باقی ساتھی بھی پہنچنے والے ہیں انہیں بھی یہیں لے آنا''..... عمران نے نوجوان کو ہدایت دیتے ہوئے کہا تو نوجوان اثبات میں سر ہلاتا ہوا سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔ عمران جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

''میں یہ میک اپ اتار رہی ہوں۔ مجھے بہت الجھن ہو رہی ہے اس سے''..... جولیا نے سر سے سفید بالوں کی وگ اتارتے ہوئے کہا۔

''ویسے جولیا۔ ذرا سوچو۔ جب ہم بوڑھے ہو جائیں گے تو بالکل ایسے ہی لگیں گے۔ کیا خوبصورت منظر ہوگا''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو''..... جولیا نے حیا آلود لہجے میں کہا۔ عمران کی بات پر اس کے رخسار سرخ ہو گئے تھے۔ عمران سٹنگ روم کا جائزہ لینے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد صفدر اور صالحہ وہاں پہنچ گئے۔ کیپٹن شکیل اور تنویر ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔

''کیپٹن شکیل اور تنویر کہاں رہ گئے ہیں''..... عمران نے کہا۔

''شاید انہیں کوٹھی نہیں مل رہی ہوگی''..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ اس بار اسرائیل میں مشن کیا ہے۔ چیف نے کہا تھا کہ تم ہمیں مشن کے متعلق بتاؤ گے''..... جولیا نے کہا۔

''کیا تمہیں ایکسٹو نے مشن کے متعلق نہیں بتایا''..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں''..... جولیا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ تم لوگوں کو بھی مشن کے بارے میں نہیں بتایا اور مجھے بھی مشن کے بارے میں نہیں بتایا۔ بس اتنا کہا کہ میں جولیا، صفدر، تنویر، صالحہ اور کیپٹن شکیل کے ساتھ اسرائیل میں کارلوس کی رہائش گاہ پر پہنچ جاؤں اور میں نے ایکسٹو کی تابعداری کرتے ہوئے تم سب کے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہوں''..... عمران نے کہا۔

''عمران۔ جھوٹ مت بولو۔ تمہیں مشن کے بارے میں سب معلوم ہے۔ چیف تمہیں ہمارا لیڈر کیا بنا دیتا ہے تمہارا دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ ہمیں تنگ کرنا تمہاری عادت ہے''..... جولیا نے جلے کٹے لہجے کہا۔

''میرا دماغ تو میرے سر میں ہی ہے۔ اگر میرا دماغ آسمان پر پہنچ گیا تو پھر پتہ ہے کیا ہوگا''..... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوگا''..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تنویر کو نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بہن کو رخصت کرنا پڑ جائے گا''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سوائے جولیا کے

سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''فضول باتیں بند کرو۔ شادی کے علاوہ بھی تمہیں کوئی اور بات سوجھتی ہے کبھی۔ جب بھی دیکھو شادی کی باتیں ہی کرتے رہتے ہو۔ اگر شادی کی اتنی ہی زیادہ جلدی ہے تو کرلو شادی۔ تمہیں کس نے منع کیا ہے''...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کیا تم راضی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... جولیا نے اچانک جواب دیا تو سب بے اختیار قہقہے لگانے لگے۔ یہ بات جولیا نے اچانک ہی کہہ دی تھی حالانکہ اسے اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ پھر اس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم سب گواہ رہنا۔ دلہن نے ہاں کہہ دی ہے''...... عمران نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''میرے منہ سے اچانک نکل گیا تھا۔ اب تم شادی کی بکواس بند کرو اور یہ بتاؤ کہ اسرائیل میں ہمارا مشن کیا ہے''...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اب تم جس انداز میں گھور رہی ہو اس سے مجھے ایک بھی ہو سکتا ہے لہذا میں تمہیں مشن کے متعلق بتا ہی دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر مشن کے متعلق بتا دیا۔

''یعنی ہمارا مشن یہ ہے کہ ہم نے اسرائیل کی سپر لیبارٹری سے فارمولا اور پروفیسر کاشان باقری کو لانا ہے''...... صالحہ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ بلیک ٹائیگرز نے پروفیسر کاشان باقری کو زندہ نہ رکھا ہو''...... صالحہ نے کہا۔

''میرے معلومات کے مطابق وہ زندہ ہیں اور انہیں سپر لیبارٹری میں اس لئے پہنچایا گیا ہے تاکہ وہ اپنے فارمولے پر کام کر سکیں اور فائدہ اسرائیل کو ہو''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب ہم نے مشن کا آغاز کب کرنا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''تم حکم کرو تو ابھی سے ہی مشن کا آغاز کر دیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو۔ تمہیں مسئلہ کیا ہے۔ ہر بات کا الٹ جواب دیتے ہو''...... جولیا نے اس مرتبہ انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب پلیز''...... صفدر نے کہا۔

''آپ مس جولیا کو بہت تنگ کرتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''میں تمہاری چیف سے شکایت کروں گی''...... جولیا نے کہا تو عمران یکلخت خوفزدہ ہو گیا۔

''جولیا۔ ایسا مت کرنا۔ چیف نے مجھے مشن پر روانہ ہونے سے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ اگر اس مرتبہ میرے خلاف رپورٹ گئی

تو وہ مجھے چیک نہیں دے گا۔ کیوں تم چاہو گی کہ میں فاقے کاٹوں"..... عمران نے کہا۔

"پھر سیدھی طرح بتاؤ کہ تم نے کیا پلاننگ بنائی ہے"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے فی الحال تو کوئی پلاننگ نہیں بنائی مگر جیسے ہی کیپٹن شکیل اور تنویر یہاں آتے ہیں تو ہم پلاننگ کر کے اپنے مشن کا آغاز کر دیں گے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

☆.....☆.....☆

کیپٹن شکیل اور تنویر اس وقت جہاز سے اتر رہے تھے۔ کیپٹن شکیل اور تنویر نے سپیشل میک اپ سے اپنے حلیئے بدلے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل کے چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی تھی اور اس نے گرے کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ تنویر بلیک کلر کے سوٹ میں ملبوس تھا جس سے وہ بے حد وجیہہ دکھائی دے رہا تھا۔

جہاز سے اترنے کے بعد کیپٹن شکیل اور تنویر امیگریشن کی طرف بڑھ گئے تا کہ کاغذات چیک کرانے کے بعد وہ ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر جا سکیں۔ عمران، جولیا، صفدر اور صالحہ ان سے پہلے ہی جہاز سے اتر کر امیگریشن آفس جا چکے تھے اور وہ امیگریشن کے کلیئر ہونے کے بعد ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر چلے گئے تھے۔

کاغذات چیک کرانے کے بعد کیپٹن شکیل اور تنویر باہر کی طرف بڑھنے لگے تو اسی وقت چار سیکورٹی گارڈ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔

"ایکسکیوزمی"..... آگے چلنے والے گارڈ نے کیپٹن شکیل اور تنویر کے قریب پہنچ کر کہا تو وہ دونوں رک گئے اور استفہامیہ نظروں سے ان گارڈز کی طرف دیکھنے لگے۔

"جی فرمایئے"..... کیپٹن شکیل نے خشک لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایکریمین تھا۔

"آپ دونوں ائیر پورٹ سے باہر نہیں جا سکتے"..... اس گارڈ نے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر حیرت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب۔ ہم ائیر پورٹ سے باہر کیوں نہیں جا سکتے"..... تنویر نے کہا۔

"جناب۔ ہمیں اوپر سے آرڈر آیا ہے کہ ہم آپ کو روک لیں اور ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر نہ جانے دیں۔ برائے مہربانی آپ ہمارے ساتھ چلیئے"..... گارڈ نے کہا۔

"لیکن کیوں۔ ہمارے کاغذات کلیئر ہو گئے ہیں"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جناب۔ میں نے آپ سے کہا ہے نا کہ ہمیں اوپر سے آرڈر ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے تو ہم زبردستی آپ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے"..... اس گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ سمجھ گئے

تھے کہ انہیں مشکوک سمجھا جا رہا تھا جس کی وجہ سے انہیں روکا جا رہا تھا۔

"چلیئے"..... کیپٹن شکیل نے کندھے اچکا کر کہا پھر وہ دونوں چاروں گارڈز کے حصار میں آگے بڑھنے لگے۔ گارڈز انہیں تین مختلف کپاؤنڈوں سے ہوتے ہوئے ایک درمیانے سائز کے کمرے میں لے آئے جہاں صرف چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"آپ بیٹھیں۔ آفیسرز ابھی آ رہے ہیں"..... گارڈ نے ان دونوں سے کہا اور پھر وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی کیپٹن شکیل اور تنویر خاموشی سے کمرے کا جائزہ لینے لگے۔ ابھی وہ کمرے کا جائزہ لینے میں ہی مصروف تھے کہ اچانک ایک دیوار میں بنے چھوٹے سے سوراخ سے کمرے میں گیس بھرنا شروع ہو گئی۔ کیپٹن شکیل اور تنویر چونک کر دیوار پر بنے چھوٹے سے سوراخ کو دیکھنے لگے۔

"ارے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیسی گیس بھر رہی ہے"..... تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں بے ہوش کرنے کے لئے گیس فائر کی گئی ہے"..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ"..... تنویر نے پریشان ہو کر کہا پھر وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ کیپٹن شکیل نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ باہر سے بند ہونے کی وجہ سے نہ کھل سکا۔ کمرہ گیس سے بھرتا جا رہا تھا۔ گو انہوں نے اپنے اپنے سانس روک لئے تھے لیکن کب تک وہ اپنا سانس روکے رکھتے۔ انہوں نے جیسے ہی سانس لئے تو انہیں اپنے دماغ چکراتے ہوئے محسوس ہوئے اور وہ ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوریوں کی طرح زمین پر گرے اور بے ہوش ہوتے چلے گئے۔

ان دونوں کے بے ہوش ہوتے ہی کمرے میں گیس بھرنا بند ہو گئی۔ شاید انہیں کسی خفیہ کیمرے سے مانیٹر کیا جا رہا تھا کیونکہ ان کے بے ہوش ہونے کے پانچ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور چار افراد داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنے اپنے چہروں پر پلاسٹک کے بلیک ماسک چڑھائے ہوئے تھے۔ ان چاروں افراد نے بے ہوش تنویر اور کیپٹن شکیل کو اٹھایا اور کمرے سے لے گئے۔

پھر جیسے گھپ اندھیری رات میں جگنو چمکتے ہیں اس طرح کیپٹن شکیل کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشنی کے نقطے جلنے بجھنے لگے اور لمحہ بہ لمحہ ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ ابھی وہ لاشعوری کیفیت میں تھا اور ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد اس کا شعور بیدار ہو گیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اور تنویر ایک کمرے میں راڈز والی کرسیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ کمرے میں جدید ساخت کی ایک مشین اور اس کے ساتھ ایک کمپیوٹر پڑا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا کمپیوٹر کو آپریٹ کر رہا تھا جبکہ ان کے سامنے ایک اور نوجوان کرسی پر بیٹھا مسلسل ان کے چہروں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نوجوان کی رنگت سیاہ تھی۔ اس کی آنکھیں چھوٹی تھیں اور ان میں ذہانت کی چمک دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے براؤن کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ اسے یاد آیا کہ وہ اور تنویر ائیر پورٹ سے باہر آ رہے تھے کہ ان دونوں کو ائیر پورٹ پر گارڈز روک کر ایک کمرے میں لے گئے تھے جہاں کمرے میں گیس بھر جانے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو کر گر گئے تھے اب ہوش میں آنے پر وہ اس کمرے میں تھے۔ اس نے تنویر کی طرف دیکھا تو وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا تھا اور چند لمحوں کے بعد وہ بھی ہوش میں آ گیا۔ اس نے

بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''کون ہو تم۔ ہم کہاں ہیں اور ہمیں کیوں باندھا گیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے سامنے کرسی پر بیٹھے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''..... نوجوان نے سخت لہجے میں جواب دینے کی بجائے سوال کیا۔

''میرا نام جیک ہے اور میرے ساتھی کا نام ولیم ہے۔ مگر تم کون ہو اور کیوں پوچھ رہے ہو''...... کیپٹن شکیل نے اپنا اور تنویر کا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارا اصل نام پوچھ رہا ہوں''...... نوجوان نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

''اصل نام۔ کیا مطلب۔ ہمارے یہ اصل نام ہی ہیں۔ بے شک ہمارے کاغذات چیک کر لو''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ نوجوان چند لمحے غور سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ آپریٹر کی جانب مڑا۔

''آسٹن۔ ان دونوں کے چہروں کی سکیننگ کرو تاکہ یہ اپنا اور اپنے ساتھی کا اصل چہرہ دیکھ کر اپنا نام بتا سکے''...... نوجوان نے سخت لہجے میں آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''..... آسٹن نامی آپریٹر نے جواب دیا اور پھر اس کے ہاتھ کی بورڈ پر تیزی سے چلنے لگے۔ چند لمحوں کے بعد کمرے کی چھت پر موجود ایک بلب جل اٹھا جس کی سرخ روشنی بالکل کیپٹن شکیل کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ سرخ روشنی چند لمحوں تک کیپٹن شکیل کے چہرے پر موجود رہی پھر اس بلب کا رخ تنویر کے چہرے کی طرف ہو گیا۔ تنویر کے چہرے پر بھی روشنی چند لمحوں تک موجود رہی پھر آپریٹر نے روشنی آف کر دی۔

''سر۔ یہ دونوں اصل چہروں میں ہیں''...... آسٹن نے چند لمحوں کے بعد کہا تو وہ نوجوان اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ اٹھ کر آسٹن کے قریب کرسی پر بیٹھ کر مانیٹر کی سکرین پر دیکھنے لگا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے آسٹن۔ کیا تم نے صحیح سکیننگ کی ہے''...... نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اگر یہ دونوں میک اپ میں ہوتے تو ان کا اصل چہرہ مانیٹر سکرین پر آ جاتا''...... آسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جیک کی بات سن کر کیپٹن شکیل دل ہی دل میں مسکرا کر رہ گیا اور اس کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات چھا گئے۔ پاکیشیا سے روانہ ہوتے وقت عمران نے انہیں پلاسٹک سرجری کے میک اپ میں رہنے کی ہدایات کی تھیں تاکہ ان کا میک اپ کسی کیمیکل یا جدید میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکے اور نہ ہی کسی جدید کیمرے سے ان کا اصلی چہرہ سامنے آ سکے۔ اور وہی ہوا تھا ان دونوں کے چہروں کی سکیننگ کے باوجود ان کے اصل چہرے اوپن نہ ہو سکے تھے۔ کیپٹن شکیل راڈز کھولنے والا بٹن تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے بٹن نہ مل رہا تھا۔ پھر اس کے بازو اس انداز میں جکڑے گئے تھے کہ وہ اپنے ہاتھ بھی موڑ کر راڈز سے باہر نہ نکال سکتا تھا۔ اسی لمحے میز پر رکھے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ میکس بول رہا ہوں''...... نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں کرنل راسکر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو نوجوان، جس نے اپنا نام میکس بتایا تھا چونک پڑا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... میکس نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

''نوجوانوں کے بارے میں کچھ پتا چلا کہ وہ کون ہیں''...... کرنل راسکر نے پوچھا۔

''نو سر۔ میں نے ان کی سکیننگ کی ہے مگر وہ دونوں اصلی چہروں میں ہیں''...... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میکس۔ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے ممبروں کا شمار دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹوں میں ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے انہوں نے جدید میک اپ کیا ہوا ہو جسے کمپیوٹر ٹریس نہ کر رہا ہو۔ تم کسی ایک کو اے ون انجکشن لگا کر اس کے لاشعور سے معلومات حاصل کرو''...... کرنل راسکر نے کہا۔

''یس سر۔ میں اب وہی کر رہا ہوں''...... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ جلد سے جلد معلومات حاصل کر کے مجھے رپورٹ دو''...... کرنل راسکر نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو میکس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''آسٹن، اسے اے ون انجکشن لگاؤ''...... میکس نے آسٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... آسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کیپٹن شکیل اور تنویر کے عقب میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک سرنج اور لمبی گردن والی شیشی نکالی اور اس سرنج میں انجکشن بھرنے لگا۔ انجکشن بھرنے کے بعد اس نے شیشی واپس الماری میں رکھی اور سرنج لئے وہ کیپٹن شکیل کی طرف بڑھنے لگا۔

کیپٹن شکیل الجھن آمیز نظروں سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ لوگ اس کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔ آسٹن نے انجکشن کیپٹن شکیل کے دائیں بازو میں انجیکٹ کر دیا تو کیپٹن شکیل کو ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے دماغ کو کسی نے جکڑنا شروع کر دیا ہو۔ اس کے دماغ میں چیونٹیاں سی رینگ رہی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے خود کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیلتا چلا گیا۔ گو وہ ہوش میں تھا لیکن اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کا دماغ اس کے کنٹرول سے نکل گیا ہو۔ اب وہ لاشعوری کیفیت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ میکس اور آسٹن مسلسل کیپٹن شکیل کو دیکھ رہے تھے۔

''سر۔ اب آپ بات کر سکتے ہیں''...... آپریٹر نے کہا تو میکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... میکس نے کرخت لہجے میں کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مم۔ میرا۔ نن۔ نام۔ کک۔ کیپٹن۔ شش۔ شکیل ہے''...... کیپٹن شکیل نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا تو میکس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''تمہارے ساتھی کا کیا نام ہے''...... میکس نے پھر پوچھا۔

''اس کا نام تنویر ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''کیا تم دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... میکس نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں اسرائیل میں کیا کرنے آئے ہو''...... میکس نے کہا۔

''ہم اسرائیل میں ایک اہم مشن پر آئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوہ۔ کس مشن پر''...... میکس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''مشن کے بارے میں صرف عمران صاحب کو ہی پتا ہے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ عمران کہاں ہے۔ کیا وہ بھی اسرائیل آیا ہے''...... میکس نے چونکتے ہوئے پھر پوچھا۔

''ہاں۔ عمران صاحب اسرائیل پہنچ چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو میکس حیرت سے اچھل پڑا۔

''وہ اس وقت کہاں ہوگا''...... میکس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے معلوم نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے لاشعوری کیفیت میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم دونوں ایئرپورٹ سے نکل کر کہاں جا رہے تھے''...... میکس نے پوچھا۔

''عمران صاحب نے ہمیں ایئرپورٹ سے جیکسن کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو پندرہ پر پہنچنے کی ہدایت کی تھی''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ میکس چند لمحے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس۔ بولٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بولٹ۔ فوری طور پر جیکسن کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو پندرہ پر ریڈ کرو۔ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز عمران سمیت موجود ہیں اور انہیں گرفتار کر کے سیکشن سیون پر پہنچا دو۔ اگر وہ فرار ہونے کی کوشش کریں تو انہیں گولیوں سے بھون دیا جائے۔ میں سیکشن سیون پہنچ رہا ہوں''...... میکس نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ میں ابھی روانہ ہو رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بولٹ نے کہا تو میکس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

''آسٹن۔ اسے بے ہوش کر دو''...... میکس نے آسٹن سے مخاطب ہو کر کہا تو آسٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میکس اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆......☆......☆

عمران اور اس کے ساتھی کیپٹن شکیل اور تنویر کا انتظار کر رہے تھے۔ دو گھنٹے ہونے والے تھے لیکن وہ دونوں نہیں پہنچے تھے۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ باقی سب ساتھی بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور وہ عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں کہاں رہ گئے ہیں''..... صفدر نے کہا تو سوائے عمران کے سب نے بے اختیار چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔

''میرا خیال ہے کہ انہیں ٹیکسی نہیں مل رہی ہوگی''..... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ دونوں سیکرٹ ایجنٹ ہیں کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ وہ یقیناً کسی مشکل میں پھنس گئے ہوں گے''..... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے''..... صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران یوں چونک پڑا جیسے اسے کسی نے نیند سے جگا دیا ہو۔

''خیال۔ کیسا خیال۔ کیا میری شادی کا خیال آ رہا ہے سب کو''..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اور صالحہ کے ساتھ ساتھ جولیا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''لگتا ہے اسے شادی فوبیا ہو گیا ہے جو بات بات پر اپنی شادی کے بارے میں باتیں کرتا رہتا ہے''..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمر گزرتی جا رہی ہے اور یہی غم کھاتا جا رہا ہے مجھے۔ اس لئے مجھے ہر وقت شادی کا خیال آتا ہے لیکن صفدر کو میرا ذرا بھی خیال نہیں آتا''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب صفدر کو اپنی شادی کا خیال آئے گا تو وہ آپ کی شادی کے بارے میں بھی ضرور سوچے گا''..... صالحہ نے کہا تو عمران قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی سٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کا نام کارلوس تھا اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اسرائیل میں فارن ایجنٹ تھا۔ اس کا اصل نام تو ریحان تھا لیکن ایکسٹو نے اس کا کوڈ نام کارلوس رکھا تھا۔

''السلام علیکم''..... نوجوان نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام''..... سب نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو کارلوس''..... عمران نے کہا تو کارلوس ایک خالی صوفے پر بیٹھ گیا۔

''آپ سب کو یہاں پہنچنے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی''..... کارلوس نے کہا۔

''نہیں۔ ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی البتہ ہمارے دو ساتھی کیپٹن شکیل اور تنویر ابھی تک نہیں پہنچے۔ ہم ان کا انتظار کر رہے ہیں''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے وہ دونوں ساتھی بلیک ٹائیگرز کے ایجنٹوں کے ہتھے چڑھ گئے ہیں"..... کارلوس نے کہا تو عمران سمیت سب حیرت سے اچھل پڑے۔

"اوہ۔ وہ دونوں کیسے پکڑے گئے ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ میں نے چیف کو بتایا تھا کہ بلیک ٹائیگرز ایجنسی نے اپنے ایجنٹوں کو تمام داخلی راستوں پر پھیلا دیا ہے۔ بلیک ٹائیگرز ایجنسی کا ایجنٹ میکس اپنے ساتھیوں کے ساتھ ائیرپورٹ پر موجود تھا۔ ان کے پاس چیکنگ کے جدید آلات اور کراس ویژن گلاسز تھے۔ بلیک ٹائیگرز چونکہ سرکاری ایجنسی ہے اس لئے اس کے ایجنٹوں کو ہائی اختیارات دیئے گئے تھے۔ جب کیپٹن شکیل اور تنویر صاحب ائیرپورٹ سے باہر آ رہے تھے تو میکس کو ان پر شک ہو گیا تھا اس لئے اس کے حکم پر ان دونوں کو روک لیا گیا اور میکس ان دونوں کو بے ہوش کر کے نامعلوم مقام پر لے گیا ہے۔ میں نے معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ میکس انہیں کہاں لے گیا ہے لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی"..... کارلوس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا میکس وہی ہے جو حبشی کی نسل سے تعلق رکھتا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں یہ وہی ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت فعال اور ذہین سیکرٹ ایجنٹ ہے اس لئے بلیک ٹائیگرز ایجنسی آپ کے مقابلے میں اس کو لائی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں نے اپنے ساتھی کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے وہ جلد ہی یہ معلوم کر لے گا کہ میکس، کیپٹن شکیل صاحب اور تنویر صاحب کہاں لے گئے ہیں"..... کارلوس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک عمران کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا اور یکلخت اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل گیا۔ عمران نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے ہوش کر دینے والی گیس اتنی زود اثر تھی کہ عمران کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو کافی دیر تک اس کے دماغ میں دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ دھند صاف ہوتی چلی گئی اور اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے طویل سانس نکل گیا کیونکہ وہ راڈز والی کرسی سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں بھی راڈز سے جکڑی ہوئی تھیں۔ اس طرح وہ معمولی سی بھی حرکت کرنے کے قابل نہ رہا تھا البتہ اس کا سر دائیں بائیں اور قدرے آگے کی طرف جھک سکتا تھا۔

ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں گزرے ہوئے واقعات کسی فلم کے سین کی طرح گھومتے چلے گئے کہ وہ صفدر، صالحہ، جولیا اور کارلوس کے ساتھ کارلوس کی کوٹھی کے سٹنگ روم میں کیپٹن شکیل اور تنویر کا انتظار کر رہا تھا کہ یکلخت کمرے میں بے رنگ و بے بو گیس بھر گئی تھی اور عمران کا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہوا تھا اور پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیل گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اب عمران کو ہوش آیا تھا۔ اس نے سر گھما کر بائیں طرف دیکھا تو اس کے سارے ساتھی اور کارلوس بھی اس کی طرح راڈز والی کرسیوں میں جکڑے ہوئے تھے البتہ ان سب کے سر ایک سائیڈ پر ڈھلکے ہوئے تھے۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ پھر عمران نے دائیں طرف سر گھما کر دیکھا

تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے دائیں طرف کیپٹن شکیل اور تنویر بھی بے ہوشی کے عالم میں راڈز کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ بلیک ٹائیگرز کے ایجنٹوں نے کیپٹن شکیل اور تنویر سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور پھر کارلوس کی رہائش گاہ پر ریڈ کیا ہوگا۔ عمران نے کمرے کا جائزہ لیا تو یہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس کے درمیان چھت پر ایک بلب لگا ہوا جس کی روشنی ان سب پر پڑ رہی تھی۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران نے راڈز والی کرسی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ اس وقت بلیک ٹائیگرز کے قبضے میں ہیں لیکن وہ اس بات پر حیران تھا کہ انہیں اس انداز میں جکڑ کر زندہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی حالانکہ اسے اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن تصور کیا جاتا تھا۔ وہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک بھی کر سکتا تھا۔ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ابھی تک ایکریمی میک اپ موجود تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ان کا میک اپ ابھی واش نہیں کیا گیا کیونکہ یہ عام سا میک اپ نہیں تھا جو آسانی سے کسی بھی میک اپ واشر سے واش ہو سکتا۔ یہاں تک کہ جدید میک اپ واشر سے بھی ان کے میک اپ واش نہیں ہو سکتے تھے۔ عمران تو مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا لیکن اس کے ساتھی بدستور بے ہوش تھے۔ اس مرتبہ ان کے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ ان کے پاؤں میں راڈز میں جکڑے گئے تھے اور عمران باوجود کوشش کے اپنے جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہیں دے پا رہا تھا۔ عمران سوچنے لگا کہ وہ خود کو راڈز والی کرسی سے کیسے آزاد کرائے کہ اچانک اسے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ قدموں کی آوازوں سے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ آنے والے ایک سے زیادہ ہیں۔ عمران نے فوراً اپنی گردن اس طرح سائیڈ پر کر لی جیسے وہ یہ آنے والوں کو تاثر دینا چاہتا تھا کہ وہ بے ہوش ہے البتہ اس کی آنکھوں میں معمولی سی جھری موجود تھی تاکہ وہ آنے والوں کو دیکھ سکے۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور بلیک جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے پیچھے دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ لمبے قد والے نوجوان کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔

"ارے۔ یہ تو ابھی تک بے ہوش ہیں"...... بلیک جیکٹ والے نوجوان نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ جس گیس سے انہیں بے ہوش کیا گیا ہے اس کا اثر کم سے کم چار گھنٹے تک رہتا ہے۔ کیا میں انہیں ہوش میں لاؤں"...... ایک مسلح آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ باس میکس پہنچنے والے ہیں۔ وہ آ جائیں گے تو انہیں ہوش میں لایا جائے گا البتہ تم ان پر غائرانہ نظر رکھو۔ یہ بہت خطرناک ایجنٹ ہیں۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ راڈز کھول کر آزاد ہو جاتے ہیں اسی لئے ان کے پاؤں بھی راڈز میں جکڑے گئے ہیں تاکہ یہ ہوش میں آنے کے بعد خود کو آزاد نہ کرا سکیں لیکن اس کے باوجود تم ان پر کڑی نظر رکھنا اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد انہیں چیک کرتے رہنا"...... بلیک جیکٹ والے نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس۔ اگر یہ خطرناک لوگ ہیں تو باس میکس نے انہیں ہلاک کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا"...... دوسرے مسلح آدمی نے پوچھا۔

"یہ تو باس میکس ہی بتا سکتے ہیں۔ شاید انہوں نے ان سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ بہرحال تمہیں جو کہا ہے تم وہی کرو۔ باس

میکس غفلت برداشت نہیں کریں گے"...... بلیک جیکٹ والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس"...... پہلے مسلح آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ"...... بلیک جیکٹ والے نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے پیچھے دونوں مسلح آدمی بھی باہر چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا تو عمران نے آنکھیں کھول کر گردن سیدھی کر لی۔ عمران جانتا تھا کہ جس راڈز والی کرسی میں اسے جکڑا گیا تھا انہیں کھولنے کے لئے بہرحال بٹن موجود تھا۔ عمران جانتا تھا کہ وہ بٹن کرسی کی پشت پر لگا ہوا ہو گا۔ گو اس کے پاس وقت بہت کم تھا کیونکہ میکس کسی بھی لمحے وہاں پہنچ سکتا تھا اور عمران چاہتا تھا کہ وہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ آزاد ہو جائے چنانچہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں موڑ کر اپنے ہاتھوں کو اس انداز میں کر لیا کہ اس کی انگلیاں ہتھیلی میں چھپ گئیں۔ پھر عمران اپنے ہاتھوں کو کڑوں سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ گو اس عمل کے دوران اس کے ہاتھوں پر خراشیں آ گئی تھیں لیکن عمران اپنی کوشش میں لگا رہا لیکن باوجود کوشش کے وہ کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔

"یہ ہم کہاں موجود ہیں"...... اسی لمحے عمران کو صفدر کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کے دیگر ساتھی بھی آہستہ آہستہ ہوش میں آنے والے پراسس میں تھے اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد سب ہوش میں آ گئے۔ وہ سب حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

"یہ کون سی جگہ ہے"...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم بلیک ٹائیگرز کے کسی پوائنٹ پر موجود ہیں اور ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ میکس یہاں پہنچنے والا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم اس کے یہاں آنے سے پہلے ہی آزاد ہو جائیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارے تو پاؤں بھی راڈز میں جکڑے گئے ہیں ہم کیسے آزاد ہوں گے"...... جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

"جولیا، صالحہ۔ چونکہ تم دونوں نازک اندام لڑکیاں ہو اور تم دونوں کی کلائیاں بھی نرم و نازک ہیں اس لئے جس طرح تم تنگ چوڑیاں پہن لیتی ہو اسی طرح تم دونوں اپنے ہاتھوں کو موڑ کر راڈز سے نکالنے کی کوشش کرو۔ ہو سکتا ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ"...... عمران نے جولیا اور صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا تو صالحہ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی جبکہ جولیا نے منہ بنا لیا۔ پھر جولیا اور صالحہ دونوں اپنے ہاتھوں کو موڑ کر راڈز سے نکالنے کی کوشش کرنے لگیں۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور کارنوس بھی اپنے اپنے ہاتھ راڈز سے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا جب عمران اور اس کے ساتھی بری طرح پھنس گئے تھے ورنہ عمران ہر بار راڈز والی کرسی سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ نکال لیتا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ لڑکیوں کے ہاتھ نرم ہوتے ہیں اس لئے اسے امید تھی کہ جولیا یا صالحہ دونوں میں سے کوئی ایک اپنے ہاتھ راڈز سے نکالنے میں کامیاب ہو جائے گی اور پھر واقعی صالحہ اپنا دایاں ہاتھ راڈز سے نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔ گو اس کے ہاتھ پر بھی خراش آ گئی تھی جس سے خون رسنا شروع ہو گیا تھا لیکن اس نے اس کی پرواہ نہ کی۔

"ویری گڈ صالحہ۔ اب راڈز ہٹانے والا بٹن تلاش کرو۔ جلدی کرو۔ بٹن کرسی کے عقب میں ہوں گے"..... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صالحہ کرسی سے راڈز ہٹانے والا بٹن تلاش کرنے لگی۔ اس دوران جولیا بھی اپنا دایاں ہاتھ راڈز سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے بھی راڈز ہٹانے والا بٹن تلاش کرنا شروع کر دیا۔

"مجھے بٹن مل گیا ہے"..... اسی لمحے جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار چونک کر دیکھا۔ بٹن راڈز والی کرسیوں کی پشت پر لگا ہوا تھا۔ جولیا نے وہ بٹن دبایا تو کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے بائیں ہاتھ اور پاؤں سے راڈز غائب ہو گئے۔ جولیا اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اس نے پہلے صالحہ کو آزاد کرایا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھی جبکہ صالحہ، صفدر کی طرف بڑھی۔ آزاد ہوتے ہی عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سب ساتھی آزاد ہو گئے اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آج لڑکیوں نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو شاید ہم کبھی بھی ان راڈز سے آزاد نہ ہو سکتے۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ وجود زن سے ہے کائنات میں رنگ"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا اسلحہ بھی نکال لیا گیا ہے"..... تنویر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب کیا کرنا ہے"..... صفدر نے پوچھا۔

"یہاں جتنے بھی سرحضرات موجود ہوں ان پر قابو پاؤ اور ان کی جگہ سنبھال لو۔ میں میکس کا انتظار کرتا ہوں تاکہ اس سے سپر لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے انہیں تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"لگتا ہے میکس آ گیا ہے۔ تم سب دیواروں کے ساتھ چپک جاؤ"..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے قریب دیواروں سے چپک کر کھڑے ہو گئے اور اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اندر تین افراد داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ یہ وہی تھے جو تھوڑی دیر پہلے یہاں آئے تھے انہوں نے راڈز والی کرسیاں خالی دیکھیں تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔

"ارے یہ کیا۔ یہ کہاں غائب ہو گئے ہیں"..... ایک آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا مگر اسی لمحے صفدر اور کیپٹن شکیل عقاب کی مانند فضا میں اچھلتے ہوئے ان سے ٹکرا گئے۔ چند لمحوں کے بعد وہ تینوں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے مشین گنیں اٹھا لیں۔

"تم دونوں باہر کا چکر لگا آؤ۔ اگر یہاں مزید افراد موجود ہوں تو انہیں بے ہوش کر دینا۔ تنویر۔ تم گیٹ پر جاؤ اور جیسے ہی میکس یہاں آئے تو اسے بے ہوش کر کے یہاں لے آنا"..... عمران نے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ تینوں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ عمران فرش پر پڑے بے ہوش آدمیوں کے جیبوں کی تلاشی لینے لگا۔ دونوں افراد کی جیبوں میں

مشین پسٹل موجود تھے جو عمران نے نکال لئے۔ اس نے ایک مشین پسٹل جولیا کو دے دیا جبکہ دوسرا اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے صفدر اور کیپٹن شکیل کمرے میں داخل ہوئے۔

''عمران صاحب۔ یہ عمارت کوئی فارم ہاؤس ہے اور یہاں ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا''..... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ان کو راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دو''..... عمران نے کہا تو ان تینوں کو بھی راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دیا گیا۔ اسی لمحے عمران کو باہر گیٹ پر ایک جیپ کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''میکس آ گیا ہے۔ تم دونوں بھی تنویر کی مدد کے لئے چلے جاؤ''..... عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا تو وہ دونوں مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ تینوں اندر داخل ہوئے۔ تنویر نے اپنے کاندھوں پر ایک بے ہوش نوجوان کو لادا ہوا تھا۔ اس نے اس نوجوان کو راڈز والی کرسی پر بٹھا کر اسے راڈز سے جکڑ دیا۔ جب تنویر سامنے سے ہٹا تو عمران اس نوجوان کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

''یہ میکس نہیں ہے''..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا تم نے میکس کو دیکھا ہوا ہے''..... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں''..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اب اس کا انتظار کرو گے''..... جولیا نے کہا۔

''ہاں''..... عمران نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے میکس نہیں آئے گا''..... جولیا نے کہا۔

''ہاں''..... عمران نے ایک مرتبہ پھر اسی انداز میں کہا تو جولیا جھنجلا گئی۔

''یہ کیا تم نے ہاں ہاں کی رٹ لگا رکھی ہے۔ سیدھی طرح جواب کیوں نہیں دیتے''..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا جبکہ سوائے تنویر کے باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

''جانتی ہو تین بار ہاں ہاں کون کرتا ہے''..... عمران نے کہا۔

''نہیں''..... جولیا نے بے اختیار جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

''جب نکاح خواں گواہوں کے سامنے دلہن سے پوچھتا ہے کہ فلاں تمہیں قبول ہے تو دلہن ہاں کہتی ہے پھر نکاح خواں یہی الفاظ تین بار دوہراتا ہے اور دلہن تین بار ہر بار ہاں کہتی ہے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ اب میرے تین بار ہاں کہنے کا مطلب تم سمجھ سکتی ہو''..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت حیا کی سرخی چھا گئی اور وہ شرمانے لگی جبکہ باقی سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اب ان فضول باتوں کو چھوڑو۔ تم نے ان سے معلومات حاصل کرنی ہیں تو کرو اور اپنے ٹارگٹ کی طرف چلو"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ فضول باتیں نہیں ہیں جولیا۔ یہ بہت ہی اہم باتیں ہیں اور ایک روز ایسا آئے گا جب تم بھی تین بار ہاں ہاں کرو گی تو پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ فضول باتیں نہیں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا ایک مرتبہ پھر شرما گئی۔

"جب وقت آئے گا اس وقت دیکھا جائے گا"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو پھر میں امید رکھوں کہ تم تین بار ہاں ہاں کہہ دو گی تاکہ میرے دل کو تسلی رہے"...... عمران نے کہا۔

"بکواس بند کرو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اپنا چہرہ صالحہ کی طرف کر لیا۔

"یہ شخص یقیناً کوے کا مغز کھاتا ہے جو اتنا زیادہ بولتا ہے۔ خدا کی پناہ اس کی زبان تو رکنے کا نام ہی نہیں لیتی"...... تنویر نے زچ ہو کر کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میری زبان اس وقت رکے گی جب تم اپنے ہاتھوں سے بہن کو میرے ساتھ رخصت کرو گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا لیکن وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔

"عمران صاحب۔ پلیز۔ وقت ضائع نہ کریں"...... صفدر نے جب تنویر کو غصے ہوتے دیکھا تو اس نے عمران سے کہا۔

"عمران۔ صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم نے اس سے جو معلومات لینی ہیں لو اور یہاں سے نکل چلو"...... جولیا نے کہا۔

"صفدر، تنویر۔ تم دونوں باہر چلے جاؤ اگر کوئی اس طرف آئے تو اسے بھی بے ہوش کر کے لے آنا"...... عمران نے صفدر اور تنویر سے کہا تو وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"کیپٹن شکیل۔ اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ میں اس سے معلومات حاصل کر سکوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل آگے بڑھا اور اس نے راڈز والی کرسی میں جکڑے نوجوان کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند ہی لمحوں کے بعد نوجوان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو کیپٹن شکیل نے اس کا منہ اور ناک چھوڑ دیا۔ جیسے ہی اس کے ہوش میں آنے کا پراسس مکمل ہوا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور چھت کو دیکھتا رہا۔ جب اس کا شعور بیدار ہو گیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ کسمسا کر رہ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا اور پھر جب اس کی نظر فرش پر پڑے بے ہوش آدمیوں اور کرسی پر راڈز سے جکڑے نوجوان پر پڑی تو اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو گیا ہے"...... اس نوجوان نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔ عمران نے سائیڈ پر پڑی ایک کرسی اٹھا کر اس کے سامنے رکھی اور خود اس پر بیٹھ گیا۔ وہ نوجوان خوف بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں بھی چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ بے حد گھبرایا ہوا ہو۔

''تمہارا نام کیا ہے''..... عمران نے اس سے پوچھا۔

''بولٹ۔ میرا نام بولٹ ہے۔ مم۔ مگر تم کیا چاہتے ہو''..... بلیک جیکٹ والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر تم مجھ سے تعاون کرو گے تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا''..... عمران نے کہا۔

''تت۔ تت۔ تعاون۔ کک۔ کیسا تعاون۔ کیا تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے''..... بولٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے صحیح جواب دیئے تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا''..... عمران نے کہا۔

''کیا تم وعدہ کرتے ہو''..... بولٹ نے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بے حد گھبرایا ہوا ہو۔

''ہاں۔ میں وعدہ کرتا ہوں''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہو تم''..... بولٹ نے کہا۔

''میکس یہاں کیوں نہیں آیا''..... عمران نے کہا۔

''دراصل چیف باس کرنل راسکر نے انہیں یہاں آنے سے منع کر دیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ تم لوگوں کا جلد سے جلد خاتمہ ہو جائے اس لئے باس میکس نے جری کو حکم دیا کہ وہ تم سب کو فوراً ہلاک کر دے''..... بولٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم یہاں کیا کرنے آئے تھے''..... عمران نے پوچھا۔

''میں باس میکس کے حکم پر تم سب کی لاشیں لینے آیا تھا''..... بولٹ نے کہا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ بولٹ سچ کہہ رہا ہے۔

''تم نے ہماری لاشیں کہاں پہنچانی تھیں''..... عمران نے پوچھا۔

''سیکشن سیون پر''..... بولٹ نے بتایا۔

''سیکشن سیون کہاں ہے''..... عمران نے پوچھا۔

''بلیک کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو گیارہ ہی سیکشن سیون ہے اور باس میکس کا آفس اسی میں ہے''..... بولٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم نے سچ سچ بتا دیا ہے اس لئے تمہاری جان بچ گئی ہے۔ صفدر اسے ہاف آف کر دو''..... عمران نے پہلے بولٹ اور پھر صفدر سے کہا تو صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گنوں کا بٹ بولٹ کے سر پر مارا تو وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ عمران نے بولٹ کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے ریوالور، ایک سگریٹ کی ڈبیہ اور لائٹر برآمد ہوا۔ عمران نے ریوالور جیب میں ڈال لیا جبکہ اس نے غور سے اس لائٹر کو دیکھا جو لائٹر کے ساتھ ساتھ ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کو بھی آف کر دیا۔ اسی لمحے بولٹ کی جیکٹ کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے بولٹ کی جیکٹ کی جیب سے سیل فون نکال کر سکرین کی طرف

دیکھا تو سکرین پر باس میکس کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''باس۔ بولٹ بول رہا ہوں''...... عمران نے بولٹ کی آواز میں مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میکس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''یس باس''...... عمران نے پوچھا۔

''تم نے رپورٹ نہیں دی۔ کیا جرمی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیا ہے''...... میکس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں چند لمحے پہلے ہی یہاں پہنچا ہوں۔ جرمی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر چکا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی لاشیں لے کر فوراً میرے ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ میں خود ان لاشوں کو دیکھوں گا''...... میکس کی آواز سنائی دی۔

''اوکے باس۔ میں ان کی لاشیں لے کر آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لاشیں پہنچانے کے بعد میرے آفس آ جانا''...... میکس کی آواز سنائی دی۔

''یس باس''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔

''کیا تم اب میکس کے ہوٹل جاؤ گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھنا چاہئے''...... صالحہ نے کہا۔

''ٹارگٹ کی طرف بڑھنے کے لئے بھی ہمیں حتمی معلومات چاہئیں۔ میکس یقیناً سپر لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''بولٹ کس پر آیا تھا''...... عمران نے تنویر سے پوچھا۔

''یہ جیپ پر آیا تھا''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم سب میک اپ کر لو پھر یہاں سے نکل چلتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمارا میک اپ کا سامان بھی جیبوں میں موجود نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہمارا سامان اس الماری میں ہو گا۔ چیک کرو''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر دیکھا تو وہاں واقعی ان کا سامان موجود تھا۔ کیپٹن شکیل میک اپ کا سامان لئے وہاں پہنچ گیا۔ عمران نے بولٹ کا میک اپ کیا جبکہ صفدر، جولیا، صالحہ، تنویر اور کیپٹن شکیل نے میک اپ کر کے اپنی شکلیں بدل لیں۔ عمران نے جولیا اور صالحہ کو کمرے سے باہر بھیج دیا اور پھر انہوں نے اپنے لباس بولٹ، بلیک جیکٹ والے اور اس کے ساتھیوں کو پہنا دیئے جبکہ ان کے لباس خود پہن لئے۔

”جولیا اور صالحہ کو بلا لو“..... عمران نے صفدر سے کہا تو وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد جولیا، صالحہ اور صفدر کمرے میں آ گئے۔

”تم سب نے سیکشن سیون کے باہر موجود رہنا ہے۔ میں اندر جاؤں گا پھر جیسی صورت حال ہو گی ویسے ہی ایکشن لیا جائے گا“..... عمران نے سب کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”عمران صاحب۔ میرے لئے کیا حکم ہے“..... کارلوس نے پوچھا۔

”تم بھی اپنی رہائش گاہ پر چلے جانا۔ تمہارا بہت بہت شکریہ“..... عمران نے کہا تو کارلوس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی کی بیل بجتے ہی ریوالونگ چیئر پر نیم دراز میکس بے اختیار چونک پڑا۔ وہ اس وقت ہیڈ کوارٹر کے سیکشن سیون میں بنے اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کا آفس بہت بڑا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور وہ بولٹ کا انتظار کر رہا تھا۔

اس کے آدمیوں نے جیکسن کالونی کی ایک کوٹھی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو اغوا کر کے شہر سے دور ایک فارم پر پہنچا دیا تھا۔ دراصل میکس، عمران کو دیکھنا چاہتا تھا جس کی شہرت پوری دنیا میں بہت زیادہ پھیلی ہوئی تھی اور جس کے نام سے دنیا کی سیکرٹ ایجنسیاں کانپتی تھیں۔ میکس چاہتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے عمران کے سینے میں گولیاں اتارے تاکہ پھر وہ دنیا کے ایجنٹوں پر یہ ثابت کر سکے کہ اس جیسا اور کوئی ایجنٹ نہیں ہے۔ اس لئے اس نے جرمی سے کہا تھا کہ وہ جب پاکیشیائی ایجنٹوں کو فارم پر پہنچا دے وہ اسے اطلاع کر دے تاکہ وہ وہاں پہنچ کر اپنے ہاتھوں سے عمران کے سینے میں گولیاں اتارے۔ جب اسے جرمی نے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دیا گیا ہے تو وہ مطمئن ہو گیا تھا۔ وہ پھر فارم کی طرف جا ہی رہا تھا کہ راستے میں کرنل راسکر کا فون آ گیا تھا اور اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کے بارے میں پوچھا تو میکس نے بتا دیا تھا لیکن جب میکس نے یہ بتایا کہ ابھی تک اس کے آدمیوں نے اسے ہلاک نہیں کیا تو کرنل راسکر بہت غصے ہوا تھا۔ اس نے فوراً ہی میکس کو آرڈر کیا تھا کہ وہ وقت ضائع کئے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو گولیوں سے اڑا دے تب اس نے جرمی کو فون کر دیا تھا کہ وہ فارم پر نہیں آ رہا اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو گولیوں سے اڑا دے البتہ وہ بولٹ کو بھیج دیا تھا تاکہ وہ ان کی لاشیں ہیڈ کوارٹر لے آئے۔ اب وہ بولٹ کا ہی انتظار کر رہا تھا جس سے اس کی تھوڑی دیر پہلے ہی بات ہوئی تھی۔ بولٹ نے اسے بتایا تھا کہ جرمی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور وہ ان کی لاشیں لے کر آ رہا تھا۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میکس بے اختیار چونک پڑا۔ اس کا خیال تھا کہ بولٹ آ گیا ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... میکس نے سرد لہجے میں کہا۔

”کرنل راسکر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے کرنل راسکر کی آواز سنائی دی تو میکس بے اختیار چونک پڑا۔

''یس باس۔حکم باس''......میکس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میکس۔تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی رپورٹ نہیں دی''......کرنل راسکر کی آواز سنائی دی۔

''باس۔میرے آدمیوں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور بولٹ ان کی لاشیں لے کر آرہا ہے''......میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر بتا دیا کہ اس نے جری کو آرڈر کر دیا تھا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ جری نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہوگا''......کرنل راسکر کی آواز سنائی دی تو میکس بے اختیار چونک پڑا۔

''یس باس۔مجھے یقین ہے۔کیا آپ کو یقین نہیں ہے''......میکس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''دیکھو میکس۔پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ خاص طور پر عمران بہت مشہور ہے اسے آج تک دنیا کا کوئی بھی سیکرٹ ایجنٹ ہلاک نہیں کر سکا۔میں نے تمہیں بتایا تھا کہ عمران سے دنیا کے نامور سیکرٹ ایجنٹ اور بڑی بڑی مجرم تنظیمیں خوف زدہ رہتی ہیں۔بہر حال تم لاشوں کی اچھی طرح تسلی کر کے مجھے رپورٹ دو۔اور ہاں۔لیبارٹری میں خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے اس لئے تم فوراً فوڈز کا ایک ٹرک بھیج دو''......کرنل راسکر کی آواز سنائی دی۔

''اوکے باس۔میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کی لاشیں دیکھنے کے بعد آپ کو رپورٹ دیتا ہوں۔اور فوڈز کا ٹرک تھوڑی دیر تک روانہ کروا دیتا ہوں''......میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

''پتہ نہیں کرنل راسکر کو کیا ہو گیا ہے۔یہ عمران سے اس قدر خوفزدہ ہے کہ اگر عمران اس کے سامنے آگیا تو اسے ہارٹ اٹیک بھی ہو جائے گا۔حیرت کی بات ہے عمران ہلاک ہو گیا ہے لیکن کرنل کو یقین ہی نہیں آرہا۔ہونہہ''......میکس نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔میکس نے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی سے کریڈل دبایا اور پھر جیسے ہی ٹون آئی تو اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبرز پریس کر دیئے۔

''یس باس''......دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''البرٹ سے کہو کہ وہ فوڈز کا ٹرک تیار کرائے۔آج ہی فوڈز سپیشل پوائنٹ پر پہنچانی ہے''......میکس نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔پھر چند ہی منٹ گزرے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''......اس نے سرد لہجے میں کہا۔کرنل راسکر نے اس کا موڈ خراب کر دیا تھا۔

''باس۔بولٹ آگیا ہے''......دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے۔اسے میرے آفس بھیج دو''......میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔تھوڑی دیر کے بعد دروازے کے اوپر موجود ایک بلب جل اٹھا تو میکس نے کمپیوٹر سکرین کی طرف دیکھا۔اس کے کمرے کے دروازے پر بولٹ

کھڑا تھا۔ میکس نے میز کے کونے میں لگے بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کیا تو اسی وقت کمرے کا دروازہ میکانکی انداز میں کھل گیا اور بولٹ اندر داخل ہوا۔ بولٹ نے میکس کو سلام کیا تو میکس نے سر کی جنبش سے اس کے سلام کا جواب دیا۔

"بیٹھو"..... میکس نے کہا تو بولٹ میز کے آگے رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لاشیں ڈارک روم میں پہنچا دی ہیں"..... میکس نے پوچھا۔

"یس باس"..... بولٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں چیک کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ میں تصدیق کر کے کرنل راسکر کو رپورٹ دے دوں ورنہ اسے رات کو نیند بھی نہیں آئے گی"..... میکس نے کہا اور ساتھ ہی وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن بولٹ کرسی پر بیٹھا رہا۔

"باس۔ لاشیں بھی دیکھ لیجئے گا۔ اتنی کیا جلدی ہے"..... بولٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو میکس بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ بولٹ کا لہجہ اس مرتبہ بدلا ہوا تھا۔ وہ عمران تھا۔ میکس نے بجلی کی سی تیزی سے جیکٹ کی جیب سے ایک مشین پسٹل نکال لیا لیکن دوسرے ہی لمحے عمران نے بیٹھے بیٹھے ہی لات اس کے مشین پسٹل والے ہاتھ پر ماری تو اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل اڑتا ہوا ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ یہ سب اس قدر برق رفتاری سے ہوا تھا کہ میکس جیسا سپر ایجنٹ بھی حیران رہ گیا۔ میکس ابھی سنبھلا بھی نہیں تھا کہ دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور اس کا جسم ہوا میں اٹھتا ہوا اور ایک قلابازی کھا کر کمرے کے درمیان فرش پر بچھے ہوئے قالین پر ایک دھماکے سے گرا۔ میکس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ چونکہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے میکس کی چیخ باہر سنائی نہیں دی تھی ورنہ یقیناً کوئی نہ کوئی ادھر آ ہی جاتا۔ نیچے گر کر میکس نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور میکس کنپٹی پر لات کھا کر ایک مرتبہ پھر چیخا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم جھٹکا لے کر ساکت ہو گیا۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ پھر وہ میکس کی طرف بڑھا۔

عمران بھی حیران تھا کہ میکس سپر ایجنٹ تھا لیکن وہ اتنی آسانی سے ٹریپ ہو جائے گا یہ عمران کے لئے حیرت انگیز بات تھی۔ عمران نے میکس کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر رسی تلاش کرنے لگا۔ میز کی ایک دراز میں اسے رسی کا بنڈل مل گیا۔ عمران نے رسی سے میکس کے دونوں ہاتھ کرسی کی پشت کی طرف کر کے باندھ دیئے۔ اس کے بعد قالین پر پڑا میکس کا مشین پسٹل اٹھا کر وہ میکس کی طرف مڑا۔ اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور ایک کرسی اٹھا کر وہ میکس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے میکس کا ناک اور منہ بند کر دیئے۔ چند لمحوں کے بعد جب میکس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔ چند لمحوں کے بعد میکس کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ چند لمحے تو وہ لاشعوری انداز میں بیٹھا رہا پھر جب اس کا شعور بیدار ہوا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے اپنے سامنے بیٹھے عمران کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم یقیناً عمران ہو"..... میکس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یقیناً نہیں میں سو فیصد عمران ہوں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے۔ میرے ہیڈ کوارٹر میں میرے آدمی پھیلے ہوئے ہیں''..... میکس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بعد کی بات ہے کہ میں یہاں سے زندہ جا سکتا ہوں یا نہیں۔ فی الحال تم سپر لیبارٹری کے بارے میں بتاؤ۔ راماٹ کس میں وہ کہاں ہے''..... عمران نے کہا۔

''تم اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم میری زبان کھلوا لو گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ گو میں سپر لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہوں مگر میں تمہیں ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ تم تشدد سے میری زبان کھلوا سکتے ہو یہ بھی کر لو''..... میکس نے اس مرتبہ طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''کیا یہ تمہارا چیلنج ہے کہ تم مجھے سپر لیبارٹری کے بارے میں نہیں بتاؤ گے''..... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ میرا چیلنج ہے''..... میکس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''او کے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے میکس کی طرف دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی ہک کر کے میکس کی پیشانی پر ابھری ہوئی موٹی رگ پر ماردی تو میکس بے اختیار چونک پڑا۔ جیسے ہی عمران نے انگلی اس کی پیشانی پر ماری تھی تو اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔ گو اسے اپنے سر میں شدید تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کے منہ سے چیخ نہ نکلی۔ عمران خاموشی سے اسے اس کیفیت میں دیکھتا رہا۔ وہ سمجھ گیا کہ میکس قوت برداشت کا مالک ہے اس لئے وہ اس تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔ اگر اس کی جگہ کوئی عام ایجنٹ ہوتا تو وہ یقیناً اس تکلیف کو کسی صورت برداشت نہ کر سکتا۔ اب میکس کا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی پسینے کی بوندیں چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔ کافی دیر گزر گئی لیکن وہ اس تکلیف کو برداشت کئے بیٹھا رہا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی تو اس میں منہ پر چپکانے والی ٹیپ موجود تھی۔ عمران نے میکس کے منہ پر ٹیپ چپکائی اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... عمران نے میکس کی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔ عمران کو اپنی آواز میں بولتا دیکھ کر میکس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''باس۔ کرسٹل نے بتایا ہے کہ ٹرک تیار ہو گیا ہے''..... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ کرسٹل کو میرے پاس بھیج دو''..... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے عمران کو گھڑ گھڑ کی آواز سنائی دی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے میکس کی طرف پلٹا مگر میکس کرسی سمیت زمین میں غائب ہو چکا تھا اور زمین پر لوہے کی چادر برابر ہو گئی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ میکس جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا یقیناً اس کرسی میں خاص میکنیزم موجود تھا جس کی وجہ سے میکس کا ہاتھ اس میکنیزم کے

بٹن تک پہنچ گیا تھا اور اس طرح وہ کرسی سمیت تہہ خانے میں چلا گیا تھا۔ عمران کا اب وہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں تھا اس لئے وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسی لمحے دروازے پر دستک سنائی دی۔ عمران نے دروازہ کھولا تو باہر ایک نوجوان موجود تھا۔ اس نوجوان نے جب عمران کو دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ عمران اسے دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ کرسٹل تھا۔

''آؤ کرسٹل''...... عمران نے کہا تو کرسٹل اندر آ گیا۔ دروازہ خود ہی میکانکی انداز میں بند ہو گیا۔

''بولٹ۔ باس کہاں ہیں''...... کرسٹل نے پوچھا۔

''باس واش روم میں ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرسٹل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں جا رہا ہوں''...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور دروازے کے قریب پہنچتے ہی عمران نے پلٹ کر کرسٹل کی کنپٹی پر مکا رسید کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے کرسٹل کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

☆......☆......☆

راماث گن اسرائیل کا ایک چھوٹا سا ٹاؤن تھا جہاں آبادی بہت کم تھی۔ یہ سارا پہاڑی علاقہ تھا اور یروشلم سے چھ گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ اس کے پہاڑوں میں ایک بہت بڑی عمارت موجود تھی جہاں اسلحہ بنایا جاتا تھا۔ اس عمارت کی نگرانی کے لئے اسرائیل کی فوج متعین تھی۔ اسی عمارت سے کافی دور زمین دوز سپر لیبارٹری بنائی گئی تھی۔ سپر لیبارٹری ہر طرح سے فول پروف تھی اور وہاں تک پہنچنے کے لئے ایک سرنگ بنائی گئی تھی اور اس سرنگ میں باقاعدہ شٹل ٹرین استعمال کی جاتی تھی۔ سپر لیبارٹری اسرائیل کی بہت بڑی لیبارٹری تھی جہاں اسرائیل کے مایہ ناز اور ذہین سائنس دان کام کرتے تھے۔ پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر کاشان باقری کو بھی سپر لیبارٹری میں پہنچایا گیا تھا اور وہ اپنے سپیشل لیزر روبیین پر کام کر رہے تھے اور ان کی مدد اسرائیلی سائنس دان پروفیسر مائیکل کر رہا تھا۔ کرنل راسکر چاہتا تھا کہ پروفیسر کاشان باقری جلد سے جلد سپیشل لیزر روبیین پر کام کر کے ہتھیار تیار کر کے اس کے حوالے کر دے اس لئے اس نے پروفیسر مائیکل کی ان کے ساتھ ڈیوٹی لگا دی تھی۔

کرنل راسکر اس وقت سپر لیبارٹری میں اپنے آفس میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا کافی دیر سے میکس کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''میکس آخر جواب کیوں نہیں دے رہا''...... کرنل راسکر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور میکس کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی لیکن میکس نے کال رسیو نہ کی۔ کرنل راسکر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''میکس کال رسیو کیوں نہیں کر رہا''...... کرنل راسکر نے ایک مرتبہ پھر خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے کال منقطع کی اور ایک مرتبہ پھر اس نے میکس کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس مرتبہ بھی دوسری طرف بیل جاتی رہی لیکن میکس نے

کال رسیو نہ کی۔ اب تو کرنل راسکر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے دائیں ہاتھ کی انگلی سے کریڈل دبایا اور جیسے ہی ٹون آئی تو اس نے کارٹر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کارٹر بول رہا ہوں"..... کال رسیو ہوتے ہی دوسری طرف سے کارٹر کی آواز سنائی دی۔

"کرنل راسکر سپیکنگ"..... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم باس"..... اس مرتبہ کارٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کارٹر۔ کہاں ہو اس وقت"..... کرنل راسکر نے پوچھا۔

"باس۔ میں اس وقت برائٹ ہوٹل میں موجود ہوں"..... کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کارٹر۔ میکس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کیا ہے اور اس نے لاشوں کی تصدیق کر کے مجھے رپورٹ دینی تھی میں کافی دیر سے میکس کو کال کر رہا ہوں لیکن وہ میری کال رسیو نہیں کر رہا۔ معلوم کرو کہ میکس کہاں ہے اور میری کال رسیو کیوں نہیں کر رہا"..... کرنل راسکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں"..... کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ ابھی اسے ٹہلتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل راسکر بے اختیار چونک پڑا اور پھر وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل راسکر سپیکنگ"..... کرنل راسکر نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں میکس بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے میکس کی آواز سنائی دی۔

"میکس۔ میں کافی دیر سے تمہیں کال کر رہا ہوں لیکن تم میری کال ہی رسیو نہیں کر رہے تھے۔ کہاں تھے تم اور تم نے مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی کہ کیا وہ لاشیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی تھیں"..... کرنل راسکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہیں"..... دوسری طرف سے میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پاؤں میں سپرنگ فٹ ہو گئے ہوں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ تمہارے ساتھیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے پھر وہ کس کی لاشیں تھیں"..... کرنل راسکر نے کہا۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کسی طرح راڈز والی کرسیوں سے آزاد ہو کر میرے ماتحتوں کو ہلاک کر دیا تھا اور جب بولٹ وہاں پہنچا تو انہوں نے اس پر قابو پا لیا اور عمران بولٹ کے میک اپ میں میرے آفس میں آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے لاشیں ڈارک روم میں پہنچا دی ہیں۔ میں ڈارک روم میں لاشیں دیکھنے چلا گیا تھا اس دوران کرسٹل میرے آفس میں آیا تو عمران نے اس پر

تشدد کر کے سپر لیبارٹری کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کرسٹل کو چونکہ سپر لیبارٹری کے بارے میں معلوم نہیں تھا اس لئے وہ اسے کیا بتاتا البتہ اس نے یہ بتا دیا کہ ہر ماہ فوڈز کا ایک ٹرک راماٹ گن کی پہاڑیوں میں بنے سپیشل پوائنٹ پر جاتا ہے۔ یہ سب مجھے کرسٹل نے بتایا ہے۔ ڈارک روم میں کوئی لاش موجود نہیں تھی اس لئے مجھے شک پڑا اور میں جب واپس اپنے آفس میں آیا تو عمران وہاں سے جا چکا تھا۔ پھر میں نے گودام میں فون کر کے معلوم کیا تو گودام انچارج برائن نے بتایا کہ کرسٹل تھوڑی دیر پہلے ہی گودام سے فوڈز سے بھرا ٹرک لے کر روانہ ہو گیا ہے"...... میکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل راسکر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران کے ہاتھوں قابو ہونے اور کمرے سے کرسی سمیت تہہ خانے میں جانے کے بارے میں میکس بات گول کر گیا تھا۔

"تو پھر اب تم نے کیا ایکشن لیا ہے۔ اس طرح تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سپر لیبارٹری تک پہنچ سکتی ہے"...... کرنل راسکر نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کے پیچھے جا رہا ہوں۔ میں انہیں کسی بھی صورت سپیشل پوائنٹ پر نہیں پہنچنے دوں گا"...... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں۔ انہیں کسی بھی صورت بچنا نہیں چاہئے"...... کرنل راسکر نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں۔ وہ چند لمحے اسی حالت میں بیٹھا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس"...... دوسری طرف سے چند لمحوں کے بعد ایک پتلی سی آواز سنائی دی۔

"کرنل راسکر سپیکنگ۔ چیف آف دی بلیک ٹائیگرز"...... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ میں جیکسن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے اس بار بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ جیکسن سپیشل پوائنٹ کا انچارج تھا۔

"جیکسن۔ اپنے تمام ساتھیوں کو الرٹ کر دو۔ پاکیشیائی ایجنٹ اشیائے خورد و نوش سے بھرے ٹرک پر سوار ہو کر سپیشل پوائنٹ کی طرف آ رہے ہیں۔ اگر وہ سپیشل پوائنٹ کی طرف آنے کی کوشش کریں تو ٹرک کو میزائل سے اڑا دیا جائے"...... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔ میں ابھی تمام کمانڈوز کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ ایک بھی پاکیشیائی ایجنٹ زندہ واپس نہیں جا سکے گا"...... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ پاکیشیائی ایجنٹ حد درجہ خطرناک ہیں۔ اگر یہ سپیشل پوائنٹ تک پہنچ گئے تو پھر یہ سپر لیبارٹری میں بھی پہنچ جائیں گے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی"...... کرنل راسکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

☆......☆......☆

ایک ٹرک تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر آنکھیں بند کئے نیم دراز تھا۔ جولیا، تنویر، صالحہ اور کیپٹن شکیل پچھلی نشستوں پر بیٹھے تھے۔ عمران کرسٹل کے میک اپ میں تھا۔ عمران میکس کے کمرے سے نکل کر راہداری میں جا رہا تھا کہ اسے وہاں ایک نوجوان مل گیا تھا جس نے عمران کو کرسٹل سمجھا تھا اور اس نے کہا تھا کہ ٹرک تیار ہے اس لئے وہ اس کے ساتھ چلے۔ چنانچہ عمران اس کے ساتھ گودام میں گیا تھا جہاں ایک فوڈز کا ٹرک موجود تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ وہ نوجوان بیٹھ گیا تھا جبکہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر ٹرک میکس کے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر سڑک پر آیا تو ایک سائیڈ پر اس کے ساتھی موجود تھے جو مختلف ٹولیوں کی صورت میں کھڑے تھے۔ اسی لمحے عمران نے ڈرائیور کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور پھر اس کے ساتھی ٹرک میں سوار ہو گئے اور صفدر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ پھر تھوڑی دور جانے کے بعد عمران نے نوجوان کو ہوش میں لا کر اس سے راماٹ گن میں سپر لیبارٹری کی طرف جانے والے رستے کے بارے میں معلوم کیا اور اسے بے ہوش کر راستے میں جھاڑیوں میں پھینک دیا تھا۔ اب عمران اطمینان بھرے انداز میں سو رہا تھا جبکہ تنویر اسے دیکھ دیکھ کر برے منہ بنا رہا تھا۔ اچانک صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ویگن مسلسل ان کے تعاقب میں آ رہی تھی۔ صفدر کو یاد تھا کہ جب اس نے ٹرک کو عمران کے کہنے کے مطابق اس سڑک کی طرف موڑا تھا تو وہ ویگن بھی اسی طرف مڑ آئی تھی۔

”صفدر۔ کیا ہم صحیح راستے پر جا رہے ہیں“..... جولیا نے صفدر سے کہا۔

”پتہ نہیں۔ یہ تو عمران صاحب کو معلوم ہو گا۔ مجھے تو انہوں نے صرف یہی بتایا تھا کہ میں اس راستے پر ٹرک چلاتا رہوں اس لئے میں ٹرک چلائے جا رہا ہوں“..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو ایسے سو رہا ہے جیسے اسے مشن کی فکر ہی نہ ہو“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اسے اٹھاؤ صفدر۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اصل ٹارگٹ کی بجائے کسی اور راستے کی طرف جا رہے ہوں“..... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران صاحب“..... اسی لمحے صفدر نے عمران کو آواز دی مگر عمران بدستور سوتا رہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے اس کی آواز سنی ہی نہ ہو۔ صفدر نے دوسری بار آواز دی تب بھی عمران نے آنکھیں نہ کھولیں۔

”عمران صاحب تو جواب ہی نہیں دے رہے“..... صفدر نے کہا۔

”یہ یقیناً مکر کر رہا ہو گا۔ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب“..... صفدر نے اس مرتبہ عمران کو جھنجوڑ کر بلاتے ہوئے کہا تو عمران ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا ہو گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ میں آپ کو جگا رہا تھا“..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کبھی تو سونے دیا کرو۔ بہت اچھا خواب دیکھ رہا تھا''..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ لوگ تو راتوں کو خواب دیکھتے ہیں اور آپ دن میں خواب دیکھ رہے ہیں''..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خواب، خواب ہوتے ہیں چاہے وہ دن میں دیکھے جائیں یا رات کو''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ایک ویگن مسلسل ہمارا تعاقب کر رہی ہے''..... صفدر نے کہا تو عمران نے منہ بنا لیا۔

''بس۔ یہی بتانے کے لئے تم نے مجھے جگایا ہے''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ پلیز۔ سنجیدہ ہو جائیں''..... صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔

''صفدر یار جنگ بہادر۔ اگر کوئی ویگن ہمارا تعاقب کر رہی ہے تو کرنے دو۔ تمہارا کیا جا رہا ہے''..... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ بلیک ٹائیگرز کو معلوم ہو گیا ہے کہ اس ٹرک میں ہم سوار ہیں''..... صفدر نے بدستور سنجیدہ لہجے میں بیک ویو مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم ٹرک چلاتے رہو اور کوشش کرو کہ ویگن آگے نہ نکل سکے۔ اگر ویگن آگے نکلنے کی کوشش کرے گی تو پہلے وہ ہارن دے گی۔ اگر یہ ہارن نہ دے تو اسے آگے نہ نکلنے دینا کیونکہ یہ ڈرائیونگ کا اصول ہے۔ ہمارے پاکیشیا میں ٹرکوں، ڈالوں اور ٹریکٹروں پر یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں کہ ہارن دو اور راستہ لو۔ اور جو ہارن دیتا ہے وہ راستہ لے لیتا ہے اور جو ہارن نہیں دیتا وہ راستہ نہیں لیتا۔ اس کے علاوہ ان پر مزید یہ الفاظ بھی لکھے ہوتے ہیں جلنے والے کا منہ کالا، ماں کی دعا جنت کی ہوا''..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔ جولیا اور تنویر برے برے منہ بنا رہے تھے جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل اور صالحہ مسکرا رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ پلیز۔ سنجیدہ ہو جائیں۔ یہ بہت سیریس معاملہ ہے''..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا کیپٹن شکیل۔ تم کہتے ہو کہ میں سنجیدہ ہو جاتا ہوں ورنہ آج میرا سنجیدہ ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا''..... عمران نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے بھی متعاقب ویگن کو بیک ویو مرر میں دیکھ لیا تھا۔

''وہ کیوں عمران صاحب''..... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ میں سنجیدہ رہ رہ کر بے زار ہو گیا ہوں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل مسکرا دیئے جبکہ تنویر کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

''عمران۔ تم سیریس ہوتے ہو یا نہیں''..... اسی لمحے جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''دیکھو جولیا۔ سینڈل مت اتارنا۔ اگر تمہارا سینڈل مجھے لگنے کی بجائے باہر جا گرا تو پھر وہ ملے گا بھی نہیں اور نہ ہی تمہارے پاس دوسرا سینڈل ہے۔ اس لئے تمہارا سینڈل بچانے کے لئے میں سیریس ہو رہا ہوں''..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا منہ بنا کر باہر کی طرف دیکھنے لگی جبکہ سوائے تنویر کے باقی سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ سے باتوں میں جیتنا بہت مشکل ہے''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس شخص کی زبان تو قینچی سے بھی زیادہ تیز چلتی ہے''...... تنویر نے کہا تو سب ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''صفدر۔ تم ٹرک کی رفتار میں اضافہ کر دو۔ اور تم سب اپنی اپنی مشین گنیں نکال کر الرٹ ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ متعاقب وین میں موجود لوگ ہم پر فائرنگ کریں''...... اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں پہلے صفدر اور پھر دوسرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو تمام ساتھی اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگے جبکہ صفدر نے ٹرک کی رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے بیک ویو مرر میں دیکھا تو متعاقب وین نے بھی اپنی رفتار میں اضافہ کر دیا تھا اور وہ لحہ بہ لحہ ٹرک کے قریب آ رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی بات ہوتی اسی وقت متعاقب وین سے ٹرک کی باڈی پر گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں تو جولیا، تنویر، صالحہ اور کیپٹن شکیل بھی ٹرک کی کھڑیوں کی آڑ لے کر متعاقب وین پر گولیاں برسانے لگے۔ صفدر انتہائی مہارت کے ساتھ ٹرک چلا رہا تھا۔ اسی لمحے ایک بار پھر گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور پھر اچانک ایک گولی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے ٹرک کے پچھلے پہیے کے ٹائر میں لگی تو ایک دھماکہ ہوا اور ٹائر برسٹ ہو گیا۔ جیسے ہی ٹائر برسٹ ہوا تو ٹرک کا بیلنس یکدم غیر متوازن ہو گیا اور ٹرک ادھر ادھر ہونے لگا جسے صفدر سنبھالنے کی پوری کوشش کر رہا تھا مگر ٹرک اس سے بے قابو ہو گیا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہ ایک جھٹکے سے سڑک سے کچی زمین کی طرف اترا اور توازن برقرار نہ ہونے کی وجہ سے دائیں طرف گہرائی میں گر کر دائیں طرف ایک دھماکے سے الٹ گیا۔ ٹرک الٹنے کی وجہ سے عمران، صفدر، تنویر، جولیا، صالحہ اور کیپٹن شکیل کھڑکی کی طرف ایک دوسرے کے اوپر جا گرے۔ تنویر عمران کے اوپر جا گرا تھا اور عمران کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

''ظالم۔ تم نے میری پسلی توڑ دی ہے۔ ہائے۔ ہائے''...... عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے''...... اسی لمحے صفدر نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

''مجھے کچھ نہیں ہوا۔ تم سب جلدی سے باہر نکلو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اسی وقت انہیں وین کے پہیوں کی چرچراہٹ کی آواز سنائی دی پھر دوسرے ہی لمحے انہیں وین کے دروازے کھلنے اور دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔ صفدر نے بڑی مشکل سے اپنی طرف والا دروازہ کھولا اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے باری باری اترنے لگے جبکہ عمران ٹرک میں ہی رہا۔ اس نے دیکھا کہ آٹھ سیاہ پوش ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ٹرک کی طرف دوڑے چلے آ رہے تھے۔ عمران نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی چار افراد وہیں ڈھیر ہو گئے جبکہ باقی چار سیاہ پوشوں نے ادھر ادھر خودرو جھاڑیوں میں چھلانگیں لگا دیں جس کی وجہ سے وہ گولیاں لگنے سے بچ گئے تھے۔ عمران چند لمحے ٹرک میں بیٹھا رہا پھر وہ بھی پلٹ کر ٹرک سے اتر گیا۔

''ٹرک کو میزائل سے اڑا دو''...... اسی لمحے عمران کو ایک آواز سنائی دی۔

''بھاگو''...... عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ سب بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف دوڑنے لگے۔

''وہ بھاگے جا رہے ہیں۔ گولیاں چلاؤ ان پر''...... عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک مرتبہ پھر کسی سیاہ پوش کی چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔ وہ سیاہ پوش بھی تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کے پیچھے آ رہے تھے۔ دوڑنے کے ساتھ ساتھ وہ ان پر گولیاں بھی چلا رہے تھے لیکن خوش قسمتی سے کسی کو بھی گولی نہیں لگی تھی اور پھر وہ درختوں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اسی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازیں سنائی دیں اور ان پر گولیاں برسائی جانے لگیں۔ درختوں کے قریب پہنچتے ہی وہ سب درختوں کی اوٹ میں چھپ گئے اور وہ بھی سیاہ پوشوں پر فائرنگ کرنے لگے۔ سیاہ پوش بھی ادھر ادھر درختوں کی اوٹوں میں چھپ گئے تھے اور باہر نکل کر ان پر فائرنگ کرتے اور درخت کی اوٹ میں ہو جاتے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے پشت سے اپنا بیگ اتار کر اسے گھاس پر رکھا اور اس کی زپ کھولی اور ایک دستی بم نکال کر دانتوں سے اس کی پن کھینچی اور اسے سیاہ پوشوں کی طرف پھینک دیا۔ دوسرے ہی لمحے ایک دھماکا ہوا اور دھوئیں کے بادل چھا گئے۔ عمران کے ساتھیوں نے بھی اپنے اپنے بیگوں سے بم نکال کر اس طرف پھینک دیئے جدھر سیاہ پوش موجود تھے۔ اسی لمحے انہیں وین کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں کے بعد وہ ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔ جب دھواں چھٹ گیا تو انہوں نے دیکھا کہ وین وہاں سے جا چکی تھی۔ وہ سب درختوں کے پیچھے سے باہر نکل آئے۔

''مقابلہ کئے بغیر ہی بھاگ گئے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہودی بہت بزدل ہوتے ہیں۔ یہ صرف اسلحہ کے بل بوتے پر مسلمانوں اور اپنے سے کم طاقتور پر ظلم ڈھاتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب کیا کرنا ہے۔ کیا ٹرک کو گڑھے سے نکالنا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ٹرک کو گڑھے سے نکالتے ہوئے ہمیں کافی وقت لگ جائے گا اور میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ دوسرے بلیک ٹائیگرز کے ایجنٹ ہماری تلاش میں پہنچ جائیں گے۔ ہم پیدل ہی آگے بڑھتے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اس نے جیب سے نقشہ نکال کر اس کا چند لمحے بغور جائزہ لیا اور دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

''چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب جنگل کی طرف بڑھ گئے۔

جنگل میں بلند و بالا اور گھنے درختوں کا ایک وسیع و عریض سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ اردگرد خودرو جھاڑیوں کی بھی بہتات تھی۔ وہ سب چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ابھی وہ جنگل کے وسط میں ہی پہنچے تھے کہ اچانک انہیں ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ سب ٹھٹک کر رک گئے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز کبھی ہوا کے دوش پر تیز ہو جاتی اور کبھی مدھم۔ درخت چونکہ گھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس لئے انہیں ہیلی کاپٹر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ ہماری تلاش شروع ہو گئی ہے۔ تیز تیز چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا تو اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔

ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ قریب آتا جا رہا تھا اور اس کی آواز اب واضح سنائی دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر درختوں کے اوپر

پہنچ گیا تو سورج کی روشنی میں اس کی پرچھائیاں درختوں سے ہوتی ہوئی زمین پر پڑنے لگیں۔ وہ بلیک کلر کا کوبرا ہیلی کاپٹر تھا جس کی پرواز خاصی نیچی تھی اور اس کے دروازے پر میکس آنکھوں سے دوربین لگائے جنگل میں دیکھنے میں مصروف تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی دو مشین گن بردار کمانڈوز بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میکس کو دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ عمران کی ہدایت پر وہ سب ادھر ادھر درختوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر دور ہوتا چلا گیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر دور ہوا تو عمران اور اس کے ساتھی آگے بڑھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر تھوڑی دور جانے کے بعد واپس مڑا اور اس طرف آنے لگا جس طرف عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

''لگتا ہے میکس نے ہمیں ٹریس کر لیا ہے۔ سب لوگ درختوں کے پیچھے چھپ جاؤ۔ جلدی''..... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو سب بجلی کی سی تیزی سے درختوں کے پیچھے چھپ گئے۔ عمران بھی ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر ہلکی رفتار میں ان درختوں کے اوپر سے گزرنے لگا جن درختوں کی اوٹ میں وہ سب چھپے ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ میکس کو ان کی وہاں موجودگی کا شک ہو گیا ہے اس لئے ہیلی کاپٹر کی پرواز اب پہلے سے بھی زیادہ نیچی ہو گئی تھی اور اب میکس کے ساتھ ایک کمانڈو بھی آنکھوں پر دوربین لگائے زمین کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''باس۔ مجھے ایک پاکیشیائی ایجنٹ کی شرٹ نظر آئی ہے۔ یہ دیکھیں''..... اسی لمحے عمران کو ایک اسرائیلی نوجوان کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے سر باہر نکال کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا تو وہ دونوں تنویر کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''اس جگہ بم پھینکو۔ پاکیشیائی ایجنٹ اسی جگہ چھپے ہوئے ہیں''..... عمران کو میکس کی آواز سنائی دی۔

''دوڑو''..... عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگے۔ اسی لمحے ایک بم زمین پر گرا اور زوردار دھماکے سے پھٹ گیا اور ارد گرد موجود جھاڑیوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ چونکہ وہ کافی آگے نکل گئے تھے اس لئے وہ بم سے محفوظ رہے تھے۔ میکس نے شاید انہیں دوڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس لئے ہیلی کاپٹر بھی آہستہ آہستہ پرواز کرتا ہوا ان کے پیچھے آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر جلد ہی ان کے اوپر پہنچ گیا اور پھر ہیلی کاپٹر سے بم نکل کر ان پر گرنے لگے۔ جنگل کی فضا زوردار دھماکوں سے گونج اٹھی تھی۔ عمران کے کہنے پر ان سب نے دوڑنے کی رفتار تیز کر لی تھی لیکن ہیلی کاپٹر سے مسلسل بمباری ہو رہی تھی۔ یہ ان سب کی خوش قسمتی تھی کہ ابھی تک وہ بم سے محفوظ تھے البتہ جنگل آگ کے شعلوں میں گھرتا جا رہا تھا۔ دوڑتے دوڑتے جیسے ہی درختوں میں خلا نظر آیا تو عمران یکلخت رک گیا اور اس نے مشین گن کا رخ ان کی طرف فائرنگ شروع کر دی۔ میکس کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے دو ساتھیوں کو گولیاں لگیں اور وہ چیختے ہوئے ہیلی کاپٹر سے گر کر نیچے زمین پر ایک دھماکے سے آ گرے البتہ میکس بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کے اندر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے گولیاں اسے لگنے کی بجائے ہیلی کاپٹر کی باڈی کو لگیں۔ ہیلی کاپٹر فضا میں معلق ہو گیا تھا پھر عمران کو میکس دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے مشین گن کا رخ عمران کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور فضا ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی گونج اٹھی۔ عمران پہلے ہی دائیں طرف چھلانگ لگا چکا تھا اس لئے گولیاں اس کے دائیں بائیں اور سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی درختوں کے تنوں میں لگیں۔ عمران کے

ساتھی بھی درختوں کی اوٹوں میں ہو کر ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کر رہے تھے۔ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر اوپر کی طرف اٹھتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو چیختے ہوئے آگے کی جانب دوڑنے کا کہا اور پھر وہ سب آگے کی جانب دوڑ پڑے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں کافی بلندی پر پہنچ گیا تھا اور عمران دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کر رہا تھا اور ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہوا سیکس اور اس کے ساتھی بھی مسلسل ان پر مشین گنوں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ ساتھ ہی ایک مرتبہ پھر ہیلی کاپٹر سے بمباری ہونے لگی لیکن اس مرتبہ بھی وہ سب بمباری سے محفوظ رہے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اسی وقت کان پھاڑ دھماکا ہوا اور انہوں نے فضا میں چھلانگیں لگا دیں اور وہ ہوا کے پریشر کی وجہ سے اڑتے ہوئے ادھر ادھر دور جا گرے۔ دھماکے کے ساتھ ہی درختوں اور جھاڑیوں میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔

''اس طرف آجاؤ''...... عمران نے پھر چیخ کر کہا اور اس نے دائیں طرف دوڑ لگا دی۔ اس کے ساتھی بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کے پیچھے آنے لگے جبکہ ہیلی کاپٹر بمباری کرتے ہوئے آگے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک مرتبہ پھر ہیلی کاپٹر سے بمباری ہوئی لیکن وہ بمباری سے تو محفوظ رہے البتہ تنویر کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی اور وہ زمین پر گر گیا۔ عمران سمیت سب بے اختیار رک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دوسرے ہی لمحے عمران دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ تنویر چونکہ سب سے پیچھے تھا اس لئے بم کے ٹکڑے اس کی بائیں ٹانگ میں لگے گئے تھے جس کی وجہ سے وہ زخمی ہو گیا تھا اور زمین پر لیٹا تکلیف کی شدت سے کراہ رہا تھا۔ اس کی ٹانگ سے خون نکل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر اسے سنبھالا اور اس کے گال تھپتھپانے لگا۔

''تنویر۔ ہوش میں رہو۔ تنویر''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن تنویر کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔ جولیا بھی دوڑتی ہوئی ان کے قریب آ گئی۔

''تنویر۔ تنویر۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔ ہوش میں آؤ''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''م۔ م۔ میری۔ ٹ۔ ٹ۔ ٹانگ۔ م۔ میں''...... تنویر نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا اور وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ عمران اس کی زخمی ٹانگ کا جائزہ لینے لگا۔ اسی لمحے عمران کے دیگر ساتھی بھی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔

''کیا ہو گیا ہے تنویر کو''...... صفدر نے پوچھا۔

''اس کی ٹانگ میں بم کے ٹکڑے گھس گئے ہیں۔ اگر انہیں بروقت نہ نکالا گیا تو اس کی ٹانگ میں زہر پھیل سکتا ہے''...... عمران نے تنویر کی ٹانگ کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔

''تو پھر اس کی ٹانگ سے بم کا ٹکڑا نکالو۔ جلدی کرو''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن پہلے ہمیں کسی محفوظ جگہ پر پہنچنا ہوگا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تنویر کو اٹھا کر اپنے کاندھے

پر لاوا اور آگے بڑھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر بدستور فضا میں موجود تھا اور وہ ادھر ادھر بمباری کر رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی اب دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے کافی دور نکل آئے تھے۔ کافی دور آنے کے بعد عمران رک گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے کسی محفوظ جگہ کی تلاش تھی تاکہ وہ تنویر کی زخمی ٹانگ سے بم کا ٹکڑا نکال سکے۔ عمران کے ساتھی بھی ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ پھر عمران، تنویر کو اٹھائے ایک درخت کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے انہیں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی جو زمین پر اتر رہا تھا۔

''تم لوگ خیال رکھو۔ بلیک ٹائیگرز کے ایجنٹ یقیناً ہماری تلاش میں آئیں گے۔ اگر وہ اس طرف آئیں تو انہیں کسی صورت زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ میں تنویر کی ٹانگ سے بم کا ٹکڑا نکال لوں''..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران نے اپنی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور تنویر کی ٹانگ سے بم کا ٹکڑا نکالنے لگا۔ تنویر کی ٹانگ کافی زخمی تھی اور خون بھی کافی بہہ گیا تھا۔ گو وہ بے ہوش تھا لیکن جب عمران نے خنجر اس کی ٹانگ میں گھسیڑا تو اس کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی اور وہ ادھر ادھر سر مارنے لگا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں عمران کو معلوم تھا کہ اگر تنویر کی ٹانگ سے بم کا ٹکڑا نکالنے میں ذرا بھی مزید دیر ہو گئی تو بم کے ٹکڑے میں موجود کیمیکل کے اثرات اس کی ٹانگ کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد عمران اس کی ٹانگ سے بم کا ٹکڑا نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔

''جولیا۔ میڈیکل باکس نکالو''..... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اپنی پشت سے بیگ اتار کر زمین پر رکھا اور اس میں میڈیکل باکس نکال کر عمران کے حوالے کر دیا۔ عمران نے میڈیکل باکس کھولا اور پھر تنویر کی زخمی ٹانگ کی زخم کی بینڈیج کرنے لگا۔ جولیا خاموشی سے عمران کے قریب بیٹھی اسے بینڈیج کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اچانک انہیں گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سمجھ گئے کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور صالحہ کی میکس اور اس کے ساتھیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی ہے۔ وقفے وقفے سے گولیاں چل رہی تھیں اور یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ اس دوران عمران نے تنویر کی ٹانگ کی بینڈیج کر دی اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔

''اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے''..... عمران نے جولیا سے کہا۔

''اب کیا کرنا ہے''..... صفدر نے پوچھا۔

''ہم نے ہر صورت ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں''..... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران نے تنویر کا ناک اور منہ بند کر دیئے اور پھر تنویر کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو اس نے ہاتھ ہٹا دیئے۔ تنویر چند لمحے ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزرتا رہا پھر جب اس کا شعور بیدار ہو گیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے کراہ نکل گئی اور وہ اٹھنے لگا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے اسے سہارا دے کر درخت کے تنے کے ساتھ بٹھا دیا۔

''اب تمہاری طبیعت کیسی ہے تنویر''..... جولیا نے پوچھا۔

''م۔م۔میں۔میں ٹھیک ہوں''..... تنویر نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تھینک گاڈ۔ اللہ نے تمہاری جان بچالی''..... جولیا نے کہا۔

''بہن کی دعا تمہارے کام آ گئی ہے۔ بے چاری تمہارے لئے اپنے دل میں بہت دعائیں مانگ رہی تھی''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر نے تکلیف میں مبتلا ہونے کے باوجود اسے گھور کر دیکھا لیکن کہا کچھ نہیں۔

''عمران صاحب۔ آپ واقعی زیادہ دیر سنجیدہ رہ نہیں سکتے''..... صالحہ نے کہا تو اس مرتبہ عمران ہنس پڑا۔

''تنویر۔ کیا تم خود چل سکتے ہو یا تمہیں اٹھا کر لے جانا پڑے گا''..... عمران نے پوچھا۔

''مجھے اٹھا کر چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں خود چل سکتا ہوں''..... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ تمہیں عمران سے ایسے لہجے میں بات نہیں کرنی چاہئے۔ تمہاری ٹانگ میں بم کا ٹکڑا گھس گیا تھا جسے عمران بروقت نہ نکالتا تو تمہاری ٹانگ میں زہر پھیل سکتا ہے۔ تمہیں اس کا ممنون ہونا چاہئے''..... جولیا نے تنویر کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی جبکہ تنویر نے شرمندہ ہوتے ہوئے سر جھکا لیا۔

''سوری عمران۔ لیکن یہ بھی تو مجھے تنگ کرنے سے باز نہیں آتا''..... تنویر نے کہا۔

''اب یہ تمہیں تنگ نہیں کرے گا۔ اگر اس نے تمہیں تنگ کیا تو میں اس کا منہ توڑ دوں گی''..... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ارے میرا منہ کیوں توڑو گی۔ میں تو شریف انسان ہوں''..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''بکواس مت کرو اور یہ بتاؤ کہ کیا تم نے تنویر کو معاف کر دیا ہے یا نہیں''..... جولیا نے کہا۔

''ابھی تک تو نہیں کیا لیکن تمہارا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ کیا یاد کرو گے کہ کس سخی سے پالا پڑا ہے ورنہ آج کے دور میں لوگ بہت کم ہی ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے معاف کرتے ہیں حالانکہ معاف کرنا بہت ثواب کا کام ہے اور یہ ثواب کسی کسی کے نصیب میں ہوتا ہے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب یہاں کھڑے باتیں ہی کرتے رہو گے یا آگے بھی چلو گے''..... جولیا نے کہا۔

''پہلے بھائی سے پوچھو کہ اس نے ہمارے ساتھ چلنا ہے یا یہیں پڑے رہنا ہے''..... عمران نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں چل لوں گا''..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا تو کیپٹن شکیل اور صفدر اسے سہارا دینے کے لئے اس کی طرف بڑھے تو عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ تنویر بغیر کسی سہارے کے خود کوشش کر کے

کھڑا ہو جائے۔ تنویر بالآخر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

”گڈ۔ یہ ہوئی نا بات۔ چلو دوستو“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کس راستے سے چلیں“..... صفدر نے پوچھا۔

”ہمیں اس طرف جانا ہے کیونکہ میکس کا ہیلی کاپٹر اس طرف موجود ہے جبکہ میکس اور اس کے ساتھی ہمیں اس طرف تلاش کر رہے ہیں“..... عمران نے پہلے ایک سائیڈ کی طرف اور پھر دوسری سائیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ عمران کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔

شام ہو رہی تھی اور جنگل بھی چونکہ گھنا تھا اس لئے اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ وہ سب جھکے جھکے مگر تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے اس طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جدھر میکس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ گو تنویر کو چلنے میں تکلیف ہو رہی تھی لیکن وہ بھی تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی جنگل فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے ادھر ادھر چھلانگیں لگا دی تھیں جس کی وجہ سے وہ فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ گئے تھے۔ دوسرے ہی لمحے عمران اور اس کے ساتھیوں نے پوزیشن سنبھالی اور پھر وہ بھی اس طرف فائرنگ کرنے لگے جدھر سے فائرنگ کی گئی تھی۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ میکس اور اس کے ساتھی انہیں تلاش کرتے ہوئے اس طرف آ گئے تھے۔

”ان پر فائرنگ کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف پیش قدمی کرتے رہو“..... عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر اس کے ساتھی فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ عمران بھی فائرنگ کر رہا تھا کہ اچانک اسے ایک دردناک انسانی چیخ سنائی دی۔ وہ چیخ عمران کے کسی ساتھی کی نہیں تھی بلکہ وہ چیخ میکس کے کسی ساتھی کی تھی جو عمران کے کسی ساتھی کی گولی کا نشانہ بن گیا تھا۔ فائرنگ کا تبادلہ مسلسل ہوتا رہا اور بالآخر عمران اور اس کے ساتھی ایک میدان میں پہنچ گئے جہاں میکس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ موجود نہیں تھا۔ اندھیرا ابھی بہت گہرا ہو گیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچتے ہی عمران نے اس کا دروازہ کھولا اور پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا اور پچھلی سیٹوں پر کیپٹن شکیل، تنویر، صالحہ اور صفدر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ ہونے لگی۔ گولیاں ان میں سے کسی کو لگنے کی بجائے ہیلی کاپٹر کی باڈی پر لگی تھی۔ عمران نے ڈیش بورڈ پر پڑا ہیڈ فون اٹھا کر سر پر چڑھا لیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اسٹارٹ کیا اور پھر اس کا لیور اوپر کیا تو ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہونے لگا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا تو ایک مرتبہ پھر ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی ان کے ہیلی کاپٹر پر گولیاں برسائی جانے لگیں۔ میکس اور اس کے ساتھی درختوں کی اوٹوں سے نکل کر دوڑتے ہوئے میدان میں آ گئے تھے اور ہیلی کاپٹر پر مشین گنوں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ عمران کو خدشہ تھا کہ کہیں کوئی ہیلی کاپٹر کے پٹرول والی ٹینکی کو نہ لگ جائے اس لئے اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھاتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ جنگل سے نکل گئے۔

''عمران صاحب۔ اب ہم کس طرف جا رہے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''تم سب میرے سسرال جا رہے ہو۔ میری شادی کی بات پکی کرنے کے لئے اس لئے تم سب اپنے اپنے میک بھی تبدیل کر لو''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جولیا اور تنویر نے منہ بنا لیا۔

☆......☆......☆

میکس کے چہرے پر غصے کے تاثرات کے ساتھ بے چینی کے تاثرات بھی ابھرے ہوئے تھے اور وہ سر اٹھائے اپنے کوبرا ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھ رہا تھا جو آہستہ آہستہ اس کی نظروں سے اوجھل ہوتا جا رہا تھا۔ میکس کے تین ساتھی بھی اس کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ جنگل میں آگ لگی ہوئی تھی جو دھیرے دھیرے بڑھتی جا رہی تھی۔ میکس کو افسوس ہو رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس کے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے یہاں تک کہ وہ اس کا کوبرا ہیلی کاپٹر بھی لے گئے تھے۔ میکس نے اس دوران اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی بلا لیا تھا اور وہ وہاں پہنچنے والے تھے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا میکس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ عمران، میکس کی توقع سے بھی زیادہ تیز اور چالاک ثابت ہوا تھا۔ میکس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن شاید ان کی قسمت اچھی تھی اس لئے ان میں سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس وقت اس کے پاس منی میزائل گن ہوتی تو وہ میزائل مار کر اس ہیلی کاپٹر کو ہی بلاسٹ کر دیتا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اسی لمحے میکس کو ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو میکس اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار چونک کر دائیں طرف آسمان کی طرف دیکھا تو ایک اور کوبرا ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا ادھر آ رہا تھا۔ میکس نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا اور کاشن دینے لگا۔ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے پائلٹ نے اسے دیکھ لیا تھا اس لئے ہیلی کاپٹر کا رخ اب ان کی طرف ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر میدان میں اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر میں چھ کمانڈوز بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر میدان میں اترا تو میکس اور اس کے ساتھی جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر کے دروازے کھل گئے تھے اس لئے میکس پائلٹ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے ساتھی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

''اس طرف چلو۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارا ہیلی کاپٹر لے کر اس طرف فرار ہوئے ہیں''...... میکس نے پائلٹ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا لیور اوپر کیا تو ہیلی کاپٹر دھیرے دھیرے فضا میں بلند ہونے لگا اور جب وہ مناسب بلندی پر پہنچ گیا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ اس طرف کر دیا جس طرف میکس نے اشارہ کیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر آگے بڑھنے لگا۔ میکس کی نظریں سرچ لائٹوں کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر میں ایک منی سکرین لگی ہوئی تھی جو آف تھی۔

''البرٹ۔ چیک کرو کہ ہمارا ہیلی کاپٹر کس طرف اور کتنے فاصلے پر موجود ہے''...... میکس نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ میں چیک کرتا ہوں''...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ کے نیچے ایک بٹن کو پریس کر دیا تو اسی لمحے ایک چوکور ڈبہ سا باہر نکل آیا جس پر مختلف رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ پائلٹ نے سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین روشن ہو گئی اور اس پر زمین کا منظر دکھائی دینے لگا۔ پائلٹ نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین پر ایک سرخ نقطہ ظاہر ہو گیا اور پھر پائلٹ نے ایک اور بٹن پریس کیا تو وہ نقطہ آگے بڑھنے لگا۔ میکس غور سے اس سرخ نقطے کو دیکھ رہا تھا جو آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہوا ایک طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ نقطہ ایک جگہ پہنچ کر رک گیا۔ پھر اس نقطے کے گرد سرخ رنگ کا ایک دائرہ سا بن گیا اور ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی آوازیں آنے لگیں۔

''باس۔ آپ کا کوبرا ہیلی کاپٹر یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود ہے''...... پائلٹ البرٹ نے میکس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میکس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''تم زیادہ سے زیادہ کتنی دیر میں اس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ سکتے ہو''...... میکس نے کہا۔

''باس۔ دس منٹ لگ سکتے ہیں''...... البرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز کرو۔ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو کسی صورت زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا''...... میکس نے سرد لہجے میں کہا۔

''او کے باس''...... پائلٹ البرٹ نے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے اڑنے کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ سکرین پر سرخ نقطہ بدستور موجود تھا اور وہ آہستہ آہستہ حرکت جار ہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ پہلا ہیلی کاپٹر مسلسل پرواز کر رہا ہے۔ اس لمحے میکس کے سپیشل سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جیکٹ کی جیب میں سے اپنا سپیشل سیل فون نکال کر سکرین کی طرف دیکھا تو سکرین پر کرنل راسکر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ میکس نے کال لیس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''میکس بول رہا ہوں باس''...... میکس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''میکس۔ تم نے رپورٹ نہیں دی۔ کیا تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل راسکر کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

''باس۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ دوسری بار بھی میرے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں''...... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ کیسے بچ گئے ہیں''...... دوسری طرف سے کرنل راسکر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو میکس نے مختصر طور پر بتا دیا۔

''اوہ۔ اب عمران کو سپر لیبارٹری میں داخل ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اگر وہ لیبارٹری میں داخل ہو گیا تو ہمارا پراجیکٹ بھی ناکام ہو جائے گا۔ اب میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا''...... کرنل راسکر کی پریشان آواز سنائی دی تو میکس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"باس۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ میں پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچنے والا ہوں۔ میں انہیں لیبارٹری میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ آپ بے فکر ہو جائیں"...... میکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسے بے فکر ہو جاؤں۔ تم اسرائیل کے ٹاپ اور سپر ایجنٹ ہونے کے باوجود اسے نہیں روک سکے اور وہ دو مرتبہ تمہارے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ اب تم اسے کیسے روک سکو گے۔ نہیں۔ تم اسے نہیں روک سکو گے۔ مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا"...... کرنل راسکر نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو میکس نے اسپیشل سیل فون آف کر کے اسے اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ حیران بھی تھا کہ کرنل راسکر بلیک ٹائیگرز کا چیف ہونے کے باوجود پاکیشیائی ایجنٹوں سے گھبرا گیا تھا۔

"باس۔ وہ دیکھیں۔ وہ رہا ہیلی کاپٹر"...... اسی لمحے پائلٹ البرٹ نے میکس سے کہا تو میکس نے بے اختیار چونک کر سامنے دیکھا۔ کافی دور اسے ایک ہیلی کاپٹر دکھائی دیا۔ یہ میکس کا کوبرا ہیلی کاپٹر تھا جس میں پاکیشیائی ایجنٹ سوار ہو کر فرار ہو گئے تھے۔

"تم میری سیٹ پر آ جاؤ۔ اسے میں خود بلاسٹ کروں گا"...... میکس نے کہا تو البرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر میکس نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر ہیلی کاپٹر کا کنٹرول سنبھال لیا جبکہ البرٹ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر کا کنٹرول سنبھالتے ہی میکس نے ہیلی کاپٹر میں میزائل فائر کرنے والا سسٹم آن کر دیا۔



کوبرا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ صفدر موجود تھا جبکہ عمران صفدر کی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے راستے میں ہی صفدر کو پائلٹ سیٹ بٹھا دیا تھا۔ اب اس کے سامنے ایک نقشہ موجود تھا جسے عمران بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں بال پین تھا۔ عمران چند لمحے غور سے نقشے کو دیکھتا رہا پھر اس نے بال پین سے ایک جگہ دائرہ بنا دیا۔

"صفدر۔ ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف موڑ لو۔ سپر لیبارٹری اسی طرف ہے"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف موڑ دیا۔

"کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ سپر لیبارٹری شمال کی طرف ہے"...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں۔ کیا تمہیں یقین نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے یقین ہے"...... جولیا نے بے ساختہ کہا تو عمران نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"شکر ہے تمہیں یقین تو آیا۔ اب میں مطمئن ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تم پٹڑی سے اتر رہے ہو۔ اب خاموش رہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ شخص کبھی بھی سنجیدہ نہیں رہ سکتا۔ پتہ نہیں اس کے ساتھ مسئلہ کیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"سنجیدہ ہوں گا اور ضرور ہوں گا جب تم چاہو گے"..... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس بات کا کیا مطلب ہے عمران صاحب"..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اگر تنویر اپنی بہن کے ہاتھ پیلے کر کے میرے ساتھ دو بول پڑھوا دے تو میں ہمیشہ کے لئے سنجیدہ ہو جاؤں گا۔ تم سب بھی تو یہی چاہتے ہو نا۔ پھر دیر کس بات کی ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا البتہ اس نے کچھ کہا نہیں۔ وہ صرف عمران کو گھور رہا تھا۔

"عمران صاحب آپ کیوں ہر وقت تنویر کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ پلیز آپ اسے تنگ نہ کیا کریں"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں اس وقت تک تنویر کے پیچھے پڑا رہوں گا جب تک یہ اپنا فرض نہیں نبھا لیتا۔ کیوں تنویر۔ تمہارا کیا خیال ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم میرے منہ ہی لگو تو اچھا ہے ورنہ کسی دن میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے"..... تنویر نے کہا تو سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ ایک ہیلی کاپٹر ہماری طرف آ رہا ہے"..... اسی لمحے صفدر نے کہا تو عمران سمیت وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے ڈیش بورڈ پر لگی کمپیوٹر سکرین پر دیکھا تو اسے ایک چھوٹا سا سرخ نقطہ دھیرے دھیرے آگے بڑھتے ہوئے نظر آیا۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک ہیلی کاپٹر ان کی طرف آ رہا ہے۔ جس رفتار سے نقطہ آگے بڑھا چلا آ رہا تھا اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر بہت جلد ان کے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ جائے گا۔

"میرا خیال ہے میکس ہمارے پیچھے آ رہا ہے"..... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی نظریں بدستور کمپیوٹر سکرین پر لگی ہوئی تھی۔

"سب اپنے اپنے پیراشوٹ باندھ لو۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں ہیلی کاپٹر سے کودنا پڑ جائے۔ میں جیسے ہی ریڈی کہوں گا تو تم نے باری باری ہیلی کاپٹر سے کود جانا ہے"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ سب اپنے اپنے بیگوں سے پیراشوٹ نکالنے لگے۔ عمران کو معلوم تھا کہ پیچھے ہیلی کاپٹر سے اب میزائلوں کی بارش شروع ہو جائے گی اس لئے اس نے ہیلی کاپٹر سے کودنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"عمران۔ کیا تم پیراشوٹ نہیں باندھو گے"..... جولیا نے عمران سے کہا۔

"جب تم کہو گی میں باندھ لوں گا۔ میں تو تمہارے حکم کا منتظر ہوں میری آقی۔ ویسے میں سہرا باندھنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ جب کہو گی تو سہرا بھی باندھ لوں گا"..... عمران نے مخصوص لہجے میں سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو جولیا نے منہ بنا لیا جبکہ تنویر کے سوا سب ممبرز مسکرا دیئے۔

"عمران صاحب۔ آقا تو سنا ہے مگر یہ آقی کیا ہوتا ہے"..... چوہان نے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

"آقی، آقا کی مؤنث ہوتی ہے۔ جس طرح بلا کی بیوی بلی، شیر کی شیرنی، چیتے کی چیتی، طوطے کی طوطی، کبوتر کی کبوتری اور"..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''تم خاموش ہوتے ہو یا میں تمہاری گردن دبا دوں''..... جولیا نے غصیلے لہجے میں اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو عمران یوں سہم گیا جیسے اسے ڈر ہو کہ کہیں جولیا اس کی گردن دبا ہی نہ دے۔

''تم میرے ساتھ بیٹھی ہو اس لئے مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم میری گردن دبا ہی نہ دو''..... عمران نے خوف بھرے لہجے میں کہا اور اس کے اس انداز پر تمام ممبرز کھلکھلا کر ہنس پڑے تو جولیا بھی بے اختیار مسکرا پڑی۔

''بہت بدتمیز ہو۔ اب خاموش رہو''..... جولیا نے کہا۔

''آپ کی نوازش ہے۔ کیا تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جاؤں یا ہمیشہ کے لئے''..... عمران نے معصوم صورت بنا کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا مگر جولیا اس بار اسے جواب دینے کے بجائے غصے سے گھورنے لگی تو عمران گھبرا کر سامنے دیکھنے لگا۔

''ابھی سے یہ حال ہے تو بعد میں میرا کیا بنے گا۔ سلیمان تو مجھے طعنے دے دے کر مار دے گا''..... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے بھی اپنے بیگ سے پیراشوٹ نکال کر پہن لیا۔

''جولیا۔ تم پچھلی سیٹ پر آ جاؤ اور صفدر تم جولیا کی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ ہیلی کاپٹر میں سنبھالتا ہوں''..... عمران نے پہلے جولیا اور پھر صفدر سے کہا تو جولیا اٹھ کر پچھلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی جبکہ صفدر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تو عمران نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کرنے لگا۔

''سب سنبھل کر بیٹھو''..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے یکلخت لیور نیچے کیا تو ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے نیچے ہوتا چلا گیا اور وہ پچھلی سیٹوں پر بیٹھے تنویر، صالحہ، کیپٹن شکیل اور جولیا تو ہیلی کاپٹر کے فرش پر گر گئے جبکہ جولیا ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ پر جا گری۔ اسی لمحے ایک میزائل زوں کی آواز کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ اگر عمران بروقت ہیلی کاپٹر نیچے نہ کرتا تو ہیلی کاپٹر اب تک بلاسٹ ہو چکا ہوتا اور ان کے ٹکڑے فضا میں بکھر چکے ہوتے۔ میزائل کافی دور ایک پہاڑی میں جا گرا تھا جس سے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور وہاں آگ بھڑک اٹھی۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو بلندی پر کر لیا اور اس کی سپیڈ میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اب اٹھ کر اپنی اپنی سیٹوں پر دوبارہ بیٹھ گئے تھے۔ عمران کی نظریں کمپیوٹر سکرین پر تھیں جس پر ایک اور میزائل کی نشاندہی ہو رہی تھی اور پھر عمران نے اس مرتبہ لیور اوپر کیا تو ہیلی کاپٹر یکلخت اوپر اٹھتا چلا گیا اور زوں کی آواز کے ساتھ ہی ایک اور میزائل ہیلی کاپٹر کے نیچے سے گزرتا چلا گیا۔ عمران کمال مہارت کے ساتھ ہیلی کاپٹر کو میزائلوں سے بچا رہا تھا۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اب تک ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکا ہوتا۔ عمران جانتا تھا کہ اگر پچھلے ہیلی کاپٹر سے میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی تو پھر ہیلی کاپٹر زیادہ دیر میزائل سے نہیں بچ سکے گا۔ اس لئے انہیں اب ہیلی کاپٹر سے زمین کی طرف کود جانا چاہئے۔

''کیپٹن شکیل۔ ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول دو اور تم سب باری باری ہیلی کاپٹر سے کود جاؤ۔ جلدی کرو''..... اچانک عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہیڈ فون اتار کر ڈیش بورڈ پر رکھ دیا جبکہ صفدر نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ

کھول دیا تو تیز ہوا کے سبب وہ لڑکھڑا گئے۔ سب سے پہلے کیپٹن شکیل نے ہی زمین پر چھلانگ لگا دی۔ اس کے بعد صالحہ، جولیا، تنویر اور صفدر نے چھلانگ لگا دی اور وہ زمین کی طرف بجلی کی سی تیزی سے گرتے چلے گئے۔ اب ہیلی کاپٹر میں اکیلا عمران رہ گیا تھا۔ عمران نے بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور پھر اس نے زمین پر چھلانگ لگا دی۔ عین اسی وقت ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا اور ہیلی کاپٹر میں آگ لگ گئی۔ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے فضا میں ادھر ادھر پھیل گئے۔ ہیلی کاپٹر کا ایک جلتا ہوا ٹکڑا عمران کی طرف بڑھا تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا سر نیچے کر لیا جس کے باعث ہیلی کاپٹر کا جلتا ہوا ٹکڑا اس کے سر کے اوپر سے گزر گیا۔

عمران تیزی سے زمین کی طرف گرتا جا رہا تھا۔ اس نے جب اندازہ لگا لیا کہ وہ اب زمین سے ایک ہزار فٹ کی بلندی پر رہ گیا ہے تو اس نے پیراشوٹ کھولنے والا بٹن پریس کیا تو دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ بٹن پریس کرنے کے باوجود اس کا پیراشوٹ نہیں کھلا تھا جبکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے زمین کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں کے پیراشوٹ کھل گئے تھے اور وہ آہستہ آہستہ زمین کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ عمران نے پیراشوٹ کھولنے کے لئے پھر بٹن کو پریس کیا مگر اس بار بھی پیراشوٹ نہ کھلا۔ عمران کو موت اپنی آنکھوں کے سامنے ناچتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ زمین لحہ بہ لحہ قریب آتی جا رہی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد زمین کے قریب پہنچتے ہی عمران ایک درخت پر گیا اور شاخوں سے الجھتے ہوئے نیچے گرنے لگا۔ یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ اسے کسی شاخ سے نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر وہ شاخوں سے الجھتا ہوا ایک گہری کھائی میں گرتا چلا گیا۔



میکس کے چہرے پر مسرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ بالآخر وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے زیر استعمال ہیلی کاپٹر کو بلاسٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ گو پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہیلی کاپٹر کو بلاسٹ ہونے سے بچانے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوئے تھے اور ان کا ہیلی کاپٹر میزائل کا نشانہ بن گیا تھا۔

''البرٹ۔ یہ وہ ایجنٹ تھے جنہیں پوری دنیا میں خطرناک مانا جاتا تھا یہاں تک کہ چیف باس بھی ان سے خوف زدہ تھے مگر اب یہ خطرناک ایجنٹ میرے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں''...... میکس نے البرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... البرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر وہاں پہاڑیوں تک پہنچ گیا تھا جہاں اس نے اپنا کوبرا ہیلی کاپٹر بلاسٹ کیا تھا جس میں پاکیشیائی ایجنٹ سوار تھے۔ چونکہ شام ہو گئی تھی اور اندھیرا بھی پھیل گیا تھا اس لئے انہیں زمین پر ہیلی کاپٹر کا جلتا ہوا ملبہ دکھائی دے رہا تھا۔

''میں چیف باس کو اطلاع دے دوں۔ انہوں نے تو ان ایجنٹوں کو ہوا بنا کر رکھا ہوا تھا''...... میکس نے کہا اور پھر اس نے جیکٹ کی جیب سے اپنا سپیشل سیل فون نکالا اور کرنل راسکر کے نمبر پریس کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں کے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''کرنل راسکر سپیکنگ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے کرنل راسکر کی سرد آواز سنائی دی۔

"باس۔ میکس بول رہا ہوں۔ آپ کو مبارک ہو میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے"..... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے بتا دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں"..... کرنل راسکر نے پوچھا تو میکس کے چہرے پر ابھرے ہوئے مسرت بھرے تاثرات یکلخت حیرت کے تاثرات میں بدل گئے۔

"کیا مطلب باس۔ کیا آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے"..... میکس نے کہا۔

"تمہاری بات پر یقین ہے کہ تم نے ہیلی کاپٹر بلاسٹ کر دیا ہوگا لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر بلاسٹ ہونے سے پہلے ہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیلی کاپٹر سے کود گئے ہوں اور تم یہی سمجھ رہے ہو کہ ہیلی کاپٹر کے بلاسٹ ہونے کے ساتھ ہی پاکیشیائی ایجنٹ بھی ہلاک ہو گئے ہیں اس لئے جب تک تم تصدیق نہ کر لو جب تک تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم کامیاب ہو گئے ہو"..... دوسری طرف سے کرنل راسکر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو میکس نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں تصدیق کر کے آپ کو رپورٹ دیتا ہوں"..... میکس نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہاری رپورٹ کا شدت سے انتظار کر رہا ہوں"..... کرنل راسکر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو میکس نے سپیشل سیل فون آف کر کے اسے جیب میں رکھ لیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو موڑا اور پھر اس طرف ہیلی کاپٹر کو لے جانے لگا جدھر بلاسٹ ہونے والے ہیلی کاپٹر کا ملبہ موجود تھا۔ اچانک میکس کو فضا میں ایک سایہ سا دکھائی دیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ گو سایہ بے حد مدھم اور چھوٹا دکھائی دے رہا تھا لیکن وہ سایہ آہستہ آہستہ زمین کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور اس سائے کو دیکھ کر میکس سمجھ گیا کہ وہ پیراشوٹ ہے۔

"مجھے نائٹ وژن دوربین دو۔ جلدی کرو"..... میکس نے البرٹ سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا تو البرٹ نے ہیلی کاپٹر کا ڈیش بورڈ کھولا تو اس میں ایک چھوٹی سی نائٹ وژن دوربین موجود تھی۔ اس نے وہ دوربین میکس کو دی تو اس نے نائٹ وژن دوربین آنکھوں سے لگائی اور اس سائے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ واقعی پیراشوٹ تھا۔ پیراشوٹ دیکھ کر میکس نے دوربین آنکھوں سے ہٹا لی۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی چھا گئی تھی۔

"ویری بیڈ"..... میکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا باس"..... البرٹ نے پوچھا۔

"مجھے ایک پیراشوٹ دکھائی دیا ہے اور پیراشوٹ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہے اور وہ زندہ بچ گیا ہے جبکہ اس کے باقی ساتھی ہیلی کاپٹر کے بلاسٹ ہونے کے ساتھ ہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ بہرحال ہمیں چیکنگ کرنی ہوگی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے پاکیشیائی ایجنٹ اس سے پہلے ہی کود گئے ہوں اور یہ بعد میں کودا ہو"..... میکس نے کہا اور اس نے ایک مرتبہ پھر نائٹ وژن

دوربین اپنی آنکھوں سے لگائی اور اس طرف دیکھنے لگا جدھر تھوڑی دیر پہلے اسے پیراشوٹ دکھائی دیا تھا۔ اب اسے پیراشوٹ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''اوہ۔ پیراشوٹ زمین پر اتر گیا ہے''..... میکس نے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے اڑنے کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے ایک میدان میں اتار لیا۔ تھوڑے سے فاصلے پر بلاسٹ ہونے والے ہیلی کاپٹر کا ملبہ پڑا ہوا جل رہا تھا اور آگ آہستہ آہستہ بجھتی جا رہی تھی۔

''البرٹ۔ تم ہیلی کاپٹر کو لاک کر لو۔ ہم ابھی آ رہے ہیں''..... میکس نے البرٹ سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر میکس اور پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے کمانڈوز ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے۔

''تم سب اپنی اپنی ٹارچیں نکال کر ادھر ادھر پھیل جاؤ اور پاکیشیائی ایجنٹ کو تلاش کرو۔ جیسے ہی کوئی پاکیشیائی ایجنٹ کسی کو نظر آ جائے تو بلاتاخیر اسے گولی مار کر ہلاک کر دینا ہے''..... میکس نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا تو وہ کمانڈوز ادھر ادھر پھیلتے چلے گئے جبکہ میکس بھی ایک طرف بڑھ گیا۔

☆......☆......☆

سب سے پہلے کیپٹن شکیل پیراشوٹ کے ذریعے زمین پر اترا تھا۔ اس کے بعد جولیا، صالحہ اور تنویر تینوں باری باری زمین پر اترے تھے البتہ صفدر ابھی فضا میں ہی موجود تھا اور وہ بھی چند لمحوں کے بعد زمین پر اترنے والا تھا۔ عمران انہیں کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جولیا پریشان ہو رہی تھی کہ عمران کہاں غائب ہو گیا ہے۔ چاروں طرف مہیب سناٹے کا راج تھا۔ اندھیرے میں فلک بوس پہاڑ عفریتوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ ہوا بھی بہت تیز چل رہی تھی کہ اسی لمحے انہیں اسی ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی جس نے ان کا ہیلی کاپٹر بلاسٹ کیا تھا۔ وہ چاروں بجلی کی سی تیزی سے ایک چٹان کے عقب میں چھپ گئے اور چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزرتا چلا گیا اور تھوڑی ہی دور جانے کے بعد مڑا اور واپس آنے لگا۔ کیپٹن شکیل، جولیا، صالحہ اور تنویر چاروں نے دیکھا صفدر ابھی تک فضا میں موجود تھا اور وہ ہیلی کاپٹر اس کے اوپر سے گزرتا ہوا چلا گیا۔ صفدر ان چاروں کو دکھائی دے رہا تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد صفدر بھی ایک پہاڑ کے عقب میں چھپ گیا۔

''میں صفدر کو لے آتا ہوں''..... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس پہاڑ کی طرف بڑھ گیا جس کے عقب میں صفدر پیراشوٹ کے ذریعے اترا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں وہاں پہنچ گئے۔

''عمران صاحب ابھی تک نہیں آئے''..... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ ابھی تک نہیں آیا''..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے وہ ہمیں تلاش کر رہے ہوں اور ہم ان کا یہاں انتظار کر رہے ہیں''..... صالحہ نے کہا۔

''ہم دیکھتے ہیں۔ آؤ کیپٹن شکیل''..... صفدر نے کہا اور پھر وہ اور کیپٹن شکیل دونوں ایک طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے

بعد وہ دونوں واپس آ گئے۔

''عمران نہیں آیا''..... جولیا نے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''عمران صاحب تو ہمیں کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ نجانے وہ کہاں رہ گئے ہیں''..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

''صفدر صاحب۔ کہیں عمران صاحب بلاسٹ ہونے والے ہیلی کاپٹر میں تو نہیں رہ گئے تھے''..... اچانک صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''نہیں۔ میں نے انہیں ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگاتے ہوئے دیکھا تھا''..... صفدر نے کہا۔

''پھر وہ کسی جن کی طرح کہاں غائب ہو گئے ہیں..... صالحہ نے کہا۔

''میں عمران کے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتی ہوں''..... جولیا نے کہا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور عمران کو کال کرنے لگی مگر ٹرانسمیٹر پر ریڈ کلر کا بٹن اسپارک کر رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ عمران کا واچ ٹرانسمیٹر آف ہے۔ جولیا کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''عمران کا واچ ٹرانسمیٹر آف ہے''..... جولیا نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

''اوہ۔ عمران صاحب نے ٹرانسمیٹر کیوں آف کیا ہوا ہے''..... صفدر نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''حالانکہ عمران صاحب کبھی بھی اپنا واچ ٹرانسمیٹر آف نہیں کرتے''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں وقت ضائع کرنے کی بجائے اسے تلاش کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو''..... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''تمام لوگوں نے اسی جگہ جمع ہو جانا ہے اور سب نے اپنے اپنے ٹرانسمیٹر آن رکھنے ہیں۔ تا کہ اگر کوئی خطرے والی سچویشن ہوئی تو ہم ایک دوسرے کو اپنی پوزیشن واضح بتا سکیں گے''..... جولیا نے سب کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ پانچوں مختلف سمتوں میں پھیل گئے اور عمران کو تلاش کرنے لگے۔ جولیا، عمران کے بارے میں بہت فکر مند دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے دماغ میں انجانے وسوسے پیدا ہو رہے تھے۔ آدھے گھنٹے کے بعد وہ سب پہلے والی جگہ پر جمع ہو گئے لیکن کسی کو بھی عمران کے بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا تھا۔

''حیرت ہے۔ عمران صاحب تو کسی جن کی طرح غائب ہو گئے ہیں۔ وہ یوں اچانک کہاں جا سکتے ہیں''..... صفدر نے پریشان لہجے میں کہا۔

''عمران مر گیا ہے''..... اسی لمحے تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ دوسرے ہی لمحے جولیا کا زوردار تھپڑ تنویر کی دائیں گال پر پڑا تو چٹاخ کی آواز ابھری۔ وہ سب بے اختیار چونک کر

تنویر کی طرف دیکھنے لگے۔ تنویر نے اپنی دائیں گال پر ہاتھ رکھ لیا تھا اور غصے سے جولیا کو گھور رہا تھا۔

''تنویر۔ جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو۔ اپنے منہ سے اچھے الفاظ نکالو۔ کیا تم نے عمران کو مرتے ہوئے دیکھا ہے جو تم یوں اول فول کہہ رہے ہو''...... جولیا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ تھپڑ لگنے سے تنویر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اسے یوں جولیا کے تھپڑ مارنے کی توقع نہیں تھی۔ اسے سب کے سامنے خفت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا لیکن وہ خاموش رہا۔

''بولو۔ جواب دو۔ کیا تم نے عمران کو اپنی آنکھوں سے مرتے ہوئے دیکھا تھا۔ خاموش کیوں ہو۔ بولو''...... جولیا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے عمران کو مرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس وقت ہیلی کاپٹر میزائل سے بلاسٹ ہوا تھا عمران ہیلی کاپٹر میں موجود تھا''...... تنویر نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بری طرح چونک پڑے۔ جولیا کی حالت زیدنی تھی۔ اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمران نہیں مر سکتا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو تنویر۔ بکواس کر رہے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے بکواس ہی سہی۔ جب تم عمران کی لاش دیکھو گی تو تمہیں یقین ہو جائے گا''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مگر میں نے تو عمران صاحب کو ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگاتے ہوئے دیکھا تھا۔ تنویر۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ عمران صاحب ہیلی کاپٹر میں موجود نہیں تھے''...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پھر وہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ کیا اسے زمین کھا گئی ہے آسمان نے نگل لیا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ تم مجھے پاگل کر دو گے۔ تم کہہ رہے ہو کہ عمران ہیلی کاپٹر میں موجود تھا جبکہ صفدر کہہ رہا ہے کہ عمران ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگا چکا تھا۔ یہ سب کیا ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ میرا دماغ پھٹ جائے گا''...... جولیا نے جذباتی لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگ گئی تھی۔ تنویر حیرت بھری نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں افسوس کے تاثرات بھی موجود تھے۔

''مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں آپس میں بحث کرنے کی بجائے اس جگہ پر جا کر دیکھنا چاہئے جہاں ہیلی کا ملبہ گرا ہے۔ اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ عمران صاحب زندہ ہیں یا نہیں''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''صفدر صاحب کی بات درست ہے۔ خدا نے چاہا تو عمران صاحب زندہ ہوں گے۔ اللہ انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے گا''...... صالحہ نے کہا۔

''آپ دوبارہ عمران صاحب سے رابطہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اب ان کا ٹرانسمیٹر آن ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا نے ایک مرتبہ پھر عمران کے واچ ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسے کال کرنے لگی لیکن اس بار بھی دوسری طرف سے عمران کا ٹرانسمیٹر آف ہی ملا۔ جولیا نے اپنا ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اس کا ٹرانسمیٹر آف ہے''...... جولیا نے روہانسی لہجے میں کہا۔

"جولیا۔ تم فکر نہ کرو۔ عمران صاحب اگر زندہ ہوں گے تو وہ ہم سے ضرور آ کر ملیں گے"..... صالحہ نے جولیا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ تم یقین کرو یا نہ کرو مگر یہ سچ ہے کہ عمران مر چکا ہے۔ جس کی موت لکھی ہوتی ہے وہ آ کر ہی رہتی ہے مگر تمہیں عمران کی خاطر میری سب کے سامنے بے عزتی نہیں کرنی چاہیے۔ میں تو سیکرٹ سروس کا ممبر ہوں اور عمران ممبر نہیں ہے"..... تنویر نے ناراض لہجے میں کہا تو جولیا نے اس کی طرف دیکھا۔

"اپنی بکواس بند کرو تنویر۔ تم اس قدر بے حس ہو گئے ہو یہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ بے شک عمران سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے مگر وہ ایک انسان بھی تو ہے۔ یہ تم بھی جانتے ہو اور ہم بھی جانتے ہیں کہ چیف کو عمران پر کتنا اعتماد ہے کہ وہ ہر مشن میں اسے ہمارے ساتھ روانہ کرتا ہے۔ اس کے بغیر ہم سب ادھورے ہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ عمران زندہ ہے اور جہاں بھی ہوگا خیریت سے ہوگا"..... جولیا نے جذباتی لہجے میں کہا تو تنویر رقابت کی آگ میں بھری نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے جولیا کے عمران کے بارے میں ریمارکس اچھے نہیں لگے تھے۔

"تنویر۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ تمہیں اس طرح کے ریمارکس پاس نہیں کرنے چاہئیں"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مس جولیا۔ اب کیا پروگرام ہے"..... صفدر نے کہا۔

"صفدر۔ مشن تو ہم نے ہر حالت میں مکمل کرنا ہے مگر اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ کیا عمران کو تلاش کیا جائے یا پھر آگے بڑھا جائے"..... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ جانتی ہیں کہ ہمارے لئے مشن بہت اہم ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھنا چاہیے۔ رہی بات عمران صاحب کی تو ہو سکتا ہے کہ پیراشوٹ انہیں کہیں دور لے گیا ہو اس لئے ہمیں ان کے بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سب کی کیا رائے ہے"..... جولیا نے پوچھا۔ گو وہ عمران کی گمشدگی کی وجہ سے پریشان ضرور تھی لیکن اسے یقین تھا کہ عمران جہاں کہیں بھی ہوگا زندہ اور ٹھیک ہوگا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر وہ مشن ادھورا چھوڑ کر عمران کی تلاش میں لگ گئی تو ایکسٹو بہت ناراض ہوگا بلکہ ہو سکتا ہے وہ اسے کڑی سزا بھی دے دے اس لئے جولیا نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا مشن مکمل کرے گی۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے جولیا۔ اللہ نے چاہا تو عمران صاحب کو کچھ نہیں ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں راستے میں ہی مل جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے پہلے ہی سپر لیبارٹری تک پہنچ جائیں۔ تم جانتی تو ہو کہ عمران کس انداز میں اور کس تیز رفتاری سے کام کرتا ہے"..... صالحہ نے صفدر کی بات کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے۔ چلو"..... جولیا نے کہا اور پھر وہ ایک طرف بڑھتے گئے۔ انہوں نے اپنی اپنی پنسل ٹارچیں بھی روشن کر لی تھیں جن کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ارد گرد بڑی بڑی چٹانیں پڑی ہوئی تھیں اور گہری کھائیاں بھی تھیں اس لئے وہ سب

احتیاط سے چل رہے تھے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک دائیں بائیں طرف پڑی چٹانوں سے چھ سیاہ پوشوں نے چھلانگیں لگائیں اور ان کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ سب سنبھلتے، ان تینوں سیاہ پوشوں نے مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کر دیا۔

”خبردار۔ اگر کسی نے کوئی حرکت کی۔ اپنے ہاتھ اوپر کر لو۔ فوراً“ ..... ایک سیاہ پوش نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ سب حیرت بھری نگاہوں سے ان سیاہ پوشوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنے ہاتھ اوپر کر لو ورنہ میں گولیاں مار دوں گا“ ..... اسی سیاہ پوش نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو صفدر کے اشارے پر سب ساتھیوں نے ہاتھ اوپر کر لیے۔

”ٹونی۔ باس کو اطلاع دو کہ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا ہے“ ..... سیاہ پوش نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ پھر اس نے سیل فون اپنے کان سے لگا لیا۔

”باس۔ میں ٹونی بول رہا ہوں۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا ہے“ ..... ٹونی نے کہا۔

”اوکے باس۔ ہم انہیں لے کر آ رہے ہیں“ ..... ٹونی نے چند لمحے دوسری طرف سے سننے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے سیل فون آف کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

”باس میکس نے کہا ہے کہ وقت ضائع کیے بغیر انہیں فوراً ہلاک کر دیا جائے اور ان کی لاشیں ساتھ لیتے آئیں“ ..... ٹونی نے پہلے سیاہ پوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے“ ..... پہلے سیاہ پوش نے جواب دیتے ہوئے کہا مگر اسی لمحے اچانک صفدر نے جھکتے ہوئے سیاہ پوش کی مشین گن پکڑ کر جھپٹ لی اور اس کے پیٹ میں زوردار لات ماری تو سیاہ پوش بلبلا اٹھا اور اڑتا ہوا دور جا گرا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ بھی حرکت میں آئے اور وہ پرندوں کی مانند اڑتے ہوئے باقی تین سیاہ پوشوں پر پل پڑے اور انہوں نے ان سے مشین گنیں جھپٹ لیں۔ اسی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی فضا گونج اٹھی اور تینوں سیاہ پوش گولیاں کھا کر زمین پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ یہ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ نے انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ زمین پر گرے سیاہ پوش نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے جولیا نے فلائنگ کک اس کی پشت پر ماری تو وہ اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا اور اس کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی۔ اس کا سر پتھریلی اور ٹھوس چیز سے ٹکرایا تھا جس کے باعث وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

”ان کی لاشیں کھائیوں میں پھینک دیتے ہیں“ ..... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ان تینوں نے زمین پر پڑے سیاہ پوشوں کو اٹھایا اور انہیں کھائیوں میں پھینک دیا۔

”اسے بھی گولی مار کر کھائی میں پھینک دیتے“ ..... جولیا نے صفدر سے کہا۔

''نہیں۔ اس سے ہم سپر لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسے سپر لیبارٹری کے بارے میں معلوم ہو''..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ چھوٹی مچھلی ہے اسے کچھ معلوم نہیں ہوگا''..... تنویر نے کہا۔

''کوشش کرنے میں کیا حرج ہے''..... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے ہوش میں لاؤ اور اس سے معلوم کرو''..... جولیا نے کہا۔

''کیپٹن شکیل۔ اسے اٹھاؤ اور لے چلو۔ کسی محفوظ جگہ پر جا کر اس سے پوچھتے ہیں''..... صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن شکیل نے زمین پر بے ہوش پڑے سیاہ پوش کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ پھر وہ سب آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دور آنے کے بعد انہیں ایک بڑی اور چوڑی سی چٹان دکھائی دی تو وہ سب اس کے عقب میں پہنچ گئے۔ کیپٹن شکیل نے بے ہوش سیاہ پوش کو زمین پر لٹا دیا۔

''اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے ہوش میں لے آؤ اور تم سب ہوشیار رہو۔ میکس یہیں کہیں موجود ہے۔ وہ اس طرف بھی آ سکتا ہے''..... صفدر نے سیاہ پوش کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے اپنا بیگ اتار کر زمین پر رکھا اور اس میں سے رسی کا ایک بنڈل نکال لیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے مل کر سیاہ پوش کے ہاتھ اور پاؤں رسی سے باندھ دیئے۔ پھر کیپٹن شکیل نے سیاہ پوش کا ناک اور منہ بند کر دیئے تو چند ہی لمحوں کے بعد سیاہ پوش کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہونے لگے۔ کیپٹن شکیل نے اپنے ہاتھ پیچھے ہٹا لئے۔ سیاہ پوش ہوش میں آنے کے بعد لاشعوری طور پر ہیثار ہا پھر جب اس کا شعور مکمل بیدار ہو گیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ کسمسا کر رہ گیا۔ جب اس نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا تو اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ۔ یہ سب کیسے ہوا ہے''..... سیاہ پوش نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعاون کیا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ.....''..... صفدر نے کہا اور اس نے جان بوجھ کر آخری فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''م۔ م۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو''..... سیاہ پوش نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''..... صفدر نے مشین گن کی نال اس کی گردن سے لگاتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

''چ۔ چ۔ چیپل۔ میرا نام چیپل ہے''..... اس سیاہ پوش نے خوفزدہ لہجے میں اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''میکس کہاں موجود ہے اور اسے کیسے معلوم ہوا کہ ہم لوگ زندہ ہیں''..... صفدر نے کہا۔

''باس میکس نے تم میں سے کسی ایک کو پیراشوٹ کے ذریعے زمین کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اب باس اور میرے دیگر ساتھی تم لوگوں کو تلاش کر رہے ہیں''..... چیپل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا ہیلی کاپٹر کس طرف موجود ہے''..... صفدر نے پوچھا تو چیپل نے ہیلی کاپٹر کے بارے میں بتا دیا کہ وہ کس طرف موجود ہے۔

"یہ بتاؤ سپر لیبارٹری کس طرف موجود ہے"..... صفدر نے پوچھا۔

"کک۔ سپر لیبارٹری۔ م۔ مجھے سپر لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے"..... چیپل نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن صفدر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو تمہاری مرضی۔ میں کیا کر سکتا ہوں"..... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک ریوالور نکال کر اس کا رخ چیپل کی طرف کر دیا۔

اس سے پہلے کہ صفدر مشین پسٹل کا ٹریگر دباپاتا اسی لمحے انہیں قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"بچاؤ۔ بچاؤ"..... اچانک چیپل نے چیختے ہوئے کہا تو اسی لمحے تین سیاہ پوش دوڑتے ہوئے اس طرف آ گئے۔ ان سیاہ پوشوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار مڑ کر ان سیاہ پوشوں کی طرف دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے صفدر اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے زمین پر گرتے چلے گئے اور فضا ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چیپل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھی۔ دوسرے ہی لمحے فضا ایک مرتبہ پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی سیاہ پوش چیخوں سے بھی گونج اٹھی۔ وہ سیاہ پوش سب ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوریوں کی طرح زمین پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ صفدر کے ساتھیوں نے انہیں گولیاں چلانے کا موقع نہیں دیا تھا۔

"ان کے مزید ساتھی بھی یقیناً یہیں کہیں موجود ہوں گے اور انہوں نے ان کی چیخوں کی آوازیں سن لی ہوں گی اس لئے ان کے پہنچنے سے پہلے ہی تم اپنے اپنے قد و قامت کے مطابق ان کے لباس اتار کر پہن لو۔ میرا قد چیپل کے قد کے برابر ہے۔ میں اس کا لباس پہن لیتا ہوں۔ مس جولیا اور صالحہ۔ آپ بھی مردانہ میک اپ کر لیں"..... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے تین سیاہ پوشوں کے لباس اتار کر پہن لئے۔ تھوڑی دیر کے بعد صفدر اور اس کے ساتھی سیاہ پوشوں کے میک اپ میں تھے۔ جولیا اور صالحہ نے اپنے چہرے پر مردانہ میک اپ کر لیا تھا اور مونچھیں لگالی تھیں۔ اب انہیں کوئی بھی دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اسرائیلی ایجنٹ تھے یا پاکیشیائی ایجنٹ۔ انہوں نے مشین گنیں کاندھوں پر لٹکائیں اور صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے ایک ایک سیاہ پوش کی لاش اٹھائی پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف چیپل نے ہیلی کاپٹر کی نشاندہی کی تھی۔ جولیا اور صالحہ بھی ان کے ساتھ چل پڑیں۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ یکلخت دائیں سائیڈ پر بڑی چٹان کے عقب سے ایک سیاہ پوش نکل آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔ صفدر نے اپنا مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا ہی تھا کہ یکلخت اس سیاہ پوش نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں میکس ہوں چیپل۔ گولی مت چلانا"..... اس سیاہ پوش نے کہا تو صفدر نے اپنے مشین پسٹل کا رخ نیچے کر لیا۔ پھر میکس ان کے قریب آ گیا۔

"کیا پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں"..... میکس نے پوچھا۔

"یس باس"..... صفدر نے چیپل کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹوں کی تعداد چھ تھی۔ ان کے باقی ساتھیوں کی لاشیں کہاں ہیں'' ..... میکس نے کہا۔

''باس۔ تین پاکیشیائی ایجنٹ تو گولیاں کھاتے ہی کھائی میں گر گئے تھے اس لئے ہم تین ایجنٹوں کی لاشیں اٹھا لائے ہیں۔ ان کی لاشیں کھائی میں پھینک دیں'' ..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں ان کی لاشوں کے فوٹو گراف بنا کر کرنل راسکر کو بھیجوں گا تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں'' ..... میکس نے کہا۔

''اوکے باس'' ..... صفدر نے کہا۔

''چلو'' ..... میکس نے کہا اور وہ ایک طرف بڑھ گیا جبکہ صفدر اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ صفدر کو اطمینان تھا کہ میکس کو اس پر شک نہیں ہوا تھا۔ اگر اسے ذرا بھی شک ہو جاتا تو ان کے لئے مسائل پیدا ہو سکتے تھے۔ میکس نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے اپنی جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے نمبرز پریس کرنے لگا پھر اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''ہیلو گر۔ میں میکس بول رہا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ مارے گئے ہیں اس لئے تم سب ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ جاؤ'' ..... میکس نے کہا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سب ایک میدان میں پہنچ گئے جہاں ایک کوبرا ہیلی کاپٹر میدان میں موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کے قریب ہی چھ اور سیاہ پوش بھی موجود تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں۔ میکس کی ہدایت پر انہوں نے سیاہ پوشوں کی لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھ دیں۔

''پوری دنیا میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بے حد خطرناک، چالاک اور تیز طرار ایجنٹ ہیں۔ انہیں آج تک کوئی ہلاک نہیں کر سکا یہاں تک کہ جو بھی کسی مشن پر پاکیشیا گیا ہے وہ اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ جس مشن پر کسی ملک میں جاتے ہیں تو اس ملک کی ایجنسیاں خوفزدہ ہو جاتی ہیں لیکن مجھے خوشی ہے اور یہ کریڈٹ مجھے جائے گا کہ پاکیشیائی ایجنٹ میرے ہاتھوں ہی ہلاک ہوں گے'' ..... میکس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''ان سب کو گھیرے میں لے لو'' ..... صفدر اور اس کے ساتھی سنبھلتے اچانک میکس نے چیخ کر اپنے ساتھی سے کہا تو انہوں نے اپنی اپنی مشین گنوں کا رخ صفدر اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر دیا پھر انہوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔ صفدر کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔

''باس۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا آپ ہمیں پاکیشیائی ایجنٹ سمجھ رہے ہیں'' ..... صفدر نے کہا۔

''میں تمہیں پاکیشیائی ایجنٹ سمجھ نہیں رہا بلکہ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ تم کیا مجھے بے وقوف سمجھتے ہو کہ میں تمہاری باتوں میں آ جاؤں گا۔ میرا نام میکس ہے اور میں اسرائیل کا سپر ایجنٹ ہوں۔ مجھے ڈاج دینا بہت مشکل ہے۔ تم سے ایک غلطی ہوئی ہے وہ غلطی یہ ہے کہ اگر تم

میرے ساتھیوں کی لاشیں نہ اپنے ساتھ نہ لے آتے تو میں تمہیں اپنا ساتھی ہی سمجھتا۔ جب تم نے میرے ایک ساتھی کی لاش اٹھائی ہوئی تھی اور تم میرے ساتھ چل رہے تھے تو میں نے اپنے ساتھی کی شکل دیکھ لی تھی اس لئے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میرے ساتھیوں کے بھیس میں تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ بہرحال اپنی مشین گنیں اتار کر نیچے پھینک دو''..... میکس نے طنزیہ لہجے میں انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو تو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن آپ اگر اپنی تسلی کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں''..... صفدر نے چیپل کی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

''جو کہا ہے وہ کرو۔ مشین گنیں پھینک دو''..... میکس نے غصیلے لہجے میں کہا تو صفدر نے اپنے کاندھے پر لٹکائی ہوئی مشین گن اتار کر ایک سائیڈ پر پھینک دی۔ اسے مشین گن پھینکتا دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔

''اب یہ بتاؤ کہ تم میں عمران کون ہے''..... میکس نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں عمران ہوں''..... صفدر نے اس مرتبہ اپنی اصل آواز میں کہا تو میکس نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''اچھا تو تم عمران ہو جس سے پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹ نالاں ہیں۔ سب سے پہلے میں تمہیں گولیوں سے اڑاؤں گا''..... میکس نے غور سے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ صفدر کی طرف کر دیا۔ اس سے پہلے کہ میکس ٹریگر دباتا اچانک صفدر کا جسم یکلخت کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح اڑتا ہوا میکس کے سینے سے ٹکرایا اور میکس چیختا ہوا اچھل کر زمین پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل بھی نکل کر کہیں دور جا گرا تھا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل، تنویر، جولیا اور صالحہ نے بھی اچھل کر زمین پر مشین گنوں کی طرف چھلانگ لگا دی تھی اور انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی اپنی مشین گنیں اٹھا کر سیاہ پوشوں پر فائرنگ کر دی۔ چونکہ سیاہ پوشوں کی توجہ یکلخت میکس اور صفدر کی طرف ہو گئی تھی اس لئے انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل سکا تھا اور پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی فضا انسانی چیخوں سے بھی گونج اٹھی۔ کیپٹن شکیل اور دیگر ساتھیوں نے سیاہ پوشوں کو سنبھلنے سے پہلے ہی گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔ زمین پر گرتے ہی میکس کھلتے ہوئے سپرنگ کی مانند اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے صفدر پر چھلانگ لگا دی۔ اس کی زوردار کک صفدر کے سینے پر پڑی اور صفدر بھی اچھل کر زمین پر جا گرا۔ پھر صفدر قلابازی کھا کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت اس کے مڑے ہوئے جسم پر میکس آ گرا اور صفدر کو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں احساس ہو گیا کہ آج اس کی ریڑھ کی ہڈی کو مکمل طور پر ٹوٹنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میکس نے اسے اس انداز میں جکڑ لیا تھا کہ وہ کسی صورت اس سے بچ نہ سکتا تھا اور صرف ایک جھٹکے کی دیر باقی تھی۔ صفدر کا سانس رک گیا تھا۔ اس کا ذہن یکلخت تاریک پڑنے لگ گیا تھا کہ اچانک صفدر کے ذہن میں جیسے فلیش سی چمکی اور اس کے ساتھ ہی اس کے مڑے ہوئے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف ہوتے چلے گئے۔ اس طرح اس کی کمان کی طرح دوہری ہوتی ہوئی کمر بھی چند انچ اونچی ہو گئی اور یہ سب کچھ میکس کے اس پر گرنے کے چند سیکنڈ کے اندر ہو گیا۔ اس طرح ہونے سے گو صفدر بچ نہ سکتا تھا لیکن اس نے دونوں ہاتھوں کو پیروں کی طرف کر دیا۔ اس کی پشت جو کوہان کی صورت میں اوپر کو اٹھی ہوئی تھی چند انچ مزید اونچی ہوئی ہی تھی کہ اسی لمحے میکس نے اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑنے کی

کوشش میں جھٹکا دیا اور یہی اس کی غلطی تھی۔ ایسا کرتے وقت ظاہر ہے اسے ایک لمحے کے لئے اپنے جسم کو اوپر اٹھانا تھا اور چونکہ صفدر کی پشت مزید اوپر ہو گئی تھی اس لئے اسے جھٹکا دینے کے لئے میکس کو اپنے جسم کو کافی اوپر اٹھانا پڑا اور جیسے ہی صفدر کی پشت پر میکس کے جسم کا دباؤ ختم ہوا یکلخت صفدر نے دونوں ٹانگیں مینڈک کے انداز میں سائیڈوں پر کر دیں جس کے نتیجے میں صفدر کا جسم کافی نیچے ہو گیا اور میکس جو اپنے انداز کے مطابق اپنے جسم کو ایڈجسٹ کر چکا تھا اس نے اپنے جسم کو روک لیا اور یہیں سے وہ مار کھا گیا۔ میکس کا جسم رکتے ہی صفدر کا جسم کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور میکس چیختا ہوا اچھل کر پیچھے جا گرا اور صفدر بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اپنی زندگی کے سب سے خطرناک داؤ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور یہ داؤ اسے عمران نے ہی سکھایا تھا۔ میکس بھی نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے لگا لیکن صفدر کی لات گھومی اور میکس کے حلق سے یکلخت چیخ نکل گئی۔ اس نے دونوں ٹانگیں جوڑ کر گھما کر صفدر کو گرانے کی کوشش کی لیکن صفدر نے اچھل کر نہ صرف اس کی ضرب سے اپنے آپ کو بچا لیا بلکہ اس نے بوٹ کی دوسری ضرب اس کی کنپٹی پر جڑ دی اور اس بار میکس کے حلق سے تیز چیخ نکل گئی۔ اس نے پھڑک کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن صفدر کی دونوں ٹانگیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آ گئیں اور چند لمحوں بعد میکس کا جسم تڑپنے لگا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون کی لکیریں سی نکل پڑی تھیں۔ صفدر رک گیا اور وہ اب اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے وہ دور سے دوڑتا ہوا یہاں آیا ہو۔ میکس اور اس کے درمیان ہونے والی لڑائی گو زیادہ طویل نہیں تھی لیکن اتنی دیر میں ہی صفدر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ میکس نہ صرف مارشل آرٹ کا ماہر ہے بلکہ اس کے جسم میں طاقت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

"سنو میکس۔ میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا کہ میں عمران ہوں۔ میں عمران نہیں ہوں۔ میں اس کا ساتھی ہوں۔ سوچو۔ جب میں نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے تو تم اس کے سامنے تو تم کچھ بھی نہیں ہو"..... صفدر نے تیز لہجے میں کہا تو میکس کے بگڑتے ہوئے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور دوسرے ہی لمحے وہ بے سدھ ہو گیا۔

"کیا یہ مر گیا ہے"..... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی آج عمران کی طرح فائٹنگ کی ہے۔ گڈ۔ ویری گڈ"..... صالحہ نے تحسین بھرے لہجے میں کہا تو صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"یہ داؤ مجھے عمران صاحب نے ہی سکھائے تھے جو آج کام آ گیا۔ اگر یہ داؤ مجھے نہ آتا تو میکس نے آج میری ریڑھ کی ہڈی توڑ دینی تھی اور میں ہمیشہ کے لئے اپاہج ہو جاتا"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اللہ نہ کرے کہ تمہیں کچھ ہو"..... صالحہ نے یکلخت کہا تو صفدر نے بے اختیار چونک کر صالحہ کی طرف دیکھا۔ صالحہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر دیا کیونکہ یہ بات اس نے اچانک ہی کہی تھی۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کے چہروں پر بھی مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر موجود ہے اس لئے اب ہمیں بلیک ٹائیگرز کے سپیشل پوائنٹ میں پہنچنے میں آسانی ہو گی'' ...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ میں میکس کا میک اپ کر لیتا ہوں جبکہ تم بھی میک اپ کر لو'' ...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے میکس کا میک اپ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے میکس کا میک اپ کر لیا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران کو ایک مرتبہ پھر تلاش کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مل جائے'' ...... جولیا نے کہا۔

''لیکن ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ اگر انہوں نے مل جانا ہوتا تو وہ مل جاتے'' ...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ باری باری ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ صفدر پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ جولیا اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ صفدر نے ہیڈ فون اپنے سر پر چڑھا لیا تھا۔ جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی جبکہ کیپٹن شکیل، صالحہ اور تنویر پچھلی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور آگے بڑھنے لگا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک ہیلی کاپٹر کے ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی۔ صفدر نے چونک کر ڈیش بورڈ کی طرف دیکھا اور پھر ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا تو ٹوں ٹوں کی آواز آنا بند ہو گئی۔

''ہیلو۔ ہیلو میکس۔ جیکسن اسپیکنگ۔ اوور'' ...... دوسری طرف سے ایک پتلی سی آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ میکس اٹینڈنگ۔ اوور'' ...... صفدر نے میکس کی آواز میں بولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''میکس۔ تم سپیشل پوائنٹ کی طرف کیوں آ رہے ہو۔ اوور'' ...... جیکسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''جیکسن۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ سپیشل پوائنٹ میں پہنچ گئے ہیں اس لئے میں ان کی تلاش میں آ رہا ہوں۔ اوور'' ...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی پاکیشیائی ایجنٹ سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گئے ہیں لیکن کیسے۔ تمہیں کس نے اطلاع دی ہے۔ اوور'' ...... دوسری طرف سے جیکسن کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں کے ایک ساتھی نے بتایا ہے۔ اوور'' ...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے۔ میں انہیں ٹریس کر کے ہلاک کرتا ہوں۔ تم بھی آ جاؤ اور تا کہ ہمیں انہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اوور'' ...... جیکسن نے کہا۔

''اوکے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل'' ...... صفدر نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ڈیش بورڈ میں رکھ لیا۔

''یہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے ورنہ سپیشل پوائنٹ میں ہمیں داخل ہونے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا'' ...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

☆......☆......☆

عمران کو ہوش آیا تو وہ ایک کھائی میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے سر اور بازوؤں پر خراشیں تھیں جن سے خون نکل کر جم چکا تھا۔ عمران کا پیراشوٹ نہیں کھل سکا تھا اس لئے جیسے ہی عمران زمین کے قریب پہنچا تھا تو اس نے مخصوص انداز میں اپنے جسم کو سمیٹ کر قلابازی کھائی تھی تو اس لئے وہ سر کے بل زمین پر گرنے کی بجائے پیٹ کے بل گرا تھا اور پیراشوٹ کا ملبہ اس کے اوپر آ گرا تھا۔ عمران زمین پر گرتے ہی چند فٹ تک لڑھکنے کے بعد وہ ایک کھائی میں گر گیا تھا۔ کھائی زیادہ گہری نہیں تھی۔ کھائی میں گرتے ہی عمران کا سر ایک پتھر سے ٹکرایا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ جب اسے ہوش آیا تو رات تھی اور اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ عمران اٹھ کر بیٹھ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے اپنے سر کے پچھلے حصے میں ٹیسیں سی اٹھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ عمران نے سر کے پچھلے حصے پر ہاتھ لگایا تو وہاں ایک گومڑ سا بنا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے زخموں کا اچھی طرح جائزہ لیا پھر اس نے اپنے پشت پر سے بیگ اتار کر زمین پر رکھا اور بازو کی آستین اوپر کر دی۔ پھر بیگ کھول کر اس نے بینڈیج کا سامان نکال کر اپنے بازو اور سر کی بینڈیج کرنے لگا۔ اس نے اپنے سر پر صرف دوا لگا دی تھی البتہ اس نے اپنے بازو پر پٹی باندھ لی تھی اور شرٹ کا آستین نیچے کر لیا تھا۔ اس نے بیگ بند کر کے دوبارہ پہن لیا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا تو وہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کھائی کا جائزہ لینے لگا۔ کھائی کی دیواروں پر بہت سے پتھر ابھرے ہوئے تھے۔ عمران آگے بڑھا اور وہ ابھرے ہوئے پتھروں کو پکڑ کر چڑھتا ہوا کھائی سے باہر نکل آیا۔ عمران کو اپنے ساتھیوں کی فکر تھی۔ وہ یقیناً اس کی گمشدگی پر بے حد پریشان ہوئے ہوں گے۔ عمران چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ ایک طرف بڑھنے لگا۔ چاندنی روشنی پھیلی ہوئی تھی اس لئے عمران چاند کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا۔ عمران ابھی تک بولٹ کے میک اپ میں تھا۔ اس کے ساتھیوں نے تو ہیلی کاپٹر میں ہی اپنے میک اپ تبدیل کر لئے تھے لیکن عمران نے اپنا میک اپ تبدیل نہیں کیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد عمران پہاڑیوں کے درمیان بنی ایک سڑک پر پہنچ گیا۔ سڑک دور دور تک ویران و سنسان پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اپنی جیب سے ایک نقشہ نکال کر پنسل ٹارچ کی روشنی میں چند لمحے غور سے دیکھا پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف بڑھنے لگا۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک پیچھے سے ایک ٹرک کی ہیڈ لائٹ کی روشنی اس پر پڑی تو عمران نے بے اختیار چونک کر مڑ کر پیچھے دیکھا تو ایک ٹرک اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ عمران سڑک کے درمیان میں کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اس انداز میں ہلانے لگا جیسے وہ ٹرک کو روکنے کا اشارہ کر رہا ہو۔ چند لمحوں کے بعد وہ ٹرک اس کے قریب پہنچ کر رک گیا تو عمران اس ٹرک کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ یہ وہی ٹرک تھا جس میں سوار ہو کر عمران اور اس کے ساتھی سپیشل پوائنٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے اور بلیک ٹائیگرز کے ایجنٹوں سے مقابلہ کے دوران ٹرک کا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا۔ عمران ڈرائیونگ سائیڈ والی کھڑکی کی طرف بڑھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان موجود تھا اس نے جب عمران کو دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''ارے بولٹ تم۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ مجھے تو معلوم ہوا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ تمہارے میک اپ میں باس میکس کے پاس گیا تھا اور پھر وہ یہی ٹرک لے کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرار ہو گیا تھا''..... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا تو عمران سمجھ

گیا کہ یہ نوجوان یقیناً بولٹ کا جاننے والا ہے۔

"ہاں۔ یہ بات درست ہے مگر تم کون ہو۔ میں نے تمہیں پہچانا نہیں"...... عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب تم کیسے پہچانو گے جب سے تم بلیک ٹائیگرز ایجنسی کے سپر ایجنٹ میکس کے گروپ میں شامل ہوئے ہو، مجھے تو بھول ہی گئے ہو۔ ارے میں تمہارا دوست نکولس ہوں۔ وہی نکولس جس کے ساتھ تم نے بلیک ٹائیگرز ایجنسی جوائن کی تھی۔ اب پہچانا"...... اس نوجوان نے شکایت بھرے لہجے میں کہا تو عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ نوجوان نے جس کا نام نکولس تھا ٹرک آگے بڑھا دیا۔

"سوری نکولس۔ میں تمہیں واقعی نہ پہچان سکا تھا۔ آئی ایم ریئلی سوری"...... عمران نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو"...... نکولس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں باس میکس کے ساتھ تھا اور ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر رہے تھے۔ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہیں کہیں پہاڑیوں میں چھپے ہوئے ہیں اس لئے ہم یہاں پہنچ کر علیحدہ علیحدہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر رہے تھے کہ مجھے باس میکس نے فون کر کے بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارا ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہو گئے ہیں اور باس دوسرے ہیلی کاپٹر پر ان کے تعاقب میں چلا گیا ہے۔ اس نے مجھے بھی یہی کہا کہ میں بھی سپیشل پوائنٹ پر فوری طور پر پہنچوں۔ چونکہ میرے پاس کوئی سواری نہیں تھی اس لئے میں پیدل ہی سپیشل پوائنٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ تمہیں دیکھا تو میں نے سوچا کہ میں لفٹ لے لوں گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا۔ میں بھی سپیشل پوائنٹ پر فوڈز کے کارٹن پہنچانے جا رہا ہوں"...... نکولس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت اچھا ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"چلو۔ اس طرح باتیں بھی کریں گے"...... نکولس نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا خیال ہے باس میکس پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا"...... نکولس نے کہا۔

"ہاں۔ باس میکس اسرائیل کا سپر ایجنٹ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے انہیں ہلاک کرنے میں ضرور کامیاب ہو گا"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ کیا تم نے شادی کر لی ہے"...... نکولس نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے شادی نہیں کی"...... عمران نے جواب دیا تو نکولس چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ تم نے کیوں شادی نہیں کی۔ کیا کیٹی نے بھی تم سے بے وفائی کر دی ہے"...... نکولس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ کیٹی، بولٹ کی گرل فرینڈ تھی۔

"ہاں۔ دراصل اسے ایک اور لڑکا پسند آ گیا تھا جس کی وجہ سے اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں نے اسے لاکھ منانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں مانی اور اس لڑکے سے شادی کر لی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ مجھے بہت افسوس ہوا ہے۔ کیٹی کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا حالانکہ تم اس سے بہت محبت کرتے تھے اور اس نے تمہاری محبت کی قدر نہیں کی''..... نکولس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد عمران کو کافی دور سے ایک عمارت دکھائی دی جس کی دیواروں پر مرکری بلب جل رہے تھے۔ عمران نے نکولس کی طرف دیکھا تو وہ بھی سامنے کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا۔

''ٹرک روکو نکولس''..... اچانک عمران نے کہا تو نکولس بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا ہو گیا ہے''..... نکولس نے پوچھا۔

''میرے پیٹ میں شدید درد ہو رہا ہے۔ ٹرک روک لو''..... عمران نے کہا تو نکولس نے بریک پیڈل دبا دیا جس کی وجہ سے ٹرک رک گیا۔ جیسے ہی ٹرک رکا تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ایک مکا نکولس کی کنپٹی پر مخصوص جگہ پر مارا تو نکولس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں بے ہوش ہو کر ڈیش بورڈ پر لڑھک گیا۔ عمران نے اپنی پشت پر موجود بیگ کو اتارا اور اسے کھول کر میک اپ کا سامان نکالا اور میک اپ کرنے لگا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ میک اپ سے فارغ ہوا تو اس کی شکل نکولس کی شکل جیسی ہو گئی تھی۔ عمران نے لباس بدلنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اس کا لباس اور نکولس کا لباس ایک جیسا تھا۔ پھر عمران تیزی سے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور ٹرک کے آگے سے گھوم کر وہ ڈرائیونگ ڈور کی طرف آیا۔ اس نے دروازہ کھول کر نکولس کو پکڑ کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر وہ اسے اٹھائے ایک طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دور آنے کے بعد اسے ایک کھائی دکھائی دی جو زیادہ گہری نہیں تھی۔ عمران نے نکولس کو اس کھائی میں پھینک دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ٹرک کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ٹرک کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر اس نے ٹرک سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا۔



تھوڑی دور جانے کے بعد صفدر کو پہاڑوں کے درمیان میں بنی ایک عمارت دکھائی دی تو صفدر سمجھ گیا کہ یہی سپیشل پوائنٹ ہے جہاں سے سپر لیبارٹری تک راستہ جاتا ہے۔ وہ عمارت بے حد وسیع و عریض تھی اور اس کے چاروں اطراف میں مورچے بنے ہوئے تھے جہاں اسرائیلی فوج الرٹ کھڑے تھے۔ جبکہ عمارت کے اندر بھی متعدد فوجی مشین گنوں سے مسلح موجود تھے۔ اس عمارت کے عقب میں گھنا جنگل پھیلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''الرٹ ہو جاؤ۔ میں ہیلی کاپٹر سپیشل پوائنٹ پر اتار رہا ہوں''..... صفدر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہم الرٹ ہیں''..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو پھر صفدر نے ہیلی کاپٹر سپیشل پوائنٹ کے ہیلی پیڈ پر اتار دیا۔ اسی لمحے ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

''آؤ''..... صفدر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر اس نے دروازہ کھولا اور چھلانگ مار کر نیچے اتر آیا۔

''ہیلو میکس۔ کیسے ہو''..... اس نوجوان نے قریب پہنچنے کے بعد میکس سے کہا اور پھر اس نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

اس کی آواز سن کر صفدر سمجھ گیا کہ یہی جیکسن ہے جو سپیشل پوائنٹ کا انچارج ہے اور جس سے تھوڑی دیر پہلے اس کی بات ہوئی تھی۔

''فائن۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹ اس طرف آئے ہیں''..... صفدر نے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آواز میکس کی آواز کی طرح تھی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو دوسروں کی آواز میں بولنے کی باقاعدہ تربیت دی تھی اور سب سے پہلے صفدر نے یہ تربیت حاصل کر لی تھی البتہ دوسرے ساتھی سیکھ رہے تھے۔ جیکسن نے صفدر کے باقی ساتھیوں سے بھی مصافحہ کیا۔ جولیا اور صالحہ کو مجبوراً ان سے مصافحہ کرنا پڑ گیا کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتیں تو جیکسن کو شک ہو سکتا تھا۔

''نہیں۔ سپیشل پوائنٹ کی طرف کوئی بھی پاکیشیائی ایجنٹ نہیں آیا۔ میرے ساتھی الرٹ ہیں۔ اگر وہ اس طرف آئے بھی تو زندہ بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ یہ بتاؤ کیا یہ دونوں لڑکیاں تم نے اپنے گروپ میں نئی بھرتی کی ہیں''..... جیکسن نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں۔ یہ بہترین فائٹر ہیں اور میں ان کی لڑائی سے بے حد متاثر ہوا تھا اس لئے میں نے چیف سے باقاعدہ اجازت لے کر انہیں بھرتی کر لیا ہے''..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ آؤ چائے پیتے ہیں''..... جیکسن نے کہا اور پھر وہ مڑ کر اپنے کیبن کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر وہ جیکسن کے ساتھ نہ گیا تو وہ مشکوک ہو سکتا ہے اس لئے صفدر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ جیکسن کے پیچھے چل پڑا جبکہ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آنے لگے۔ جیکسن انہیں اپنے کیبن میں لے آیا جو آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ کیبن کے کونے میں ایک جہازی سائز کی میز موجود تھی جس کے پیچھے ایک ریوالونگ چیئر پڑی ہوئی تھی جبکہ اس میز کے ارد گرد چھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

''بیٹھو''..... جیکسن نے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جیکسن نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

''سات چائے لے آؤ۔ میری چائے میں شوگر کم ہونا چاہئے''..... جیکسن نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیکسن نے بے اختیار چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''جیکسن بول رہا ہوں''..... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''کرنل راسکر اسپیکنگ۔ جیکسن۔ فوڈز کا ٹرک پہنچا ہے یا نہیں''..... دوسری طرف سے کرنل جیکسن کی آواز سنائی دی۔

''جناب۔ ٹرک پہنچنے ہی والا ہے۔ وہ راستے میں ہے اور آدھے گھنٹے تک پہنچ جائے گا''..... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیکسن نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس پر سات پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نوجوان نے باری باری پیالیاں ان سب کے سامنے رکھیں اور پھر وہ ٹرے لئے وہاں سے چلا گیا۔

"چائے پیو"..... جیکسن نے کہا اور پھر اس نے اپنے سامنے رکھی پیالی اٹھائی اور سپ کرنے لگا۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے سامنے رکھی ہوئی پیالی اٹھائی اور وہ چائے سپ کرنے لگے۔ صفدر نے جیسے ہی چائے کا سپ لیا تو یکلخت اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا پھیل گیا تھا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے چائے کی پیالی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ کرسی پر ہی بے ہوش ہو گیا۔ جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔

جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح صفدر کے ذہن میں بھی روشنی کی لہر نمودار ہوئی اور پھر یہ روشنی بتدریج بڑھتی چلی گئی اور صفدر کا شعور بیدار ہو گیا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ جیکسن کے آفس کی بجائے ایک اور کمرے میں موجود تھے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی راڈز والی کرسیوں سے جکڑے ہوئے تھے اور ہوش میں آنے والے پراسس سے گزر رہے تھے۔ صفدر کے سامنے ایک کرسی پر جیکسن بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے پیچھے دو مسلح فوجی موجود تھے۔ جیکسن کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"جیکسن۔ یہ کیا حرکت ہے۔ تم نے ہمیں بے ہوش کیوں کر دیا تھا"..... صفدر نے میکس کی آواز میں بولتے ہوئے کہا۔

"تم کیا سمجھتے تھے کہ میں تمہیں دیکھ کر دھوکا کھا جاؤں گا اور تمہیں میکس سمجھ لوں گا"..... جیکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہاری بات کا۔ میں میکس ہی ہوں"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ تم میکس ہو تو بتاؤ تمہارے والد کا کیا نام ہے"..... جیکسن نے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن صفدر خاموش رہا۔ ظاہر ہے اسے میکس کے والد کا نام تو معلوم نہیں تھا۔

"تم میکس ہوتے تو اپنے والد کا نام بتا دیتے۔ میں پہلی ہی نظر میں تمہیں دیکھ کر پہچان گیا تھا کہ تم میکس کے میک اپ میں پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور میکس کو تم نے ہلاک کر دیا ہے۔ اب میں نے تمہیں کیسے پہچانا یہ بھی بتا دیتا ہوں۔ میکس سیاہ فام ہے اور اس کا والد میرے والد کا گہرا دوست تھا۔ تم نے میکس کا میک اپ تو کامیابی سے کیا ہے مگر تم سے یہ غلطی ہو گئی کہ تم نے اپنی گردن سیاہ میک اپ سے سیاہ نہیں کی اس لئے تمہیں دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میکس لڑکیوں کو اپنے گروپ میں شامل کرنے کا قائل نہیں ہے اس لئے جب تم نے کہا کہ تم نے کرنل راسکر کی اجازت سے لڑکیوں کو اپنے گروپ میں شامل کر لیا ہے تو اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ تم میکس نہیں ہو"..... جیکسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو صفدر ہونٹ کاٹنے لگا۔ واقعی اس سے یہ غلطی ہو گئی تھی کہ اس نے میک اپ کے ذریعے خود کو میکس تو بنا لیا تھا لیکن اپنی گردن پر میک اپ نہیں کیا تھا اور یہی غلطی اس کی پہچان کا سبب بن گئی تھی۔

"اب تم کیا چاہتے ہو"..... صفدر نے کہا۔

"میکس کہاں ہے"..... جیکسن نے پوچھا۔

"وہ میرے ہاتھوں مارا گیا ہے"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیکسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ تو اسرائیل کا سپر ایجنٹ تھا اور اسے مارشل آرٹ پر بھی عبور تھا پھر وہ کیسے تمہارے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ کرنل راسکر نے تمہارے بارے میں ٹھیک کہا تھا کہ تم واقعی خطرناک لوگ ہو اس لئے تمہاری موت اب یقینی ہوگئی ہے'' ...... جیکسن نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی اندر داخل ہوا تو جیکسن نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیا بات ہے۔ کیوں آئے ہو'' ...... جیکسن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ آپ نے کہا تھا کہ جیسے ہی فوڈز والا ٹرک آئے تو آپ کو اطلاع کر دی جائے اس لئے میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں کہ فوڈز والا ٹرک آگیا ہے'' ...... اس فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ میں آرہا ہوں'' ...... جیکسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ فوجی سر جھکائے کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی جیکسن بھی اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور مسلح فوجیوں کی طرف مڑا۔

''ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالو'' ...... جیکسن نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ان دونوں فوجیوں نے اپنی اپنی مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین گنوں کے ٹریگر دبا پاتے اچانک کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی تنویر اور کیپٹن شکیل عقابوں کی مانند اچھلے اور اڑتے ہوئے ان دونوں فوجیوں پر جا گرے۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں فوجیوں کو لئے فرش پر گر گئے جس کے باعث دونوں فوجیوں کو گولیاں چلانے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ صفدر نے دیکھا کہ اس کے ہاتھوں کے گرد راڈز بھی غائب ہوگئے تھے۔ جولیا اور صالحہ بھی آزاد ہوگئی تھیں۔ وہ تینوں بھی اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے مخصوص انداز میں ان دونوں فوجیوں کی پسلیوں میں اپنے پاؤں کی ٹھوکریں ماریں تو وہ دونوں فوجی چیختے ہوئے تڑپنے لگے۔ کیپٹن شکیل اور تنویر نے ان دونوں سے مشین گنیں جھپٹیں اور دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں فوجی تڑپنے لگے اور پھر ساکت پڑتے چلے گئے۔

''تم دونوں آزاد کیسے ہوئے ہو۔ تم تو بے ہوش تھے اور ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے'' ...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''جب تم جیکسن سے باتیں کر رہے تھے تو ہم ہوش میں آچکے تھے۔ یہ راڈز ریموٹ کنٹرول سے آپریٹ ہوتے ہیں۔ عمران صاحب نے مجھے ان راڈز والی کرسیوں کے بارے میں بتایا تھا کہ ان راڈز کا سسٹم فرش میں ایک جگہ موجود ہوتا ہے جس پر اگر کسی کا پاؤں پڑ جائے تو وہ راڈز کھل جاتے ہیں۔ اس لئے جب جیکسن کمرے سے باہر جا رہا تھا تو اسے معلوم ہی نہیں ہوسکا اور اس کا پاؤں اسی جگہ پر پڑ گیا تھا جہاں راڈز کو کھولنے والا سسٹم ہے اس لئے جیسے ہی جیکسن کا پاؤں اس جگہ پڑا تو ہمارے راڈز کھل گئے اور باقی صورت حال تمہارے سامنے ہے'' ...... کیپٹن شکیل نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر ستائشی نظروں سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

''نجانے عمران صاحب کو ایسی معلومات کہاں سے مل جاتی ہیں''..... صفدر نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ وہ سائنس دان بھی ہیں''..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے ہمیں اس کمرے سے باہر نکلنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ جیکسن یا اس کے ساتھی یہاں پہنچ جائیں اور ہمیں اب اس میک اپ سے بھی چھٹکارا پانا ہوگا''..... تنویر نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آؤ''..... صفدر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

☆......☆......☆

عمران نے ٹرک سپیشل پوائنٹ کے گیٹ پر روک دیا۔ اس نے دیکھا کہ گیٹ پر دو مسلح فوجی چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ایک فوجی نے ٹرک کے چاروں طرف گھوم کر ایک آلے سے ٹرک کو چیک کیا اور پھر او کے کا سگنل دیا تو دوسرے فوجی نے گیٹ کھول دیا اور عمران ٹرک سپیشل پوائنٹ کے گیٹ سے گزار کر ایک میدان میں لے آیا۔ اسی وقت گیٹ سے پچاس فٹ کے فاصلے پر بنے کمرے سے بارہ، تیرہ مسلح فوجی نکل کر ٹرک کی طرف بڑھے تو عمران نے ٹرک کا انجن بند کیا اور اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

''ہائے نکولس۔ کیسے ہو۔ بہت دنوں کے بعد شکل دکھا رہے ہو۔ لگتا ہے اپنے دوست وارنر کو بھول ہی گئے ہو''..... سب سے آگے والے ایک فوجی نے عمران کے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ اس فوجی کا نام وارنر ہے۔

''میں ٹھیک ہوں وارنر۔ میں دوستوں کو نہیں بھولتا البتہ تم تو جانتے ہو کہ بلیک ٹائیگرز تنظیم میں کتنی مصروفیت ہوتی ہے۔ آج اچانک ہی میرا یہاں آنے کا چانس بن گیا تھا اس لئے تم سے بھی ملاقات ہو گئی''..... عمران نے نکولس کے لہجے میں مسکرا کر جواب دیا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن مصروفیت کے باوجود تمہیں اپنے دوستوں کے لئے وقت نکالنا چاہئے۔ دوستوں کے بغیر بھی کوئی زندگی ہے۔ نہایت پھیکی زندگی ہوتی ہے''..... وارنر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی دوستوں کے بغیر زندگی بے کیف اور پھیکی ہوتی ہے لیکن میں اب دوستوں کے لئے وقت نکالا کروں گا''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلو بھئی۔ تم سب جلدی سے ٹرک سے کارٹن اتار کر شٹل ٹرین میں رکھنا شروع کر دو۔ میں نے تہہ خانے کا دروازہ کھول دیا ہے''..... وارنر نے اپنے ساتھ آئے ہوئے فوجیوں سے کہا تو وہ سب فوجی ٹرک کی طرف بڑھ گئے۔

''آؤ۔ میرے کمرے میں بیٹھ کر چائے پیتے ہیں۔ تم بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو''..... وارنر نے کہا تو عمران اس کے ساتھ اس کے کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں ایک جہازی سائز میز پڑی ہوئی تھی جس پر ٹیلی فون، ایک باسکٹ اور چند فائلیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے کمرے کی ایک بڑی کھڑکی باہر کی طرف کھلتی تھی جس میں ایک شیشہ لگا ہوا تھا۔ عمران کھڑکی کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا

اور ٹرک سے کارٹن اتارتے ہوئے فوجیوں کی طرف دیکھنے لگا۔اس دوران وارنر نے انٹرکام پر کسی سے چائے کا کہہ دیا تھا اور تین منٹ کے بعد ہی ایک فوجی چائے پہنچا گیا اور عمران اور وارنر چائے سپ کرنے کے دوران باتیں کرنے لگے۔عمران چائے سپ کرنے کے دوران غائرانہ نگاہوں سے کارٹن اتارنے والے فوجیوں کو دیکھ رہا تھا۔ دو فوجی ٹرک پر سوار تھے اور وہ فوڈز کے کارٹن اٹھا کر دو اور فوجیوں کو دے رہے تھے جو ان سے لے کر زمین پر رکھتے جا رہے تھے جبکہ باقی فوجی فوڈز کے کارٹن اٹھا کر ایک کمپاؤنڈ کے کمرے میں لے جا رہے تھے۔ پانچ فوجیوں کی چال ڈھال دیکھ کر عمران یکلخت چونک پڑا۔اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ وہ پانچ سیاہ پوش اس کے ساتھی صفدر، جولیا، تنویر، صالحہ اور کیپٹن شکیل تھے۔عمران دل ہی دل میں انہیں داد دے رہا تھا جو اس سے پہلے ہی سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گئے تھے۔جولیا اور صالحہ مردانہ میک اپ میں تھیں اور عمران ان کی چال ڈھال سے انہیں پہچانتا تھا۔اسی لمحے میز پر پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وارنر نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو''..... وارنر نے بھاری آواز میں کہا اور پھر دوسری طرف سے فون کرنے والے کی بات سننے لگا۔

''لیس باس۔ اوکے باس۔ میں آ رہا ہوں''..... جیکسن نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔عمران اس کی طرف استفہامیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''کہاں جا رہے ہو''..... عمران نے پوچھا۔

''باس جیکسن اپنے آفس میں بلا رہا ہے۔ تم بیٹھو۔ میں باس کی بات سن کر ابھی آ رہا ہوں''..... وارنر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔عمران چند منٹ ڈبے اٹھاتے فوجیوں کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بھی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا اور ٹرک کے قریب پہنچ گیا۔

''میرا خیال ہے کہ مجھے بھی کارٹن اٹھانے میں تم لوگوں کی مدد کرنی چاہیے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرک کے قریب کھڑے دو فوجیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اچھی بات ہے۔اس طرح کارٹن جلد ہی لوڈ ہو جائیں گے''..... ٹرک پر سوار ایک فوجی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک بڑا کارٹن اٹھایا اور اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس طرف باقی فوجی کارٹن اٹھا کر جا رہے تھے۔کمرے میں داخل ہو کر عمران نے دیکھا کہ وہ ہال نما کمرہ تھا جس کے دائیں طرف ایک دروازہ تھا اور نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔عمران بھی کارٹن اٹھائے سیڑھیاں اترنے لگا۔سیڑھیوں کے اختتام پر ایک تنگ سی سرنگ تھی جس میں پٹڑی پر شٹل ٹرین کھڑی تھی اور اس کا عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دو فوجی شٹل ٹرین پر سوار تھے جبکہ دو فوجی زمین پر پڑے کارٹن اٹھا اٹھا کر شٹل ٹرین پر رکھ رہے تھے اور شٹل ٹرین پر سوار فوجی کارٹن اٹھا کر ٹرین میں ایک سائیڈ پر ترتیب سے رکھتے جا رہے تھے۔عمران نے بھی کارٹن شٹل ٹرین کے قریب زمین پر رکھا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کمرے میں آ گیا۔اسی لمحے کمرے میں کیپٹن شکیل کارٹن اٹھائے داخل ہوا۔عمران نے ایک نظر کیپٹن کو دیکھا اور پھر وہ کمرے سے نکل کر

ٹرک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کا خیال تھا کہ کیپٹن شکیل اسے دیکھ کر پہچان لے گا مگر وہ عمران کو نہ پہچان سکا تھا۔ عمران نے ایک اور کارٹن اٹھایا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے آگے صفدر کارٹن اٹھائے جا رہا تھا۔ عمران نے وارنر کے کمرے کی طرف دیکھا تو وارنر ابھی تک اپنے کمرے میں نہیں آیا تھا۔ دس منٹ تک بعد تمام کارٹنز شٹل ٹرین پر لوڈ ہو گئے تو تمام فوجی ہاتھ جھاڑتے ہوئے ایک کمرے میں چلے گئے جبکہ عمران ٹرک کے پاس کھڑا ہو گیا۔ وہ بہت بے چین دکھائی دے رہا تھا کیونکہ شٹل ٹرین روانہ ہونے والی تھی اور عمران بھی کسی نہ کسی طریقے سے شٹل ٹرین میں سوار ہونا چاہتا تھا۔ اچانک عمران نے اپنی جیبوں میں ہاتھ مارنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنی جیبوں میں کوئی چیز تلاش کر رہا ہو۔ دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ میرا والٹ''..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے نکولس۔ کیا چیز گم ہو گئی ہے''..... اسی لمحے ایک فوجی نے عمران سے پوچھا۔

''میرا والٹ کہیں گر گیا ہے۔ کیا تم نے میرا والٹ یہیں کہیں پڑا ہوا دیکھا ہے''..... عمران نے اس فوجی سے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے تمہارا والٹ نہیں دیکھا''..... فوجی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ میرا والٹ کہیں تہہ خانے والے کمرے میں نہ گر گیا ہو۔ اس میں بہت ضروری کاغذات ہیں۔ میں ابھی آتا ہوں''..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا تہہ خانے والے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران ابھی کمپاؤنڈ میں ہی پہنچا تھا کہ اسی لمحے اسے وارنر اور فوج دکھائی دیا۔ ان دونوں کے پیچھے چار فوجی کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔ انہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائی ہوئی تھیں اور ان کا رخ اس طرف تھا جس طرف عمران موجود تھا۔ انہیں دیکھ کر عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہی۔ یہی وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہے جو نکولس کے میک اپ میں ہے۔ بھون ڈالو اسے''..... وارنر کے ساتھ آنے والے فوجی نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ فوجی عمران پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتے، عمران نے چھلانگ ماری اور دروازہ کھول کر کمرے کے اندر داخل ہو گیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیوں کی بوچھاڑ عین دروازے پر پڑی تھی۔ گولیاں لگنے سے دروازے میں بہت سارے سوراخ ہو گئے تھے۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ اس کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے اور اس کی اصلیت کے بارے میں وارنر کو معلوم ہو گیا ہے۔ عمران نے تہہ خانے کی طرف جانے والے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ آہستہ آہستہ بند ہو رہا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے کھڑا ہوا اور دوسرے ہی لمحے اس نے چھلانگ لگائی اور بند ہوتے دروازے پر فرش پر جا گرا۔ فرش پر گرتے ہی عمران اٹھا اور بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ وارنر اور اس کے ساتھی بھی مشین گنیں سنبھالے تہہ خانے کی سیڑھیوں پر آ گئے اور انہوں نے دروازہ کھول کر عمران پر گولیاں برسانی شروع کر دیں لیکن یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ اسے ایک بھی گولی نہیں لگ رہی تھی۔ سرنگ میں تہہ خانے کے دروازے سے آنے والی روشنی پھیلی ہوئی

تھی۔ شٹل ٹرین آہستہ آہستہ آگے بڑھتی جا رہی تھی اور اس کی رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور سیڑھیوں پر موجود وارنر اور اس کے ساتھیوں پر گولیاں چلانے لگا۔ اس کے مشین پسٹل سے نکلی ہوئی گولیوں نے تین فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو لڑھکتے ہوئے نیچے آگرے جبکہ وارنر دروازے کے پیچھے غائب ہو گیا تھا۔ عمران نے شٹل ٹرین کی طرف دیکھا کہ شٹل ٹرین دو سو گز دور ہو چکی تھی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور شٹل ٹرین کی طرف دوڑنے لگا۔ اسی لمحے وارنر اور اس کے ساتھ آنے والا فوجی سیڑھیاں اتر کر نیچے آگئے اور وہ مشین گنوں سے عمران پر گولیاں برسانے لگے مگر عمران برق رفتاری سے شٹل ٹرین کی طرف دوڑ رہا تھا اس لئے خوش قسمتی سے گولیاں اسے نہیں لگ رہی تھیں۔

"دوڑو۔ پکڑو پاکیشیائی ایجنٹ کو۔ یہ شٹل ٹرین پر سوار نہ ہو سکے"..... عمران کو وارنر کے ساتھ آنے والے فوجی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر سات، آٹھ فوجی مشین گنوں سے گولیاں چلاتے ہوئے عمران کی طرف آنے لگے۔

شٹل ٹرین کی رفتار میں تیزی آگئی تھی اور عمران بھی پوری قوت سے اس کی طرف دوڑ رہا تھا۔ پٹڑی پر گوڈ کیلے اور بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے مگر عمران ان پتھروں پر یوں دوڑ رہا تھا جیسے اسے ایسے پتھروں پر دوڑنے کی پریکٹس ہو۔ اچانک عمران نے دوڑتے ہوئے چھلانگ لگائی اور اس نے شٹل ٹرین کے عقبی دروازے کے ہینڈل پکڑ لئے اور شٹل ٹرین کے ساتھ گھسٹنے لگا۔ وہ چند لمحوں تک گھسٹتا رہا پھر اس نے خود کو سنبھالا اور اپنی قوت صرف کرتے ہوئے شٹل ٹرین پر چڑھنے لگا۔ گو اسے شٹل ٹرین پر چڑھنے میں بہت دقت ہو رہی تھی لیکن بالآخر وہ شٹل ٹرین پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ ٹرین کی رفتار اب بہت تیز ہو گئی تھی اور تہہ خانے کا دروازہ روشنی میں اب آہستہ آہستہ معدوم ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے آنے والے فوجیوں نے بھی اس پر گولیاں چلانا بند کر دی تھیں۔



جیکسن کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ اس وقت متعدد فوجیوں کے ساتھ تہہ خانے کے دروازے پر موجود تھا اور شٹل ٹرین کی طرف دیکھ رہا تھا جو اندھیرے کا حصہ بن گئی تھی اور اب اس کی صرف آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔

جیکسن اس وقت اپنے آفس میں ہی موجود تھا جب اسے نکولس نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی تھی کہ وہ فوڈز والا ٹرک لے کر سپیشل پوائنٹ کی طرف آ رہا تھا جب اسے راستے میں بولٹ مل گیا اور اس نے بولٹ کو ٹرک میں سوار کر لیا تھا مگر بولٹ نے اچانک اسے بے ہوش کر کے ایک گہری کھائی میں پھینک دیا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے کھائی سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوا تھا اور پھر اس نے جیکسن کو اطلاع دی تھی۔ جیکسن سمجھ گیا تھا کہ نکولس کے میک اپ میں پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ میکس اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں جو پاکیشیائی ایجنٹ سپیشل پوائنٹ پر آئے تھے ان کے بارے میں اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھیوں نے انہیں ہلاک کر دیا ہوگا۔ اسے انہیں دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا کہ اسے نکولس نے پاکیشیائی ایجنٹ کے بارے میں اطلاع کر دی تھی اور اب وہ تہہ خانے کے گیٹ پر کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل تھا۔

''افسوس کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا ہے''...... جیکسن نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔شٹل ٹرین ابھی سرنگ کے راستے میں ہی ہے۔ اگر ہم سرنگ میں بمباری کر دیں تو پاکیشیائی ایجنٹ مارا جائے گا''...... وارنر نے تیز لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ہم سرنگ میں بمباری نہیں کر سکتے کیونکہ سرنگ میں بمباری کرنے سے نہ صرف سرنگ تباہ ہو جائے گی بلکہ لیبارٹری بھی آگ کی لپیٹ میں آ جائے گی ۔نہیں۔میں یہ رسک نہیں لے سکتا''...... جیکسن نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''باس۔کیا شٹل ٹرین کو روکا نہیں جا سکتا''...... وارنر نے پوچھا۔

''نہیں۔شٹل ٹرین کا سسٹم کمپیوٹر سے منسلک ہے اور یہ میکانکی انداز میں چلتی ہے۔اب اسے روکنا فضول ہے کیونکہ جب تک میں اسے روکنے والا سسٹم آن کروں گا تب تک شٹل ٹرین لیبارٹری تک پہنچ چکی ہو گی''...... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔آپ پھر کرنل راسکر صاحب کو اطلاع کر دیں تا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کی سرکوبی کے لئے فوری طور پر اقدامات کر لیں''...... وارنر نے کہا۔

''ہاں۔میں اب ایسا ہی کرتا ہوں''...... جیکسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

اپنے آفس میں داخل ہونے کے بعد جیکسن نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف گھنٹی جانے لگی۔

''کرنل راسکر اسپیکنگ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے کرنل راسکر کی کرخت آواز سنائی دی۔

''باس۔میں جیکسن بول رہا ہوں''...... جیکسن نے گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے جیکسن۔تم آواز میں لرزش کیوں ہے''...... کرنل راسکر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی تو جواب میں جیکسن نے پوری رپورٹ بتا دی۔

''نانسنس۔یہ تم نے کیا کر دیا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل راسکر کی دہاڑتی ہوئی آواز سنائی دی تو جیکسن پر کپکپی طاری ہو گئی۔

''بب۔بب۔باس۔میں نے اسے ہلاک کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن''...... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نااہل انسان ہو۔تمہارے اندر کوئی صلاحیت نہیں ہے۔اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اتنے نااہل ثابت ہو گے تو میں تمہیں سپیشل پوائنٹ کا انچارج نہ بناتا''...... کرنل راسکر نے چیختے ہوئے کہا تو جیکسن کے ہاتھ سے گھبراہٹ کے مارے رسیور گرتے گرتے بچا۔

''بب۔بب۔باس۔مم۔مم۔میں معافی چاہتا ہوں۔پاکیشیائی ایجنٹ میک اپ میں تھا اور میں اسے پہچان نہ سکا تھا۔حالانکہ اس سے پہلے جو پانچ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں آئے تھے ان سب کو میں نے ہلاک کرا دیا تھا جبکہ اس ایجنٹ کی مجھے اطلاع بعد میں ملی تھی''......

جیکسن نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔ اس کے حلق سے آواز ہی نہ نکل رہی تھی۔

"تو کیا تم سب اندھے ہو گئے تھے کہ تم اس کا میک اپ تک چیک نہیں کر سکے۔ پاکیشیائی ایجنٹ تم سب کو الو بنا کر شٹل ٹرین میں سوار ہو گیا ہے اور تم معافی مانگ رہے ہو۔ نانسنس۔ تم معافی کے قابل نہیں ہو۔ میں پہلے پاکیشیائی ایجنٹ سے نبٹ لوں پھر میں تم سے نبٹتا ہوں"..... کرنل راسکر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے رابطہ منقطع ہو گیا تو جیکسن نے مایوسی کے انداز میں رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ وہ کرنل راسکر کے غصے کو جانتا تھا۔ اسے ناکامی سے سخت نفرت تھی۔ وارنر اور دیگر فوجی پریشان کھڑے جیکسن کو دیکھ رہے تھے۔ اسی وقت ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا تو وہ سب حیرت سے اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ دھماکا کیسا ہے۔ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ باہر جا کر دیکھو۔ نانسنس"..... جیکسن نے غصے کی شدت سے چلاتے ہوئے کہا۔

"او کے باس۔ میں دیکھتا ہوں۔ آؤ"..... وارنر نے پہلے جیکسن اور پھر دیگر فوجیوں سے کہا اور وہ باہر نکل گئے۔

جیکسن بھی تیزی سے کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ سپیشل پوائنٹ کی عمارت کے ایک حصے میں آگ لگی ہوئی تھی اور متعدد فوجی آگ والے حصے کی طرف دوڑ رہے تھے۔ اسی وقت چاروں طرف سے یکے بعد دیگرے چار دھماکے ہوئے اور پوری عمارت آگ اور دھوئیں میں نہا گئی۔ جیکسن کو بھی ایسا محسوس ہوا جیسے اسے کسی نے اٹھا کر پھینک دیا۔ وہ اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرایا اور زمین پر گرتے ہی ساکت پڑ گیا۔



عمران نے ایک ہاتھ سے شٹل ٹرین کا ہک مضبوطی کے ساتھ پکڑا ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے مشین پسٹل تھاما ہوا تھا۔ سرنگ میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور شٹل ٹرین انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ اسی لمحے عمران کو یکے بعد دیگرے کان پھاڑ دھماکے سنائی دیئے جس سے سرنگ کی زمین یوں لرزنے لگ گئی تھی جیسے وہاں زلزلہ آ گیا ہو۔ چند منٹ کے بعد دھماکے بند ہو گئے اور گہرا سکوت طاری ہو گیا۔ شٹل ٹرین اپنی رفتار سے آگے بڑھتی جا رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی رفتار میں کمی آنا شروع ہو گئی تو عمران سمجھ گیا کہ شٹل ٹرین لیبارٹری پہنچ گئی ہے۔ عمران مشین پسٹل تھامے شٹل ٹرین کی چھت پر چڑھنے لگا۔ شٹل ٹرین کی چھت پر چڑھنے کے بعد وہ اوندھے منہ لیٹ گیا۔ چند لمحوں کے بعد شٹل ٹرین ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ایک لوہے کا گیٹ کھل گیا اور سرنگ میں روشنی پھیل گئی تھی۔ عمران نے تھوڑا سا سر اٹھا کر دیکھا تو شٹل ٹرین سرنگ عبور کر کے اب ایک وسیع و عریض ہال میں رکی ہوئی تھی اور اردگرد سے متعدد فوجی مشین گنیں اٹھائے آ گئے تھے۔ چار فوجی تیزی سے دوڑتے ہوئے شٹل ٹرین کی بیک سائیڈ پر آ گئے۔ دوسرے ہی لمحے دو فوجی تو شٹل ٹرین کی چھت پر چڑھنے لگے جبکہ دو وہیں کھڑے رہے۔ عمران چونکا ہو چکا تھا اس لئے وہ دونوں سیاہ پوش جیسے ہی شٹل ٹرین کی چھت پر آئے تو عمران نے ان دونوں پر گولیاں برسا دیں اور وہ دونوں فوجی چیختے ہوئے نیچے جا گرے۔ پھر عمران شٹل

ٹرین کی چھت پر کھڑا ہوا اور تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگا۔

''اوہ۔ پاکیشیائی ایجنٹ شٹل ٹرین کی چھت پر ہے۔ اسے بھون ڈالو''..... اسی لمحے نیچے کھڑے ایک فوجی نے چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا تو باقی نیچے کھڑے دونوں فوجی دوڑتے ہوئے ٹرین کی چھت پر چڑھنے لگے مگر اسی وقت عمران نے چھلانگ لگائی اور ان دونوں فوجیوں کو گولیاں مارتے ہوئے زمین پر جا گرا۔ اس کی گولیوں سے وہ دونوں فوجی بھی مارے جا چکے تھے۔ زمین پر گرتے ہی عمران اٹھ کر کھڑا ہوا اور جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا اور اس نے فوراً ہی ایک دیوار کی آڑ لے لی۔ چند لمحوں کے بعد اس نے سر تھوڑا سا باہر نکال کر دیکھا تو اسی لمحے ایک گولی اس کے قریب دیوار پر آ لگی اور عمران نے اپنا سر پیچھے کر لیا۔ پھر اس نے باہر نکل کر قلابازی کھائی اور اس طرف مشین پسٹل سے گولیاں چلا دیں جس طرف سے اس پر گولی چلائی گئی تھی۔ ایک دردناک چیخ ابھری اور عمران تیزی سے دوڑتا ہوا ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا تھا کیونکہ کمپاؤنڈ میں مزید فوجی آ گئے تھے اور انہوں نے بھی اندھا دھند عمران پر گولیاں چلانی شروع کر دی تھیں۔ اسی لمحے عمران کو گولیوں اور فوجیوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران چند لمحے ستون کے پیچھے چھپا رہا پھر اس نے تھوڑا سا سر باہر نکال کر دیکھا تو سارے فوجی زمین پر مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔

عمران نے اردگرد کا جائزہ لیا اور پھر وہ ستون کی آڑ سے نکل کر چوکنے انداز میں چلتا ہوا ایک فوجی کی طرف بڑھا۔ اس نے فوجی کی وردی اتار کر خود پہنی اور کمپاؤنڈ کے کونے کی طرف بھاگنے لگا۔ اسے گولیاں چلنے کی آوازیں وقفے وقفے سے سنائی دے رہی تھیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران نے کمپاؤنڈ کے کونے میں پہنچ کر دوسری طرف جھانکا۔ کمپاؤنڈ میں کوئی ذی روح نہیں تھا اور اردگرد فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران کمپاؤنڈ میں چلنے لگا۔ کمپاؤنڈ میں مختلف جگہوں پر ننھے بٹن لگے ہوئے تھے جو کہ خفیہ کیمرے تھے۔ وہ مختلف کمپاؤنڈوں سے ہوتا ہوا ایک کمپاؤنڈ کے آخری کمرے کی طرف بڑھا۔ اس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے اس کمرے میں داخل ہو کر دیکھا تو اس کی سائیڈ دیوار پر ایک مشین لگی ہوئی تھی جس کے اوپر ایک کمپیوٹر سکرین نصب تھی۔ عمران چند لمحے غائرانہ نگاہوں سے اس مشین کو دیکھتا رہا پھر اس نے مشین پسٹل دائیں سائیڈ پر پڑی میز پر رکھی اور مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے تو یکلخت کمپیوٹر سکرین آن ہو گئی اور اس میں ایک ہال کمرے کا منظر ابھر آیا۔ عمران چونک کر منظر کو دیکھنے لگا۔ ہال کمرے میں دو ادھیڑ عمر آدمیوں کے علاوہ چھ اور افراد بھی موجود تھے۔ جنہوں نے سفید رنگ کے کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک ادھیڑ عمر آدمی کی طرف دیکھا تو وہ بول رہا تھا جبکہ دوسرا ادھیڑ عمر ایک کمپیوٹر سکرین کے سامنے بیٹھا ہوا اسے تیزی سے آپریٹ کرنے میں مصروف تھا۔ کمپیوٹر آپریٹ کرنے والا ادھیڑ عمر اسرائیل کا معروف سائنسدان ڈاکٹر مائیکل تھا جسے عمران جانتا تھا جبکہ کرنل راسکر کو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ ایک کرسی کے ساتھ پاکیشیائی سائنس دان پروفیسر کاشان باقری کو باندھ دیا گیا تھا اور وہ بے بسی سے کرنل راسکر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے مشین کے کونے پر لگا ہیڈ فون اتار کر اپنے کانوں پر لگا لیا اور مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اسے ہال کمرے میں بولنے والے کرنل راسکر کی آواز سنائی دینے لگی۔

''ڈاکٹر مائیکل۔ فارمولے کو سیف کرنے میں کتنی دیر باقی ہے''..... کرنل راسکر کی آواز سنائی دی۔

''کرنل صاحب۔ فارمولا سیف ہونے میں صرف چند منٹ باقی ہیں''..... ڈاکٹر مائیکل نے جواب دیا۔

''جلدی کرو ڈاکٹر مائیکل۔ ہم پاکیشیائی ایجنٹ کے لیبارٹری میں آنے سے پہلے ہی یہاں سے نکل جانا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لیبارٹری میں پہنچ جائے۔ کیا تم نے چاروں طرف بم نصب کر دیئے ہیں''..... کرنل راسکر نے پہلے ڈاکٹر مائیکل اور پھر دو نوجوانوں سے کہا۔

''یس سر''..... ایک نوجوان نے جواب دیا تو کرنل راسکر نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

''ریموٹ کنٹرول مجھے دے دو''..... کرنل راسکر نے کہا تو ایک نوجوان نے ایک سفید رنگ کا ریموٹ کنٹرول کرنل راسکر کے حوالے کر دیا۔

''میں اس لیبارٹری کو پاکیشیائی ایجنٹوں کا قبرستان بنا دوں گا۔ سپیشل لیزر ویپن اب تم تیار کرو گے''..... کرنل راسکر نے دانت پیستے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔ ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ ڈاکٹر مائیکل سپیشل لیزر ویپن کا فارمولا ایک سی ڈی میں سیف کر رہا تھا اور کرنل راسکر سپیشل لیزر ویپن کا فارمولا لے کر اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے فرار ہو رہا تھا۔ اس نے لیبارٹری میں بم بھی نصب کرا دیئے تھے تاکہ وہ فرار ہونے کے بعد لیبارٹری کے ساتھ اس کے چیتھڑے بھی اڑا دے۔ یقیناً لیبارٹری میں ایسا خفیہ راستہ تھا جہاں سے کرنل راسکر اور باقی افراد فرار ہو سکتے تھے۔ عمران دوبارہ مشین آپریٹ کرنے لگا تو دوسرے ہی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی دائیں طرف کی دیوار پھٹ کر اوپر چھت میں چلی گئی۔ عمران نے مشین پسٹل سنبھالا اور بجلی کی سی تیزی سے پھٹی ہوئی دیوار سے گزرتے ہوئے دوسری طرف آ گیا۔ اس طرف بھی ایک کمپاؤنڈ تھا۔

عمران دوڑتا ہوا کمپاؤنڈ کے آخری دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ اسی وقت کمپاؤنڈ میں پانچ فوجی دوڑتے ہوئے داخل ہوئے تو عمران نے پلٹ کر ان کی طرف دیکھا۔ عمران انہیں پہچان گیا تھا۔ وہ اس کے ساتھی صفدر، کیپٹن شکیل، جولیا، صالحہ اور تنویر تھے اور وہ اسرائیلی فوجیوں کے میک اپ میں تھے۔ انہوں نے جب عمران کو دیکھا تو وہ سب ارد گرد بنے ستونوں کے پیچھے چھپ گئے۔

''سٹر۔ اپنی مشین گن پھینک کر ہاتھ بلند کر لو۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا''..... عمران کو صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''صفدر۔ کیا تم گولی مار کر مجھے شادی سے پہلے شہید کرنا چاہتے ہو''..... اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی اس پر گولیاں چلاتے، عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا تو وہ سب بے اختیار چونک گئے۔ دوسرے ہی لمحے وہ سب ستونوں کے پیچھے سے باہر نکلے اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔

''اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ زندہ ہیں''..... صفدر نے تشکرانہ لہجے میں کہا۔ عمران نے جولیا کی طرف دیکھا تو جولیا کی خوشی دیدنی تھی اور اس کے چہرے پر چمک ابھر آئی تھی۔ کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی خوش ہو گئے تھے جبکہ تنویر کے

چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ عمران دروازے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ دروازہ لوہے کی مضبوط چادر سے بنا ہوا تھا اس لئے وہ نہ کھل رہا تھا۔ عمران کو فکر لگی ہوئی تھی کہ کہیں کرنل راسکر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سپیشل لیزر رویلن کا فارمولا لے کر وہاں سے نکل نہ جائے۔

''پیچھے ہٹو۔ جلدی'' ...... عمران نے اپنے ساتھیوں کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ سب پیچھے ہو گئے۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بم نکال اور اس کی پن کھینچ کر بم پوری قوت سے فولادی دروازے پر مارا تو ایک دھماکے کے ساتھ فولادی دروازے کے پرخچے اڑ گئے اور دھواں پھیل گیا۔ پھر چند ہی لمحوں کے بعد دھواں ختم ہو گیا تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ اب دیوار میں ایک دروازہ تھا۔

''آؤ'' ...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا تو اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آنے لگے۔ ہال کمرے میں آتے ہی عمران کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا کیونکہ ہال کمرہ خالی پڑا ہوا تھا جبکہ پروفیسر وہاب ایک کرسی کے ساتھ بندھے ہوئے موجود تھے۔ وہ بے ہوش تھے اور ان کی گردن ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی۔ جبکہ کرنل راسکر اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے غائب تھا۔ دیوار کی ایک سائیڈ پر دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے پروفیسر کاشان باقری کی نبض چیک کی اور اس کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے۔ پروفیسر کاشان باقری زندہ تھے۔

''کرنل راسکر اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہو رہا ہے۔ تم پروفیسر کاشان باقری کو لے کر میرے پیچھے آؤ'' ...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ کھلے دروازے کی طرف دوڑا۔ اس کے ساتھی وہیں رک گئے تھے جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل، پروفیسر کاشان باقری کو آزاد کرنے میں مصروف ہو گئے۔ دروازے کے دوسری طرف ایک طویل کپاؤنڈ تھی جو بائیں طرف مڑ رہی تھی۔ عمران کپاؤنڈ میں دوڑنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد وہ کپاؤنڈ کی طرف مڑا تو دوسرے ہی لمحے وہ بے اختیار چونک کر رک گیا کیونکہ کپاؤنڈ میں ایک فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران نے وقت ضائع کئے بغیر جیب سے ایک اور بم نکال کر اس کی پن کھینچی اور بم فولادی دروازے پر مارا تو فولادی دروازے کے پرخچے اڑ گئے اور وہاں دھواں اڑنے لگا۔ جیسے ہی دھواں ختم ہوا تو عمران نے دوڑتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ دوسری طرف ایک سرنگ تھی جس میں گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ عمران نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور پھر وہ اس روشنی میں سرنگ میں دوڑنے لگا۔ سرنگ کافی طویل تھی اور سرنگ کے آخر میں سیڑھیاں موجود تھیں جو سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں پر ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی جو باہر سے آ رہی تھی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اچانک سیڑھیاں چڑھتے ہوئے عمران کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا تو عمران رک گیا۔ اس نے جھک کر سیڑھی پر دیکھا تو دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔ سیڑھی پر ایک ریموٹ کنٹرول پڑا ہوا تھا جو یقیناً کرنل راسکر کی جیب سے گر گیا تھا۔ عمران نے ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے اسے ایک ہیلی کاپٹر کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے پھر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک کھلے میدان میں ہو رہا تھا جس کے چاروں طرف گھنے درخت

پھیلے ہوئے تھے۔ ایک بلیک کلر کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلندی پر پہنچ کر معلق ہو گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے کرنل راسکر نیچے دیکھ رہا تھا جبکہ باقی سائنس دان ہیلی کاپٹر کی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ صفدر نے پروفیسر کاشان باقری کو اپنے کاندھے پر لادا ہوا تھا۔

"گڈ بائی پاکیشیائی ایجنٹو۔ گڈ بائی۔ مجھے خوشی ہے کہ تم سب کی موت میرے ہاتھوں ہو رہی ہے اور تمہاری موت سے دنیا کے تمام ایجنٹوں کو سکون مل جائے گا۔ میرا سارا پلان تمہاری وجہ سے ادھورا رہ گیا ہے مگر مجھے اس بات کی کوئی پریشانی نہیں ہے۔ پاکیشیا کی تباہی و بربادی میرا مشن ہے اور میں یہ مشن ہر صورت پورا کروں گا"...... کرنل راسکر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل راسکر۔ یاد رکھو۔ جب تک ایک بھی پاکیشیائی زندہ ہے۔ اسرائیل کا یہ خواب کبھی بھی پورا نہیں ہو سکے"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمارا یہ خواب ضرور پورا ہو گا۔ ضرور پورا ہو گا اور ہمارے اس خواب کو پورا ہونے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ میں ریموٹ کنٹرول کا بٹن پریس کر رہا ہوں اور ابھی چند لمحوں کے بعد تم سب کی لاشوں کے چیتھڑے یہاں پڑے ہوں گے"...... کرنل راسکر نے غراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا پھر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریموٹ کنٹرول نکالنا چاہا تو دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے اور وہ اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔

"کرنل راسکر۔ کیا تلاش کر رہے ہو۔ ریموٹ تو میرے پاس ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ریموٹ کنٹرول نکال لیا۔ کرنل راسکر نے یکلخت چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ ریموٹ تمہارے پاس کہاں سے آ گیا۔ یہ کیسے ہو گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ"...... کرنل راسکر نے چیختے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل راسکر۔ اب تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نکلو یہاں سے۔ فوراً"...... کرنل راسکر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ پائلٹ سے کہہ رہا تھا۔ پھر ہیلی کاپٹر دائرے کی صورت میں مڑنے لگا۔ اسی لمحے عمران نے جیب سے ایک بم نکال کر اس کی پن کھینچی اور اسے پوری قوت سے اچھال کر ہیلی کاپٹر میں پھینک دیا۔

"بھاگو"...... عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ سب ایک طرف دوڑتے چلے گئے۔ بم ہیلی کاپٹر میں کرنل راسکر کی گود میں گرا تھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل راسکر کچھ سمجھتا، اسی لمحے ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے۔

☆......☆......☆

یروشلم کے فائیو سٹار ہوٹل کے ایک کمرے میں صفدر، جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ موجود تھے جبکہ عمران وہاں موجود نہیں تھا۔ انہیں اس ہوٹل میں رہتے ہوئے دو دن ہو گئے تھے اور عمران آج رات پاکیشیا جانے فلائٹ کے لئے اپنی ٹکٹیں بک کرانے گیا ہوا تھا۔

عمران نے پروفیسر کاشان باقری کو دو دن پہلے ہی پاکیشیا بھیج دیا تھا۔ چونکہ کرنل راسکر کے ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کے ساتھ پروفیسر کاشان باقری کا وہ فارمولا جو پروفیسر مائیکل نے ایک سی ڈی میں سیف کر لیا تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا لیکن سپیشل لیزر روبین کا فارمولا پروفیسر کاشان باقری کے ذہن میں موجود تھا اس لئے وہ مطمئن تھے۔

عمران نے کرنل راسکر کا ہیلی کاپٹر تباہ کرنے کے بعد ریموٹ کنٹرول سے سپر لیبارٹری بھی تباہ کر دی تھی جس میں سپیشل لیزر روبین تیار ہو رہا تھا۔ اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھی پیدل چلتے ہوئے شہر میں پہنچے تھے اور شہر میں دو ٹیکسیاں انگیج کر دا کر وہ یروشلم کے فائیو سٹار ہوٹل میں پہنچ گئے تھے۔ تنویر کا چہرہ سپاٹ تھا اور وہ جولیا سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل، صالحہ اور جولیا باتیں کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد عمران وہاں پہنچ گیا۔

''فلائٹ رات کتنے بجے پاکیشیا جائے گی''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''جتنے بجے تم کہو گی فلائٹ چلی جائے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو''...... جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کیوں مس جولیا کو تنگ کر رہے ہیں۔ انہیں بتا دیں نا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دیکھا کیسے بھائی بہن کے حق میں بولا ہے۔ ٹھیک ہے بتا دیتا ہوں۔ فلائٹ رات بارہ بجے روانہ ہو گی۔ تم مجھے غصے سے نہ دیکھا کرو ورنہ مجھے یرقان ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو سوائے تنویر کے سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے بتایا نہیں جب آپ نے ہیلی کاپٹر سے پیراشوٹ باندھ کر چھلانگ لگائی تھی تو آپ پھر کہاں غائب ہو گئے تھے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارے چیف ایکسٹو نے مجھے ناقص پیراشوٹ دیا تھا جو کھل ہی نہ سکا تھا۔ میری تو قسمت اچھی تھی کہ میں ایک کھائی میں گر گیا تھا۔ تم لوگوں نے اس وقت یہی سوچا ہو گا کہ میں مر گیا ہوں اس لئے میری لاش بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے آپ کو بہت تلاش کیا تھا مگر آپ ہمیں کہیں بھی نظر نہیں آئے تھے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں ایک گڑھے میں گرا ہوا تھا اسلئے تمہیں کیسے نظر آتا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ لیبارٹری تک کیسے پہنچے تھے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو عمران نے مختصر طور پر بتا دیا کہ وہ کیسے نکولس سے ملا اور کیسے لیبارٹری تک ٹرین کے پیچھے لٹک کر پہنچا تھا۔

''لیکن تم لیبارٹری تک کیسے پہنچے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم بھی ٹرین میں سوار تھے۔ جب شٹل ٹرین پر کارٹن رکھنے کے بعد فوجی واپس جانے لگے تو ہم واپس جانے کی بجائے ٹرین میں سوار ہو گئے تھے۔ اسرائیلی ایجنٹ آپ پر گولیاں چلا رہے تھے۔ ہم سمجھے تھے کہ انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے اور وہ ہمیں مارنے کے لئے

شٹل ٹرین پر گولیاں برسا رہے تھے مگر جب شٹل ٹرین لیبارٹری میں پہنچی اور ہمیں گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی تو میں سمجھ گیا تھا کہ یقیناً آپ ہی ہوں گے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اللہ کا شکر ہے کہ آپ اس وقت چیکنگ پوائنٹ پر موجود نہیں تھے ورنہ آپ بھی بم دھماکے میں مارے جاتے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا وہ تم دھماکے تم نے کئے تھے“..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران صاحب۔ سچ پوچھیں تو آپ کو زندہ دیکھ کر ہمیں بہت خوشی ہوئی تھی“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اللہ تم سب کو اسی طرح خوش رکھے لیکن ایک شخص کو میرے زندہ ہونے پر کوئی خوشی نہیں ہے۔ اللہ اسے بھی خوش رہنے کی توفیق دے۔ آمین“..... عمران مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا اشارہ تنویر کی طرف تھا لیکن تنویر نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

”ارے۔ یہ تنویر نے اپنا منہ کیوں پھلایا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے واقعی میرے زندہ ہونے کی خوشی نہیں ہے“..... عمران نے اچانک تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”دراصل جولیا نے آپ کی وجہ سے تنویر کو تھپڑ مار دیا تھا اس لئے یہ جولیا سے ناراض ہے“..... صفدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار چونک کر تنویر کی طرف دیکھا۔

”ہائے تنویر۔ تم تو بہت خوش قسمت ہو کہ جولیا نے تمہیں تھپڑ مارا ہے ورنہ میں تو اب تک سینڈل ہی کھاتا آیا ہوں اور ان پیارے پیارے ہاتھوں کا تھپڑ کھانے کو بھی ترستا ہوں۔ دیکھو۔ ابھی بھی سینڈل کھانے لگا ہوں“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ مار کر دوسرے صوفے کے قریب جا کھڑا ہوا کیونکہ اسی وقت جولیا نے غصے سے سینڈل اتار کر عمران کو مار دیا تھا جو عمران کو لگنے کی بجائے صوفے کو لگا تھا۔

”س۔ س۔ سوری“..... عمران نے معصومیت سے کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد